دیوان جاہ

[illegible] حسین خان صاحب بہادر دام اقبالہ متخلص بجاہ

عبارت مُہری حضرت اُستادی شہیر فی الآفاق بالکمال و الاخلاق
جناب منشی امیر احمد صاحب آمیر مینائی لکھنوی دامت فیوضکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا سے امید ہے کہ یہ دیوان اپنی خوبیوں کا اثر ڈالنے مین کامیابی حاصل کریگا اور
اُن لوگوں سے خاطر خواہ داد لیگا جو سخن فہم اور سخن سنج ہین۔
مین نے اِسے تمام دیکھا اور محظوظ ہوا حال و قدیم رنگ کا باہم میل جول
اور جدتِ مضامین کے ساتھ بلاغت کا لطف فی الحقیقت مصنف کی
طباعی خوشگوئی اور سخن آفرینی اچھی طرح ظاہر کرتا ہے۔
بڑی خوبی یہ ہے کہ رسمی مضمون کم اور تازگی زیادہ ہے فالحمد لمن اللہ ارحم الراحمین
این ہمہ فیض معجزہ وجاہ رسولہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین

نظامی پریس [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توشیح سلمای سخن بترصیع و تلمیع حلل حمد و سپاس و لآلی متلالی نیایش و ستایشِ

بیقیاس خلاقِ معنی آفرینیست که بفیاصلهٔ مربع اضداد عناصر را بسبب موزونیتِ مصرعِ

قامتِ بشری ساخته و بیجویه فلکی بلاوتد افراخته و ابکارِ معنی را از حجلهٔ افکار بجلوهٔ شهود

و ظهور آورده و دُررِ غُررِ تحیات نجبات در و وِنا محدود فراخور در بارِ دُربار مطلعِ

معجزاتِ رسالت و مقطعِ نبوّتِ محمدِ مصطفےٰ و آل امجادش که مثمنِ هشت بهشت

یک زینهٔ بامِ رفعتِ اوست و مسدّس شش جهت یک رکن بیتِ شریعتِ او

اما بعد هنگامیکه بقید هموم در آمدم و انبوه اندوه بقصر دلم دخیل شد و تاسیس یافت
و جان ژولیده و پژولیده با قوافی غموم ردیف گشت از روائح عنبر فوائح رحیق
عتیق و مسک سحیق اشعار اساتذهٔ جهابذه که سیاح هر براری و صحاری بمصداق
الشعراء فی کل واد یهیمون اند در خلوات و جلوات سرا و جهرا مشام جان معطر و معنبر
میگردانیدم و از هر گلستان سبد گل و از هر ملستان ساغر مل میگرفتم و هم اکثر لیالی
سودای این لیلا در سر یافتم و باین دلربائی فرخار شیرین ادا دست و بغل
گشتم و از بادهٔ سخن سرائی در جوش و از شاهد افاضهٔ غیبی هم آغوش ماندم و بحفظ
وضبط این بضاعت موروثی قوتین فاکره و ناطقه صرف کردم و هر مضمون
دلکش از مرآة الغیب بمفاد الشعراء من تلامیذ الرحمن بصفحهٔ خاطر
فقیر صورت ارتسام بسته همچو حال پریشان خود ابتر نگذاشته گلدسته بندی
ریاحین مضامین نمودم زمان چند از تنافر تعنت باصرهٔ قاصره آنان

که از غایت غوایت به شعر و شعر و سعیر و شعیر و زهیر و هرباس و عوار و عسعاس

سخن منظوم ۱۲

فرقی نمیکنند و شبه را بر رشته و خیط مروارید از خبط می کشند اگرچه اقتراح ایشان

بمثابهٔ نعیق غراب و طنین ذباب ست کلام خود را همچو جان بقالب طبع

در نیاوردم الآن بایمای تحثّث و هدایت اتمامی حضرت استادی نخبة الکملا

زبدة الشعرا صدرنشین انجمن فصاحت ضرب المثل اقلیم بلاغت وافر الاخلاق

وسط ۱۲

کامل الاشفاق بسیط الفیوض متدارک الغموض جناب مفتی منشی

تدارک کنندهٔ چیزے رفته ۱۲

امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی دام بحر فیضه مدیداً و بارک ایام

بقائه جدیداً تخلص خود جاه گذاشتم و از تخلص سابق که وقر داشتم اعراض

کردم و جسارت باشاعت کلام در انام نمودم امید از بالغ نظران است

که اگر باین زر کامل عیار غشی و اندرین حدائق البلاغة خاری بینند بدل

خوب آینده بر محک ۱۲ گلزارها ۱۲

اعطاف و الطاف مستتر و محتجب نمایند خداوندا این مجموعهٔ سخن را که ممتلی

بالفتح مهربانیها ۱۲

از تعقید عیوب و ہزلیات و نقائص و حشویات است و بہ تہذیب آن از غش قلق خون دل خوردہ ام و شبہا دل و دماغ را وقف دودہ چراغ ساختہ ام از رمح و سہم نگاہ خبیر و جبیر خردہ بینان مصئون دارد و شاخ گلوی روزگار گردان آمین یا رب العالمین وہا انا سید بنیاد حسین المتخلص بالآگاہ ابن المرحوم والمغفور النواب سید احمد حسین خان صاحب المتخلص بالسالک نور اللہ مرقدہ وغفر سیاتہ بمحمد و آلہ حررت ہذہ الدیباجہ فی شہر ربیع الآخرہ سنہ الف وثلث مأتہ وثلثہ عشر من ہجرۃ سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام من اللہ الاکبر

(حواشی: از عقد گرہ بستن ۱۲ — زوائد ۱۲ — نیزہ ۱۲ — تیر ۱۲ — حساب کنندہ ۱۲ — دفع نقصان ۱۲ — آگاہ باش ۱۲)

فہرست الفاظ متروکہ مع کیفیت آن

نمبر	متروکات	رائج	کیفیت
۱	آخرش	آخر	
۲	آن کے	آکے	

نمبر	متروکات	مستعمل	کیفیت
۳	اُجیالا	اُجالا	
۴	خون و جان وغیرہ کلماتِ حرفی باخفاے نون	خون وجان وغیرہ باعلانِ نون	حالتِ عطف و اضافت اِس سے مستغنی ہے مثلاً دل وجان اور قطرۂ خون وغیرہ اور لفظ جانان معشوق سے خطاب کی حالت مین بھی باخفاے نون استعمال کیا گیا ہے
۵	ایام	روز۔ دن	اِس لفظ کا استعمال ایامِ مخصوصۂ نساء مین بہت استعمال ہو گیا ہے اِس کراہت سے بچنے کے واسطے بلا ترکیب اِسکے استعمال سے حذر کیا البتہ جہان ایام

نمبر (probable reading)	متروکات	بجاے انکے (probable reading)	کیفیت
			مضاف یا مضاف الیہ ہو جیسے ایام بہار یا گردش ایام اوس سے احتراز نہین۔
۶	اوپر	پر - پہ	نیچے کی مقابل مین البتہ اوپر کا استعمال کیا گیا ہے
۷	اندھیارا	اندھیرا	
۸	پہ بمعنی مگر	پر	
۹	جا	جگہ	جس جگہ یہ لفظ بترکیب اضافی آیا ہے جیسے اسمین جاے گفتگو نہین یا سینے مین بجاے دل پیکان ہے ان کو ترک نہین کیا اسلیے کہ یہان کراہت نہین۔
۱۰	خودرفتہ	ازخودرفتہ	

نمبر	متروکات	مستعملات	کیفیت
۱۱	طرز بتذکیر	طرز بتانیث	
۱۲	شور و شیر وغیرہ بواو و یاے مجہول بقافیہ طور و تیر وغیرہ بواو و یاے معروف		لفظ شمشیر اس سے مستثنےٰ ہی اگرچہ اسکی اصل اہلِ لغت نے شم بمعنی ناخن اور شیر بمعنی اسد لکھی ہے مگر کثرتِ استعمال سے اب یہ معنی ترکیبی کی طرف منتقل نہین ہوتا اور جو کراہت شیر و تیر و شور و طور کے باہم قافیہ کرنے مین ہے وہ شمشیر مین باقی نہین رہی۔
۱۳	دیجے کیجے وغیرہ بروزن فعلن	دیجیے کیجیے وغیرہ بروزن فاعلن	
۱۴	سات۔ ہات (بمعنی ہمراہ)	ساتھ۔ ہاتھ	

نمبر	متروکات	بجاے انکے	کیفیت
۱۵	جوکہ - جبکہ	جو - جب	
۱۶	رکھا بہ تخفیفِ کاف	رکھا بتشدیدِ کاف	
۱۷	موسِم بفتحِ سین	موسِم بکسرِ سین	
۱۸	مین نے سمجھا	مین سمجھا	
۱۹	نہ تو	نہ	
۲۰	ہر کہین	ہر جگہ	
۲۱	یا الٰہی	الٰہی	
۲۲	بیتابیّ دل بیحجابیّ معشوق وغیرہ بہ تشدیدِ یا	بیتابیِ دل بیحجابیِ معشوق وغیرہ بہ تخفیفِ یا	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل | ردیف الف | شعر

گر چوندھیا نہ دیتا موسیٰ کو نور تیرا
کچھ پوچھتے نشان بھی تجھسے ضرور تیرا

افلاک پر ستارے قدرت کے ہین تماشے
دکھلا رہا ہے عالم کیا کیا ظہور تیرا

تو لا شریک بیشک بے شبہہ تو ہے واحد
کیونکر پڑھے نہ کلمہ ہر ذی شعور تیرا

امداد چاہتا ہے تجھسے تمام عالم
جپتے ہین نام ہردم وحش و طیور تیرا

ہر موی تن زبان ہو کیا حاجت بیان ہے
شکر اور کس طرح ہو تیرے حضور تیرا

جلوہ مثال موسیٰ مجھکو نصیب گر ہو
پتلی کی طرح رکھون آنکھون مین نور تیرا

لیجاتے سمتِ دوزخ اعمال میرے مجھکو
ہوتا نہ گر سہارا روزِ نشور تیرا

اعمال کی سیاہی رحمت نہ گر مٹاتی
اے آفتابِ محشر رہتا یہ نور تیرا

غزل ۲

پڑھتے ہین اس غزل کو حور و ملک فلک پر
اے جاہ نام پہونچا اب دور دور تیرا

شعر ۹

عشق ہے ہمکو ازل سے احمدِ ذیجاہ کا
نور ہے دل مین ہمارے شمع بیت اللہ کا

وصف ہر اک شعر مین ہے احمدِ ذیجاہ کا
تاج زیبا ہے سرِ دیوان پہ بسم اللہ کا

یا محمد تم اگر چاہو کہ اعلیٰ پست ہو
پیس ڈالے کوہ کو دم بھر مین تنکا کاہ کا

آپ جس چوکھٹ پہ رکھدین پانؤن تو منور ہو
حلقۂ زنجیرِ در بن جائے ہالہ ماہ کا

آپ سے اعلیٰ نہ تھا کوئی نہوگا اور نہ ہے
خاتمہ ہی آپ پر آگے ہے نام اللہ کا

عدل سے تیرے برابر ہین قوی ہون یا ضعیف
ایک رتبہ ہے ترے در پر گدا و شاہ کا

زورِ انگشتِ ہلالی سے قمر شق ہو گیا
مہر سے بھی بڑھکے روشن معجزہ ہے ماہ کا

حکمِ خالق سے گئے جب عرشِ اعظم پر حضور | غل ہوا ہر سمت بسم اللہ بسم اللہ کا

غزل

جاہ بہرِ عفوِ تقصیراتِ روزِ حشر میں
ہمکو کافی ہے وسیلہ احمدِ ذیجاہ کا

شعر

نام مجکو وِرد رہتا ہے خدا کے نور کا | کیون نہو منھ مین زبان شعلہ چراغ طور کا
یادِ گیسو مین تصور ہو رُخِ پرنور کا | اس اندھیرے مین نظر آجائے شعلہ طور کا
بادہ خواران ولاے پاک حیدر کے لیے | خالِ روے حور دانہ بن گیا انگور کا
نور افشان دیکھکر نقشِ کفِ پاے حضور | عرش پر شک ہے ملائک کو عذارِ حور کا
دیدۂ قیصر مین سرمہ ہو ترے در کا غبار | خاک ہو نعلین کی صندل سرِ فغفور کا
آتشِ شوقِ شہادت اس قدر ہے مشتعل | ہمزبان شعلے کا ہون ہمدم ہون مین تنور کا
وقتِ مشکل نام تیرا جب زبان پر آگیا | رنج فوراً ہو گیا زائل دلِ رنجور کا
سامنے تیرے قوی بھی ہو گئے آکر ضعیف | سچ کہا ہے ڈھول ہوتا ہے سہانا دور کا

اللہ اللہ چہرۂ پُر نورِ حیدر کا فروغ	عارضِ روشن پہ ہے پروانہ شعلہ طور کا

غزل

خود بخود دل کا کنول روشن ہوا جاتا ہے جاہ
آج آیا ہے تصوّر کس سراپا نور کا

شعر

ہے اشتیاق دیدِ خدائے عظیم کا	اچھا تو ہے مزاج جنابِ کلیم کا
دشوار کس طرح نہ گذر ہو نسیم کا	کوچہ ہے تنگ گیسوئے عنبر شمیم کا
اے جوہری نہ بیچ گہر کو کسیکے ہاتھ	اچھا نہیں غلام بنانا یتیم کا
جھیلی ہے دل نے خوب ہی آفت شباب کی	کیا سامنا کیا ہے بلائے عظیم کا
مر کر ہوں بے نیاز میں سامانِ دہر سے	محتاج شال کا ہوں نہ طالب گلیم کا
جس دن سے اپنی لف میں تمنے ملا ہی عطر	ہے عرش پر دماغ گلوں کی شمیم کا
کھینچیں جو آہ سرد سبک روح آپ کے	ہر پھول کو چمن میں یقیں ہو نسیم کا
عاشق ہوں سبزۂ خطِ رخسار یار پر	میں بھی ہوں عندلیب ریاضِ نعیم کا

دانتون نے بھی جو اُبڑھاپے مین دیدیا
کچھ بھی کیا خیال نہ رسمِ قدیم کا

جلتے ہین استخوانِ بدن ہجرِ یار مین
سینہ ہے داغِ عشق سے طبقہ جحیم کا

ایذا رسان تو ہے ترے کوچے کی زمین
شکوہ عبث ہے دورِ سپہرِ لئیم کا

بخشے گئے جو ہمسے گنہگار روزِ حشر
کیا کیا جلا ہے دیکھ کے طبقہ جحیم کا

دم بھر نہ ساتھ وادیِ وحشت مین دیسکی
دوہی قدم مین پھول گیا دم نسیم کا

محشر مین دیکھ دیکھ کے بیتابیان مری
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ جاتا ہے شعلہ جحیم کا

مانگو جو لاکھ بار تو دل لاکھ بار دون
دستِ طلب سے ہاتھ کھلے گا کریم کا

غزل

پیری مین قصرِ تن کا بھروسا نہ چاہیے
کیا اعتبار جاہِ عظامِ رمیم کا

شعر

بنی آدم کو آدم کی طرح غمناک ہونا تھا
ازل سے صورتِ گندم کلیجا چاک ہونا تھا

نہ برباد اپنی مٹی کو تہِ افلاک ہونا تھا
ہمین مرکر بھی تیری ہی گلی کی خاک ہونا تھا

شبِ وصلت مزا ملتا دلون کی بیقراری سے / مجھے بیتاب ہونا تھا انھین بیباک ہونا تھا

محبت کا جو دم بھرتے ہین لیتے غم کی جاگیرین / رقیبون کو ہماری طرح ذی املاک ہونا تھا

ہوا سودا نہ فصدین لین بہار آئی تو کیا آئی / ذرا وحشت کو بڑھنا تھا گریبان چاک ہونا تھا

جو پی لی تھی بہک کر تو یہ بھی کرنی تھی ای زاہد / مے گلرنگ کے چھینٹون سے دامن پاک ہونا تھا

رقیبِ روسیہ گیسو بنائین اُنکے ہم دیکھین / مثالِ شانہ قسمت مین جگر صد چاک ہونا تھا

عدم کا راستہ دم بھر مین آسانی سی طی ہوتا / تجھے اے توسنِ عمرِ روان چالاک ہونا تھا

پہونچکر عرشِ اعظم پر یون ہی بے اثر پلٹی / دعا کو بھی صدا سے گنبدِ افلاک ہونا تھا

خدا بنکر جو بیٹھے تھے سمجھتے بھی حق و باطل / الٰہی اِن بتون مین کچھ نہ کچھ ادراک ہونا تھا

بُرا ہو سخت جانی کا کئی بدلے گئے خنجر / مجھے شرمندہ تجھسے مرتے دم سفاک ہونا تھا

نگاہ اُس صاحبِ عصمت کے جلوے کی جو طالب تھی / لگا کر چشمہ کوثر مین غوطے پاک ہونا تھا

زمانے بھر کا قصہ حشر مین نکلا ہے کیون یا رب / جہان کا یہ بکھیڑا ہے وہین پر پاک ہونا تھا

غزل۶ | عبث اے جاہ رکھ ہند مین یاد کی مٹی / نثار مرقد شاہنشہ لولاک ہونا تھا | شعر۱۶

ناک کرکھتے ہین وہ دل عاشق دلگیر کا
بچ نہین سکتا ہدف میری نگہ کے تیر کا

عالم گریہ مین کیون کھنچی گئی میری شبیہ
خشک ہوگا حشر تک کا غذ آب تصویر کا

غیر ممکن ہے کبھی پھولین پھلین اہل جفا
دانہ کب سرسبز ہوتا ہے کسی زنجیر کا

حشر مین یا بیوفا کہتا ہے کیچ اُنپر نہ آئے
مین کرون دل کی شکایت دل گلہ تقدیر کا

دیکھ اے قاتل کہ میری سخت جانی دیکھکر
چشم حیران بن گیا جوہر تری شمشیر کا

اپنے کوٹھے پر سلاسل کی صدا سنتے ہین وہ
عرش تک جاتا ہے نالہ اب مری زنجیر کا

رہتی ہے ہر دم تصور مین وہ صورت جلوہ گر
دل ہمارا آئنہ ہے یار کی تصویر کا

غیر کی قسمت نہ بگڑی ہے نہ بگڑیگی کبھی
لے لیا زلفون نے تیری پیچ سب تقدیر کا

اور چمکا حسن اُسکا قتل ہونے سے مرے
خون میرا بن گیا غازہ رخ شمشیر کا

ایک دم جاتا نہین دل سے خیالِ روی یار — صفحۂ خاطر بھی کاغذ ہو گیا تصویر کا

قتلِ قاصد کی خبر اُس تُرک نے لکھی مجھے — واہ کیا اچھا جواب آیا مِری تحریر کا

حشر مین آیا وہ خورشیدِ قیامت بے نقاب — دیکھیے چمکا کہان اختر مِری تقدیر کا

آہِ عاشق کی طرح قاصد کی ہو رفتار تیز — جیسے ہے تعویذ بازو پر تمھارے تیر کا

سوزِ غم بھی چاہیے گر عشق مین چاہے فروغ — شمع کا جلنا سبب ہے شمع کی تنویر کا

نعمتون کے لطف سے اہلِ جفا محروم ہین — خاک سے اللہ بھرتا ہے دہن گلگیر کا

غزل

زیرِ تیغِ یار سر اپنا جھکاؤنگا مین جاہ
ہو گا محرابِ عبادت خم مجھے شمشیر کا

شعر ۱۴

جو آیا بھی تو سُناتا یہ مجھکو یار آیا — نصیب غیر کے بگڑے تھے مین سنوار آیا

نہ دل بچا وہ جو پیشِ نگاہِ یار آیا — قضا کو ساتھ لیے سامنے شکار آیا

جنون مین بیخودی ایسی گلے کا ہار ہوئی — ہمین خبر نہین کب موسمِ بہار آیا

چھپائے شیشۂ ساعت ہزار گردِ ملال
صفائی خاک رہی دل مین جب غبار آیا

تڑپ تڑپ کے گذاری ہے مینے ساری عمر
مثالِ برق نہ دم بھر مجھے قرار آیا

نہ شمع پر ہے نہ کچھ ابرِ تر پہ ہے موقوف
مری لحد پہ جو آیا وہ اشکبار آیا

خدا کے سامنے کیونکر نہ شکایتین ہونگی
غضب ہوا جو مجھے تجھپہ واللہ بھی پیار آیا

بڑھین گے ناخنِ وحشت چھلینگے زخمِ کہن
الٰہی خیر ہو پھر موسمِ بہار آیا

بہت زمانے نے دنیا مین کروٹین بدلین
نہ میرے دل کی طرح اک ذرا قرار آیا

شبِ وصال مین کیا اہتمامِ خلوت تھا
کہ نیند کا بھی نہ آنکھون مین کچھ خمار آیا

ہمارے دل کی طرح بجھ کے رہگیا وہ بھی
چراغ لے کے جو کوئی سرِ مزار آیا

ہم اپنے دشمنِ جان ہی کے جان نثار رہے
جسے سمجھ لیے قاتل اُسی پہ پیار آیا

یہ آرزو ہے بلائے جو مجھکو داورِ حشر
وہ بت کہے کہ ہمارا گناہگار آیا

لحد مین یارونکے احسان ساتھ ہین اے جاہ

غزل	مین ناتوان بہت ہو کے زیر بار آیا	شعر

غنچے اپنے ہین نہ گُل اپنے نہ گلشن اپنا
ابتو صیاد کے گھر مین ہے نشیمن اپنا

نگہ ناز نے رکھے نہ بجا ہوش و حواس
اسی بجلی سے جلا عشق مین خرمن اپنا

کوئی اُس تُرک سے کیا بوسہ ابرو مانگے
نیمچہ تیز کیے رہتی ہے چتون اپنا

عشق مین اُس رُخِ انور کے جلا کرتا ہے
شمع کعبے کی ہے گویا دلِ روشن اپنا

دل کے لینے کی ضد مین سمجھ کے ہنس دیتے ہین
یاد آتا ہے جوان کو کبھی بچپن اپنا

جب ملا گوہرِ مقصود قناعت سے ملا
صورتِ بحر نہ پھیلا کبھی دامن اپنا

ہار پھولون کے گلے مین جو پہنتے ہین شب وصل
جلوہ دکھلائے بہارِ خمِ گردن اپنا

باغ عالم مین ثمر کیسے کوئی گُل نہ ملا
ہاتھ پھیلائے رہی شاخ نشیمن اپنا

دل مرا ہو کہ کوئی غیر ہو اللہ رے رشک
تیرے عاشق کو سمجھتا ہون مین دشمن اپنا

سر بزانو ہی رہے فرطِ حیا سے شب وصل
لاکھ اُبھرا نہ اُبھرنے دیا جوبن اپنا

دل بھی اب حشر مین ہے تیری ہی جانب اے شوخ
کیا قیامت ہے ہوا دوست بھی دشمن اپنا

مُرغِ دل کہتے ہین جب بے قفس مین اُٹھتے ہین وہ بھی ہا
اِنھین شاخون پہ بنائین گے نشیمن اپنا

آکے دشمن بھی ہو مہمان تو مدارا ہے ضرور
خون خنجر کو پلا ئے رگِ گردن اپنا

کیا مِری خاکِ لحد سے بھی ہے کچھ دلمین غبار
تم جو بیٹھے ہو سمیٹے ہوئے دامن اپنا

اپنے جو ہوتے ہین تکلیف کہین دیتے ہین
رشتہ کیون جوڑتی ہے زخم سے سوزن اپنا

کہتے ہین شرم اِدھر شوق اُدھر وصل کی رات
کس قیامت کی کشاکش مین ہے جوبن اپنا

ہین وہ قانع ہون کہ میرے خطِ تقدیر مین بھی
ہے ہر اک حرف سمیٹے ہوئے دامن اپنا

غزل ۹

قبر پہ دیکھ کے اغیار کو اُس شوخ کے ساتھ
جاہ جلتا ہے چراغ سرِ مدفن اپنا

شعر ۱۴

کیون نہ اے رشکِ مسیحا ہو زمانا تیرا
چار دیوارِ عناصر پہ ہے قبضا تیرا

جان جانے پہ بھی جاتی نہین اُلفت تیری
سر بھی کٹ جاے تو جاتا نہین سودا تیرا

لوگ کہتے ہین کہ یوسف بھی حسین تھے ہونگے
اب تو اے خسروِ خوبان ہے زمانا تیرا

اِسکی مٹھی مین یہ کس کا دلِ بیتاب ہے بند
خودبخود آج کھلا جاتا ہے جوڑا تیرا

تجھسے خوش چشم کی آنکھون مین جگہ پائی ہے
کھٹکے کیونکر مری نظرون مین نہ سُرما تیرا

غیر حالت مری سُنکر وہ چلے آتے ہین
اے شبِ ہجر مبارک ہوا آنا تیرا

زور کیا کاتبِ قدرت ہے قلم مین تیرے
نہین مٹتا ہے مٹائے سے بھی لکھا تیرا

مُردہ وہ دل ہے نہو جس مین محبت تیری
کور وہ آنکھ ہے جس مین نہو جلوا تیرا

نام جس کا ہے قضا تیری ادا ہے ظالم
جس کو کہتے ہین چھری سب وہ ہی غمزا تیرا

باغ مین تیری سواری اگر اے گُل آئے
دامنِ بادِ بہاری سے ہو پردا تیرا

بھولتی ہی نہین صورت تری دم بھر مجکو
صفحۂ دل پہ ہے اُترا ہوا نقشا تیرا

چل نہ رُک رُک کے گلے پر مرے اے خنجرِ ناز
مجھسے اُٹھے گا نہ یہ غمزۂ بیجا تیرا

ابتدا ہی سے ہے انجامِ محبت ظاہر
کھل گیا اے خطِ تقدیر لفافا تیرا

غزل — وہ سفر مین ہین کہان سیر سے مہلت انکو / جاہ ان روزون ہے گردش مین ستارا تیرا — شعر

اپنے گھر تو اگر اے رشکِ مسیحا جانا
کچھ ہمارے دلِ بیمار کو سمجھا جانا

یہ نہ جانا کہ کھٹک ہو گی کسی کے دل مین
سرمہ اغیار کے ہاتھون سے لگانا جانا

اپنے رونے کو جو ہم نوحؑ کا طوفان سمجھے
چشمِ گریان کو حبابِ لبِ دریا جانا

ناتوانی کا مین احسان نہ مانون کیونکر
اسنے کوچے سے مناسب نہ اٹھانا جانا

رکھ لیا سینے پہ خط اسکا تسلّی کے لیے
ہمنے داغِ دلِ مجروح کا پھاہا جانا

ایک ارمان جو گیا دوسرا ارمان آیا
خانۂ دل مین ہے مہمانون کا آنا جانا

دل نہ جاتا تو نہ مری جان پر آفت آتی
میرے حق مین تو ستم دل کا ہوا آجانا

ہائے کس طنز سے کہتے ہین مری لاش پہ یہ
غم اٹھایا نہ گیا دل کا لگانا جانا

خط کتابت ہی سہی آپ نہ آئین نہ سہی
قاصدون کا تو برابر رہے آنا جانا

خواہش وصل پہ منہ پھیر لیا واہ جناب | پوچھنا آپ ہی اور آپ ہی شرما جانا

غزل

جاوہ اُس کوچے مین جاؤ بھی تو گاہے گاہے
کہین رُسوا نہ کرے روز کا آنا جانا

شعر

دل بھی اسیر ہے تری جعد بلند کا | مارے گلا نہ گھونٹ کے حلقہ کمند کا
وہ ترشرو جو ہوتے ہین ہم چاٹتے ہین لب | ملتا ہے گالیون مین مزا ہمکو قند کا
فرقت مین ہے جگر کو بھی اپنی پڑی ہوئی | پرسان بھلا ہو کون دل دردمند کا
اُس زلف کے فلک پہ مَلَک بھی اسیر ہین | جا کر کہان پڑا ہے یہ پھندا کمند کا
مسجد نہین حرم نہین زاہد خدا سے ڈر | کیا کام میکدے مین بھلا وعظ و پند کا
بیٹھا ہے جب کمر کی تری کھینچنے شبیہ | خط دیکھ رہ گیا ہے قلم نقشبند کا
ناصح نے بھی ستم ہی کیا ہے فراق مین | چھڑکا ہے زخم دل پہ نمک وعظ و پند کا
انکار وصل کرکے مری آس توڑ دی | اچھا کیا علاج دل مستمند کا

تولا نگاہ مین جو تجھے اور ماہ کو
پلّہ گران رہا ترے حُسنِ دوچند کا

لذّت اگر نہ ساز کی ہو سوزِ عشق مین
چُٹکی بجائے جل کے نہ دانہ سپند کا

کیونکر نہ تیرے قد سے تعلّق ہو سرو کو
اِک رُکن ہے یہ مصرعِ قدِ بلند کا

لکھا ہے مرثیہ جو تپِ عشقِ یار مین
ہے ہر گرہ مین درد مرے بند بند کا

پایا نہ میرے رازِ محبت کو ایک نے
پکڑا نہ چور زخمِ دلِ دردمند کا

غزل

اے جاہ نامِ پاکِ علیؑ ہے زبان پر
کیا خوف گر مقام ہو بیم و گزند کا

شعر

روح نکلی تن سے لاشہ انجمن مین رہگیا
بو چمن سے اُڑ گئی غنچہ چمن مین رہگیا

عاشق و معشوق کا مشہور ہو جاتا ہے نام
قصہ یوسفؑ زلیخا مرد و زن مین رہگیا

گیسوے پُر پیچ سُلجھائے جو مین نے یار کے
دل بھی میرا پھنس کے زلفِ پُر شکن مین رہگیا

بعدِ مُردن رنگ لایا میری اُلفت کا اثر
خون مہندی بنکے دستِ تیغ زن مین رہگیا

ضعف نے ایسا کیا مجبور ہجر یار مین / نالۂ دل آ کے سینے سے دہن مین رہگیا

کیا نہین پہونچا تھا اُس تک شہرۂ دندان یار / کیون نہ لے کر آبرو موتی عدن مین رہگیا

شوق آزادی مین اے بلبل فغان بیکار ہے / فصل گل جاتی رہی اب کیا چمن مین رہگیا

تھا مین وہ لاغر نہ اُٹھا بار احسان دفن کا / بعد مُردن دب کے بستر کی شکن مین رہگیا

مُدتون یعقوب روئے کور ہو جانے پہ بھی / شمع تو گل ہوگئی پانی لگن مین رہگیا

غزل ۱۳

چاہ تلوار اُسنے باندھی ہوگئی ثابت کمر / منطقی کو اب کلام اُنکے دہن مین رہگیا

شعر ۱۴

شہرہ نہ کیون ہو تیغ و سپر کے کمال کا / انداز اُڑا لیا ہے تری چال ڈھال کا

سودا ہے دل کو موی کمر کے خیال کا / عیب آگیا ہے شیشے مین اے چاہ بال کا

مطلب ہے چاک کرنے سے وحشت مین ہاتھ کو / دامن سحر کا ہو کہ گریبان ہلال کا

کیا جلد صید ہو گئے دلہای عاشقان / ہر حلقہ زلف یار کا پھندا تھا جال کا

سُرمہ لگا کے آپ نے جب سے دکھائی آنکھ
فتنہ ہرن ہے دیدۂ مستِ غزال کا

حیرت سے بات رہ گئی تیرے فقیر کی
حرف آسکا نہ لب پہ سوالِ وصال کا

تڑپاتی ہے مجھے شبِ فرقت کی چاندنی
کس درجہ دل خراش ہے ناخن ہلال کا

مُرغِ اسیر ہے تری فرقت میں جانِ زار
تارِ نفس بھی رُوح کو ڈورا ہے جال کا

ابروی یار ہے مرے زخموں سے سُرخرو
ہے لال میرے خون سے ناخن ہلال کا

رنجش سے روزِ وصل بھی ہوتا نہیں وصال
پردہ پڑا ہے بیچ میں گردِ ملال کا

سب آنکھ ان ہین وصل کی فکرین فراق مین
کیا مُفت لُٹ رہا ہے خزانہ خیال کا

درپردہ عاشقوں پہ ترحّم کی ہے نگاہ
یہ وجہ ہے کہ منع ہے روزہ وصال کا

وہ میری آہِ گرم سے شرمائے جاتے ہین
کھنچتا ہے اِس ہوا سے عرق انفعال کا

غزل ۱۴	کیا یادِ زلف و رُخ مین پڑے دلکو چین جاہ دن رات ہے خیال کسی خوش جمال کا	شعر ۱۵

بخیہ گر زخمی ہون مین تیغِ نگاہِ یار کا
چاہیے بہرِ رفو ڈورا نظر کے تار کا

دھیان جاتا ہی نہین اُس ابروِ خمدار کا
دل ہمارا میان ہے اِک شوخ کی تلوار کا

سلسلہ آنکھون نے باندھا آنسوؤن کے تار کا
آبرو ڈوبی مٹا نام ابرِ دریا بار کا

خط جو رکھ لیتا ہون دل پر پھر جلن رہتی نہین
مرہم کافور کا پھاہا ہے نامہ یار کا

ناتوانون کی یہ صحبت نے کیا پیدا اثر
دیکھ چڑھ سکتا نہین سایہ تری دیوار کا

شرم کا پردہ اُٹھاؤ رخ سے بس اُلٹو نقاب
کام کرتی ہے حیا بھی وصل مین دیوار کا

پھنسکے دل زلفِ سیہ مین کچھ نہ کچھ لائیگا رنگ
زہر اِک دن اُگلیگا چھالا دہانِ مار کا

بیقراری دیکھنے کے واسطے دل چاہیے
دیکھ قاتل پھر گیا ہے مُنہ ترِی تلوار کا

اُلفتِ گل نے اسیری مین یہ دکھلائی بہار
جسمِ بلبل سوکھ کر کانٹا بنا گلزار کا

زندۂ جاوید ہین عشاق بعدِ قتل بھی
ہو گیا آبِ بقا پانی تری تلوار کا

کیون نہ رُک رُک کر اُٹھے گورِ غریبان سے قدم
گرد اُٹھ اُٹھ کر پکڑ لیتی ہے دامن یار کا

باغ میں چل کر دکھاؤ سبزۂ خط کی بہار
باغباں مشتاق ہیں کب سے خطِ گلزار کا

پڑ گئے ہیں اس قدر روزن گنے جاتے نہیں
دل پہ نقشہ خوب اترا ہے تری دیوار کا

زیرِ مژگاں اشک ٹھہرے دُور سے آئے ہوئے
سر پہ احسان رہ گیا اس نخلِ سایہ دار کا

غزل[۱۵]

عشق اک طفلِ برہمن سے ہوا زاہد کو جاہ
دیکھیے تسبیح میں ڈورا پڑا زنار کا

شعر[۱۳]

وہ بولے دیکھ کے مجھے داغ بیوفائی کا
کہ لے یہ پھول ہے گلزار آشنائی کا

برنگِ بلبلِ تصویر باغ دہر میں ہوں
نہ خوفِ دام مجھے ہے نہ غم رہائی کا

خدا نے آج بڑی خیر کی غضب ہوتا
زبان پہ رہ گیا نام آ کے آشنائی کا

وہ رنج دوستی میں بھی کٹا جو سوز فراق
یہ غم ہوا کہ گیا دل سے غم جدائی کا

بتوں کے سجدے سے انکار کیا کروں دم حشر
گواہ سامنے ہے داغ جبہہ سائی کا

یقین ہوا مجھے دیکھی جو میں نے ظلمت قبر
پڑا ہے چہرے پہ دامن شبِ جدائی کا

تم کو دیکھکے سمجھے تمھارے در کے فقیر
کہ چرخ پھرتا ہے کاسہ لیے گدائی کا

وہ تیرہ بخت ہون آتا بھی ہی جو روز وصال
تو کھینچتا ہوا دامن شب جدائی کا

پڑا رہا ترے در پر مثال نقش قدم
خدا بھلا کرے میری شکستہ پائی کا

قدم قدم پہ ہین صحرا مین خون کی تھالے
جما ہے رنگ ہماری برہنہ پائی کا

وہ توڑکر جو نہین پھینکتے ہین آئینہ
ملاحظہ ہے فقط صورت آشنائی کا

لحد مین داغ غم ہجر یار روشن ہے
چمک رہا ہے ستارہ شب جدائی کا

غزل[16]

ہزار سبحۂ صد دانہ تم پڑھو لے جاہ
یقین ہمین تو نہ آئے گا پارسائی کا

شعر[15]

گلہ اُن ہی سے کیا آنکی بیوفائی کا
بگاڑ مین بھی رہا پاس آشنائی کا

کہان کی شرم چلے آیئے خدا کیلیے
اُلٹ بھی دیجیے پردہ شب جدائی کا

شب وصال جو آئے تو جائے درد فراق
دل شکستہ ہے محتاج مومیائی کا

پھرا جو حلق پہ خنجر ہوا وصال نصیب
گلے کے ساتھ کٹا دن مری جدائی کا

جھلک رہی ہے مقدر کی تیرگی زاہد
تری جبین پہ نہین داغ جبہہ سائی کا

کسی سے صاف دلِ پُرغرور ہو کیونکر
بھرا ہے زنگ مین آئینہ خود نمائی کا

مٹے نہ داغ محبت لحد مین بھی یارب
چراغ ہے یہ ہماری شبِ جدائی کا

ہمین بھی لے ہی گئی سمتِ دشت وحشتِ دل
چلا نہ عذر ذرا بھی شکستہ پائی کا

بتو خدا کو بھی اک روز مُنھ دکھانا ہے
سمجھ کے دو ہمین الزام بیوفائی کا

چلے بھی آؤ اُلٹ کر نقاب محشر مین
زمانہ ہاتھ سے جاتا ہے خود نمائی کا

جگہ ہے دل مین ہمارے تمام عالم کی
اِس آئنے مین ہے گھر ساری ہی خدائی کا

لپٹ ہی جائینگے محشر مین اُنسے ہم کچھ ہو
وہ دن تو آئے کہین قسمت آزمائی کا

تمام رات روان اشکِ چشم رہتے ہین
بہت کھٹکتا ہے سُرمہ شبِ جدائی کا

کسی نے لی نہ خبر آکے روزِ فرقتِ یار
شریکِ حال فقط غم رہا جُدائی کا

غزل [۱۵]	غزل کہی تو ہے حکمِ امیر سے اے جاہ مگر مقر ہون طبیعت کی نارسائی کا	شعر [۱۶]

دل ہمارا بھی کبھی شیدائی روے یار تھا
کیا وہ دن تھے جب ہمین بھی عشق کا آزار تھا

شکوہ چارہ تمھین نہ کرنے کا مجھے بیکار تھا
نازکی سے آنکھ بھی اُن کو اُٹھانا بار تھا

بلبلین بھی گرد پھرتی تھین اُسکے بار بار
پھول جو گلشن مین ہمرنگِ گلِ رخسار تھا

تھی عجب صحبت مزے کی تیر کھینچا کسلیے
زخمِ دل سے ہم سخن قاتل لبِ سوفار تھا

وصل کی شب چھیڑنا لازم نہ تھا ذکرِ رقیب
ٹکڑے کر دیتا تھا دل جو حرف پہلودار تھا

کیا بہارِ حسن تھی سرکار تھے جب نوجوان
سبزۂ نوخیز رخ پر سبزۂ گلزار تھا

پوچھتے ہین وہ مری جامہ دری کا ماجرا
دستِ وحشت تو ہی کہدے کوئی سالم تار تھا

وصل مین سعد نے دیا مجھکو نہ شوقِ دید نے
دیدۂ انجم کی صورت صبح تک بیدار تھا

اُسنے دنبالے بنا کر جب کبھی دیکھا مجھے
پار تھا اک تیر دل کے اک جگر کے پار تھا

کھول کر اُسنے لفافے کو جو دیکھا خطِ شوق
دل کے کچھ ٹکڑے تھے کچھ حالِ دلِ بیمار تھا

کیون نہ غش موسیٰ کو آتا کیون نہ جلتا کوہِ طور
آتش افشان آپ کا وان شعلۂ رخسار تھا

دیکھتے ہی دیکھتے گذرا جگر سے دل کی سمت
تیز پر کیا طائرِ تیرِ نگاہِ یار تھا

کر دیا زخمی ہمین سیدھی نگاہون نے تری
تیر جو چھوٹا کمان سے دل جگر کے پار تھا

گر کے کیون ملتا مین تجھسے سایۂ دیوارِ یار
تیری صورت اپنا بستر بھی پسِ دیوار تھا

باغبان سے باغ مین سازش نکرتی گر نسیم
گوشِ گل مین پھونک دینا بات کا دشوار تھا

غزل

سرمگین جب تک رہی ہیکل نہ چشمِ مستِ یار
جاہ دنبالہ عصائے مردمِ بیمار تھا

شعر

کب دل کو تہِ زلفِ چلیپا نہین دیکھا
کس روز سیہ پوش یہ کعبا نہین دیکھا

ادنیٰ کا کبھی مرتبہ اعلےٰ نہین دیکھا
ہر ہاتھ کو ہوتے یدِ بیضا نہین دیکھا

ہمراہ تھے ارمان دلِ عاشق کے ہزارون
محشر مین بھی اُس شوخ کو تنہا نہین دیکھا

کی ناصیہ سائی بھی تو حاصل نہوا وصل | مٹتے ہوئے تقدیر کا لکھا نہین دیکھا
کیا سوزِ غمِ ہجر مین تسکین ہو دل کو | آتش پہ بھڑکتے ہوئے پارا نہین دیکھا
دل سے مِرے تیر و نکے نکلتے نہین پیکان | ایسا بھی محبت کا تقاضا نہین دیکھا
سرسبز سیہ بخت ہون کیا باغِ جہان مین | اُگتے ہوئے بارود کا دانا نہین دیکھا
کیا دینگے نشان جلوۂ محبوب کا موسیٰ | دیکھا بھی تو اس طرح کہ گویا نہین دیکھا
دن رات جلا کرتے ہین داغ دلِ سوزان | اس گھر مین کسی وقت اندھیرا نہین دیکھا
تصویر مِرے ضعف کی وہ دیکھکے بولے | یون جلد اُترتے ہوئے چہرا نہین دیکھا
داغ دلِ سوزان کو نہین حاجتِ مرہم | خورشید پہ چڑھتے ہوئے پھاہا نہین دیکھا

غزل ۱۹

بسمل کے تماشے کا اُنھین شوق جو ہی جاہ
شاید دلِ عاشق کا تڑپنا نہین دیکھا

شعر ۱۳

کہان کہان نہین بدنام آرزو نے کیا | سلوک اے دلِ بےصبر خوب تو نے کیا

خبرِ عدم کی ملی ہمکو اُن کی باتون سے
دہانِ یار کا اثبات گفتگو نے کیا

کسی کو دخل ہے کیا تیری مصلحت مین کریم
وہی تھا عین مناسب جو کام تو نے کیا

دیے گئے مرے زخمِ کہن مین جب ٹانکے
تو مجھ پہ خندۂ دندان نما رفو نے کیا

غضب کے تیز ہین فقرے ستم کی باتین ہین
ہمین تو ذبح تری تیغِ گفتگو نے کیا

شکن جبین کی یہ کہتی ہے پھیر دونگی چھری
شبِ وصال جو کچھ عرضِ حال تو نے کیا

گہر کی طرح ہون عزلت گزین زمانے مین
مجھے بھی گوشہ نشین میری آبرو نے کیا

اُلجھ کے گیسوِ جانان مین دل یہ کہتا ہے
مجھے اسیرِ بلا میری آرزو نے کیا

ملا دیا مجھے لیجا کے یار سے اے شوق
کبھی کسی سے نہوتا جو کام تو نے کیا

نہوتی بات جو کوئی تو پھول تھے کانٹے
عزیزِ دل انھین دنیا مین رنگ و بو نے کیا

رہینگے خالی ہی اے کاسہ گر ترے کاسے
ہماری خاک کو ناحق شریک تو نے کیا

کنشت و کعبہ مین دیر و حرم مین چکر ہین
تباہ چار طرف اُن کی جستجو نے کیا

غزل

ہوا ہے مورد بیداد اپنے ہاتھ سے دل
یہ کس زبان سے کہے جا، ظلم تو نے کیا

شعر

شبِ وصال غضب کا انھیں حجاب آیا
حجاب کیا دلِ مشتاق پر عذاب آیا

خطائیں غیر نے کیں مجھ سے ہو گئے برہم
کسی کا جرم کسی پر انھیں عتاب آیا

کسی حسین کی پائی جہاں نگاہِ طلب
نکل کے سینے سے دل نے دیا جواب آیا

لیے رقیب نے بوسے جھکی مری گردن
کیا گناہ کسی نے مجھے حجاب آیا

ہوا جو یار کے کوٹھے پہ دورِ جامِ شراب
فلک پہ دیکھ کے چکر میں آفتاب آیا

جوان ہوتے ہی کھنچنے لگے غریبوں سے
غرور ساتھ لیے آپ کا شباب آیا

پڑا ہے تہلکہ محشر میں انکے آنے سے
وہ آئے کیا کہ قیامت کا انقلاب آیا

مزاج پوچھنے والے مزاج پوچھیں گے
کسی پر آپ کا دل بھی اگر جناب آیا

ہوا ہے ولولہ پیری میں پھر جوانی کا
بدل کے بھیس نیا موسمِ شباب آیا

خیالِ آمدِ جاناں میں آگئی مجھے نیند
سرورِ وصل کا آنکھوں میں بنکے خواب آیا

تمھارا عاشقِ شیدا جدھر کو جاتا ہے
اشارے ہوتے ہیں وہ خانماں خراب آیا

زکوٰۃ حسن کی اُنکی بٹی جو روزِ ازل
ہمارے حصے میں زلفوں کا پیچ و تاب آیا

شبِ وصال بھی اُنسے ہوا نہ وصل نصیب
رقیب بنکے عجب حسن سے حجاب آیا

پڑا جو صبر مری طفلی و جوانی کا
سیاہ کرنے کو پیری کا منھ خضاب آیا

جو ہاتھ پاؤں دبائے فشارِ مرقد نے
کھلیں نہ حشر تک آنکھیں یہ مجکو خواب آیا

مری دعا تہِ گردوں صدای گنبد ہے
کیا سوال جو میں نے وہی جواب آیا

غزل

کبھی جو ہجر میں دریا پہ میں گیا اے جاہ
نکالتا ہوا آنکھیں ہر اک حباب آیا

شعر

طالبِ وصل سے وہ ہارے کسی کا کہنا
کبھی مانا ہے نہ مانیں گے ہم ایسا کہنا

لاکھ سمجھایا کیے ایک نہ مانا کہنا
آفریں اے دلِ بیتاب ترا کیا کہنا

آئنہ سامنے رکھکر نکرو دعویِ حسن
دیکھ لو عکس بھی کہتا ہے تمھارا کہنا

سارے عالم کی ڈبونیکے لیے کافی ہے
چشمِ گریان کو مناسب نہین چشمہ کہنا

لاکھ سمجھاتا ہون نالے نہین اچھے شبِ ہجر
مانتا ہی نہین لیکن دلِ شیدا کہنا

دل کے تابع ہین جو عشاق تو دل تابعِ یار
کارگر خاک ہو پھر اور کسیکا کہنا

دم گھٹا جاتا ہے ہنگامِ شہادت قاتل
چاہیے جوہرِ شمشیر کو پھندا کہنا

ناصحا حالتِ دل تجکو بتائین کیونکر
فائدہ کیا ہے ہمین راز کسیکا کہنا

تو سہی کاٹ کے مین اپنے گلے کو رکھدون
کھیل سمجھے ہو رقیبون کو تم اچھا کہنا

ہمسے کہتا ہے وہ بت وصل پہ راضی ہوکر
شان اللہ کی مانون مین تمھارا کہنا

اسلیے مین نہین سنتا ہون زبانی پیغام
غیر کے منہ سے ادا ہوگا تمھارا کہنا

مختصر وصل کی شب حالِ دلِ زار طویل
بھولا جاتا ہون الٰہی کہ ہے کیا کیا کہنا

وہ مسیحا نہین آتا جو بلائین بیمار
ضعف سے چل نہین سکتا ہے کسیکا کہنا

غزل ۲۲

کھو نہ اے جاہ شبِ وصل گلے شکوے مین
پھر کسی رات کو حالِ دلِ شیدا کہنا

شعر ۱۱

دل مرے ہاتھ سے جاتا جو رہا خوب ہوا
خوش ہون اس سے کہ حسینونکو تو مرغوب ہوا

دل تو تھے روزِ ازل سیکڑون لیکن ہمکو
جسمین تھا عشق تمھارا وہی محبوب ہوا

تمکو ہر چند پکارا نہ مگر تم آئے
کب موثر سخنِ عاشقِ مجذوب ہوا

میری ناکردہ گناہی بھی نہ کچھ کام آئی
غیر نے بھی جو خطا کی مین ہی معتوب ہوا

لکھنے بیٹھے جو انھین حسرتِ ارمانِ وصال
کٹ گئی ہجر کی شب ختم نہ مکتوب ہوا

ظلم بھی عشق مین الطاف سے بڑھکر ٹھہرے
جسنے کین دل پہ جفائین وہی محبوب ہوا

حشر مین دی خبرِ عفو مجھے رحمت نے
دیکھکر نامۂ اعمال جو محجوب ہوا

ناز ہو خواہ نیاز اسکی ہین شانین دونون
کہین طالب وہ ہوا اور کہین مطلوب ہوا

سخت جانی کا زمانے مین برا ہو یارب
اپنے قاتل سے مین شرمندہ و محجوب ہوا

ہاے کہنا وہ مرا دل نہ رہا قابو مین		ہاے کہنا وہ کسی کا کہ بہت خوب ہوا

غزل ۲۳	جا وہ غیر کا گھر جان کے آئے مرے گھر یہ بھی ملنے کا عجب یار سے اسلوب ہوا	شعر ۹

سرفروشون کو مزا وصل کا حاصل ہوتا		تیغ کا ہاتھ جو گردن مین حمائل ہوتا
مہربان آج اگر مجھپہ وہ قاتل ہوتا		ناخنِ تیغ سے حل عقدہ مشکل ہوتا
مین جو بیتاب ہون کہتے ہین سنا کر مجکو		پھینک دیتا جو نہ قابو مین مرا دل ہوتا
داورِ حشر سے کرتا جو شکایت تیری		حق بھی ہوتا جو مری سمت تو باطل ہوتا
غیر سے یار جو ہنستا تو تڑپتے عشاق		خندۂ گل نمکِ زخمِ عنادل ہوتا
رشکِ اغیار و غمِ فرقت و ارمانِ وصال		کوئی بھی بات نہ ہوتی جو نہ یہ دل ہوتا
سیکڑون عفتِ لیلی مین نکلتے رخنے		چاک تھوڑا سا بھی گر پردۂ محمل ہوتا
غیرتِ عشق فقط مہرِ دہن تھی ورنہ		شمع و پروانے مین جھگڑا سرِ محفل ہوتا

شعر [۱۱]	سیر دریا کو اگر بحر مین جاتا اے جاہ ہر حباب لبِ جو آبلۂ دل ہوتا	غزل [۲۴]

نقطہ تیرے دہنِ تنگ کو مانی سمجھا
نکتہ رس خوب ہی یہ رازِ نہانی سمجھا

مین نے خورشید کو بیمار تمھارا جانا
دھوپ کو زردیِ چشمِ یرقانی سمجھا

آسمان پر مہِ نو جب کبھی دیکھا مین نے
بیتِ ابرو کا تری مصرعِ ثانی سمجھا

جب خیال اُس یمِ خوبی کا ہوا نظم کیوقت
گر زمین سخت ہوئی بھی تو مین پانی سمجھا

عمر بھر جان کی صورت یہ رہا مجکو عزیز
داغِ الفت کو مین اُس بت کی نشانی سمجھا

نامہ بر مطلبِ دل یار پہ ظاہر ہو جائے
دیکھکر خط وہ نہ سمجھے تو زبانی سمجھا

ظلمتِ قبر جو دیکھی تو مجھے آگئی نیند
اِس اندھیرے کو شبِ عہدِ جوانی سمجھا

آہین کرنے مین گئی جان جو میری شبِ ہجر
کشتیِ عمرِ رواں کو مین دُخانی سمجھا

وصل کی رات مناسب نہین ضد عاشق سے
تو ہی اُس شوخ کو اے عہدِ جوانی سمجھا

ہنس دیا دیکھکے مجنون مری شوریدہ سری ۔ نہین معلوم کہ کیا یہ خفقانی سمجھا

غزل ۲۵

رات بھر روتی رہین نم مین شمعین ای جاہ
پر نہ کوئی سببِ اشک فشانی سمجھا

شعر ۱۲۴

عاشقون کو رُخِ پُر نور دکھایا نہ گیا
حشر کے روز بھی اُس شوخ کا پردا نہ گیا

دل گیا جان گئی عشق تمھارا نہ گیا
سر گیا سر سے مگر زلف کا سودا نہ گیا

غیر ممکن ہے کہ اپنون سی ہو اخفای عیوب
چادرِ خون سی رُخ زخم چھپایا نہ گیا

کھود دین خارِ بیابان نے ہزارون فصدین
جب بھی سودا نہ ترا اے دلِ دیوانہ گیا

منتِ غیر سے زر دار بری ہتے ہین
ورقِ مہر پہ سونا کبھی پھیرا نہ گیا

اک نہ اک جان کا طالب ہی رہا وصل کی رات
شرم رخصت جو ہوئی یار کا غصا نہ گیا

خانۂ یار مین جانے پہ نکالین آنکھین
دیکھیے رشک کہ روزن سی بھی دیکھا نہ گیا

پوچھی جاتی ہین جہانِ گذران کی باتین
بعد مرنے کے بھی دنیا کا بکھیڑا نہ گیا

یاد مین اُس دُرِ دندان کے بھر آئے آنسو
زخمِ دل سے مرے پانی بھی چھڑایا نہ گیا

نہ چھُٹین دامنِ قاتل سے لہو کی چھینٹین
شکر ہے بعدِ فنا رنگ وفا کا نہ گیا

انکی پازیب کے گھنگرو بھی نہ بجے شبِ وصل
رہ گئے کھول کے مُنھ شرم سے بولا نہ گیا

پھیر لی مین نے جو گردن پہ چھُری کہتے ہین
حلق کاٹا گیا دن ہجر کا کاٹا نہ گیا

دوش پر آئے ہین گیسو جو دمِ آرائش
نازکی دیتی ہے آواز کہ اب شانہ گیا

غزل ۲۶

جاہ دینا تھا نہ دل یار کو کیسا اقرار
یہ بھی کیا وعدہ قضا کا تھا کہ ٹالا نہ گیا

شعر ۱۴

زمین پہ شور کہ بالاے آسمان نہ ہوا
ہمارے نالون کا شہرہ کہان کہان نہ ہوا

ستم کی مشق رہی اپنے جان نثارون پہ
وہ بت کبھی کسی عاشق پہ مہربان نہ ہوا

چھپائی تیری محبت یہ مین نے تا دمِ مرگ
کہ میرے دل کا جگر تک بھی رازدان نہ ہوا

عدم سے لوگ کچھ ایسی سبکروی سے گئے
کہ راستے مین قدم کا کہین نشان نہ ہوا

نئے نئے ستم ایجاد رات دن ہوتے
ہوئی یہ خیر کہ پیرِ فلک جوان نہ ہوا

بغیر جان لیے درد و غم نہ دل سے گئے
روانہ چھوڑ کے ہم کو یہ کاروان نہ ہوا

ہمارے نالۂ سرکش کی سرکشی نہ گئی
یہ تیر جھک کے کسی روز بھی کمان نہ ہوا

جفائین کرنی ہین آسان اُٹھانی مشکل ہین
ہمارے ساتھ فلک کا بھی امتحان نہ ہوا

بہارِ داغِ جگر ایک رنگ پہ دیکھی
یہ گل وہ ہے جو کسی فصل مین خزان نہ ہوا

مثالِ نکہتِ گل بات سب مین پھیل گئی
برنگِ غنچہ کبھی رازِ دل نہان نہ ہوا

لحد مین چین سے سوئینگے پانون پھیلا کر
اگر وہان یہ زمین اور یہ آسمان نہ ہوا

عجیب طرح کی خدایا ہے آگ الفت کی
کہ جل کے خاک ہوئی پر ذرا دھوان نہ ہوا

جواب یار سے لیتا بنا کے سو باتین
ہزار حیف کہ قاصد مری زبان نہ ہوا

شعر ۱۱	بنا دیا ہمین بت رعب حسن نے ای جاہ شب وصال بھی کچھ دردِ دل بیان نہ ہوا	غزل ۲۷

ملا نہ دیر و حرم مین بھی کچھ نشان تیرا
پھر آ تلاش مین عاشق کہاں کہاں تیرا

چھپا کے ظلم کر اے ترک اپنے عاشق پر
اُڑا نہ لے کہین انداز آسمان تیرا

مثالِ نقشِ قدم بیٹھکر ترے در پر
اُٹھائے سے نہ اُٹھیگا یہ ناتوان تیرا

چمن سے اپنا نشیمن اُٹھا لے اے بلبل
کہ باغبان نے بھی تاکا ہے آشیان تیرا

شبِ فراق بھی ای دل ہو یار ہی کیطرف
ہمین ہے یاد مِلانا وہ ہان مین ہان تیرا

نگاہ قیس کی لیلے کو دیکھ آئے گی
قدم ہوا جو نہ اے گرد درمیان تیرا

حواس جاتے ہین لے دل ہوا ای گیسو مین
اندھیری رات مین لُٹتا ہی کاروان تیرا

ہوا بندھی ہوئی تیری ہے آجکل اے آہ
زمانے بھر مین ہے پھیلا ہوا دھوان تیرا

پسِ فنا بھی لحد ہو گی تیرے ہی در پہ
چھُٹیگا مر کے بھی ہم سے نہ آستان تیرا

فراقِ گُل مین تڑپ کر نہ آہ کر بلبل
نہ پھونک دے کہین یہ برق آشیان تیرا

قسم لے ہمسے نہ تیرے خلاف بولینگے

غزل | جو ذکر چاہ کبھی آگیا وہان تیرا | شعر

باعثِ فخر جو ہے ماہ کو ہالا اپنا
دیدیا آپ نے کیا کان کا بالا اپنا

جائے بالائے فلک ہجر مین نالا اپنا
یون بالا ہی رہے ہمتِ والا اپنا

سردمہری پسِ مُردن تو نہ کر اے ظالم
ڈال بھی دے مرے لاشے پہ دوشالا اپنا

تم نہ آؤ جو عیادت کو قضا ہی آئے
کوئی تو ہجر مین ہو پوچھنے والا اپنا

جلوۂ یار سے روشن ہے مرا گھر اے ماہ
اپنے ہی پاس یہ رہنے دے اُجالا اپنا

دیکھیے ہمکو کہان گردشِ قسمت لیجائے
اَب تو وحشت مین قدم گھر سے نکالا اپنا

کوچے مین اُس مہِ تاباں کے مکان لیتے ہین مول
ورقِ مہر پہ لکھوائین قبالا اپنا

داغ الفت کا نشان جائیگا جاتے جاتے
چارہ گر زخمِ جگر ہے ابھی آلا اپنا

کیا کہین آپ سے جو ہجر مین دل پر گذری
خوب آگاہ ہے اللہ تعالیٰ اپنا

تو جہان ہمکو ملے ہے وہی حُرمت کا مقام
ورنہ مسجد ہی ہے اپنی نہ شوالا اپنا

غزل ۲۹	دمِ گلگشت یہ کہتے ہین وہ تن کر ای جاہ غیرتِ سروِ چمن ہے قدِ بالا اپنا	شعر ۱۲

بستۂ زلفِ رسا دل ہو وفادارون کا
ایک رسّی سے گلا باندھ گنہگارون کا

اُن کے ابرو عرق آلودہ رہا کرتے ہین
خشک ہوتا نہین پانی کبھی تلوارون کا

المدد جوشِ جنون المدد اے وحشتِ دل
پھر ہر اک آبلہ مشتاق ہوا خارون کا

دیکھین رونا ترے عاشق کا اگر ای یمِ حُسن
پانی ہو جاے کلیجا ابھی فوارون کا

رحمتِ حق جو ہوئی شاملِ احوالِ خلیلؑ
کھِل گئے پھول جہان فرش تھا انگارون کا

حشر مین لے ہی چلے تھی سوے دوزخ عصیان
پردہ رکھا تری رحمت نے گنہگارون کا

کشتۂ ابروِ خمدارِ صنم ہون مین بھی
غُسل کو چاہیے پانی مجھے تلوارون کا

خُلد طالب جو نہین حشر مین دوزخ ہی سہی
کوئی تو پوچھنے والا ہو گنہگارون کا

گر گئے دانت شبِ عہدِ جوانی جو گئی
صبح ہوتے ہی نشان بھی نہ ملا تارون کا

کوئی مانگے تو خزانہ بھی یہ خالی کر دین	دل بھر یگا کبھی وینے سے نہ فوارون کا
خواب مین بھی نظر آئے نہ کبھی عارضِ یار	کیمیا ہو گیا سونا ہمین رخسارون کا

غزل

قہر ہے گرمیِ آہِ شرر افشان ای جاہ
آج ذرّون پہ گمان ہوتا ہی انگارون کا

شعر

ضبطِ الفت کی تاب لا نہ سکا	دل مرا میرے بس مین آ نہ سکا
ہجر کی رات میرے پہلو مین	رہ گیا اُٹھ کے درد جا نہ سکا
شرم آئی شکایتین کرتے	شکوۂ ہجر لب پہ لا نہ سکا
ہو گی خفت بہت مجھے اے ضعف	ناز اُن کے اگر اُٹھا نہ سکا
اُن کے در پر بہت جبین رگڑی	خطِ قسمت مگر مِٹا نہ سکا
شرمِ عصیان نے کر دیا معذور	ہاتھ بہرِ دعا اُٹھا نہ سکا
وہ جو بگڑے تو میری قسمت بھی	ایسی بگڑی کوئی نہ بنا نہ سکا

وادیِ عشق بھی ہے کیا وادی
خضر بھی راستہ بتا نہ سکا

ناتوانی کا مجھپہ احسان ہے
درِ جانان سے اُٹھکے جا نہ سکا

شہرۂ حسنِ یار کہتا ہے
آسمان بھی مجھے مٹا نہ سکا

شمع دل سوز کے سوا سرِ قبر
چار آنسو کوئی بہا نہ سکا

ناتوانی کا یہ اثر دیکھو
نالہ بھی میرے لب پہ آ نہ سکا

آگ الفت کی مشتعل ہی رہی
اس لگی کو کوئی بجھا نہ سکا

غزل ۱۳

چاہ نے عشق سے اُٹھایا ہاتھ
پر حسینون کے ناز اُٹھا نہ سکا

شعر ۹

شبِ وصال تو ارمان نکال تو میرا
نہ کر خدا کے لیے خونِ آرزو میرا

جو ضبطِ اشک فشانی کی ہے مجھے تاکید
رہے حضور کو بھی پاسِ آرزو میرا

خبر بھی لی نہ ستمگر نے مجھکو تڑپا کر
ہوا نہ دامنِ زخمِ جگر رفو میرا

میں ایک طائر رنگ پریدہ ہوں صیاد
پتا چمن میں کہیں پائے گا نہ تو میرا

ہر ایک شعر میں مضموں کی ہی بندش چست
اسی سے سست چرانے میں ہی عدو میرا

خموش اس لیے ہوں شکل بلبل تصویر
اڑا نہ لے کوئی انداز گفتگو میرا

رہا نہ تیروں کی دعوت کو ایک قطرہ خون
غم فراق نے اتنا پیا لہو میرا

کبھی نہ بوسہ سیب ذقن دیا اسنے
نہ ایک روز پھلا نخل آرزو میرا

غزل ۳۲

یہ انقلاب زمانے کا دیکھنا اے جاہ
کہ دل سا دوست ہوا عشق میں عدو میرا

شعر ۱۶

دیکھو یکساں ہر گدا و شاہ مر کر ہو گیا
سب برابر ہیں جہاں وعدہ برابر ہو گیا

کاہشیں جاتی رہیں بنکر مرکر ہو گیا
مجکو آغوش لحد آغوش مادر ہو گیا

کان میں بندا جو پہنا اس بت گلرنگ نے
عکس عارض سے گہر یاقوت احمر ہو گیا

ہر نفس سے سینہ لاغر میں پڑ جاتی ہیں خط
عشق میں تار نفس بھی تار مسطر ہو گیا

پھول کر فرطِ خوشی سے رنگ لایا دیکھیے
ہاتھ میں اُس گُل کے کانٹا بھی گُلِ تر ہو گیا

رات دن کیسا پھڑکتا ہے کسیکے واسطے
طائرِ دل ہجر مین لُوٹن کبوتر ہو گیا

گھر مین اُس آئینہ رُو کے کوئی جا سکتا نہین
تو بھی لے دربان کیا سدِّ سکندر ہو گیا

آنسوؤن سے عشق مین ہی چشمِ تر کی آبرو
سیپ سے بیقدر الگ جب اُس سے گوہر ہو گیا

بھول کر بھی حالِ عاشق پر نہین آتا ہی رحم
کیا الٰہی اِن بتون کا دل بھی پتھر ہو گیا

آگیا ابرو پہ بل اپنا مقابل دیکھکر
یار آئینے کی صورت خود مکدّر ہو گیا

نامہ بر سے پوچھتا ہون اُسکے آمد یار کی
تونے کیا افسون پڑھا راضی وہ کیونکر ہو گیا

تم جو آئے دیکھنے نکلی مہکین گُل کی شمیم
پھول جو تھا باغ مین جامے سے باہر ہو گیا

ہے بہت مشکل تہیدستی کسیکی دیکھنا
آنکھ بھر آئی مری خالی جو ساغر ہو گیا

اب گلا کٹنے کی ہو اے سخت جانی کیا امید
شل ہوئے قاتل کے بازو کُند خنجر ہو گیا

جو کہا اُسنے وہی دل کو ہوا فوراً یقین
قول قاصد کا مجھے قولِ پیمبر ہو گیا

شعر [۱۳]	فاتحہ پڑھنے کو جاتا تھا جہان ہر روز جاہ آج اُسکا بھی اُسی تکیے مین بستر ہو گیا	غزل [۳۴]

شام سے وصل مین جاگا جو مقدر اپنا
صبح تک یار کے زانو پہ رہا سر اپنا

ہمنشین یار کے کوچے مین نجاؤن کیونکر
دل پہ کچھ زور نہ قابو ہے جگر پر اپنا

ہم بہارِ رخِ گلرنگ کے دیوانے ہین
باغبان تجکو مبارک ہو گلِ تر اپنا

اُنکے کوچے مین یہی سایۂ دیوار کو فخر
ہم بھی بیٹھے ہین لگائے ہوئے بستر اپنا

بزمِ اغیار مین اُس شوخ کو خط پہونچایا
جان پر کھیل گیا آج کبوتر اپنا

دیکھکر غیر کی قسمت مجھے ہوتی ہے یہ فکر
کس طرح اس سے بدل لون مین مقدر اپنا

خانۂ تن سے نکلتی ہے تو بتلائے روح
کس پہ تو چھوڑ کے جاتی ہے یہان گھر اپنا

قدِ خم گشتہ بنا دے نہ ہمین طوق کی شکل
پانون سے جُھک کے نہ مل جائے کہین سر اپنا

کبھی اقرار تھا اُنکو کبھی انکارِ وصال
شب کو بن بن کے بگڑتا تھا مقدر اپنا

ڈر یہ تھا دے نہ زبان بن کے گواہی محشر
توڑ کر پھینک دیا یار نے خنجر اپنا

ہون وہ میخوار کہ ممکن نہوا قطرۂ مے
واژگون صورتِ تقدیر ہے ساغر اپنا

قرب کعبے کا رہے دَیر کی سرحد نہ چھٹے
اس دوراہے سے ہٹا کر نہ بنا گھر اپنا

دل تو اُن کا نہ ملا ہے نہ ملیگا ای جاہ
ایسے ملنے سے نہ ملنا ہی بہتر اپنا

غزل ۳۴

شعر ۱۵

کاٹ کر سر بارِ احسان میری سر پر رکھدیا
ایک اُتارا دوسرا بوجھ ای ستمگر رکھدیا

آ کے پیری نے جوانی کی بھلا دی سرگذشت
طاق پر تقویمِ کہنہ کو اُٹھا کر رکھدیا

صدمۂ فرقت کا جب اُس سے کیا مین نے گلہ
اُسنے یہ الزام تجھ پر اے مقدر رکھدیا

میری باری آتے ہی اُٹھوا دیے جامِ شراب
توڑ کر ساقی نے میرے دل کا ساغر رکھدیا

حالِ دنیا کی ہوئی پرسش جو مجھسے روزِ حشر
ابتدا سے انتہا تک پڑھ کے دفتر رکھدیا

دی جگہ دل مین تو چمکا اور بھی حسنِ صنم
بڑھ گئی توقیر جب کعبے مین پتھر رکھدیا

واہ رے شوقِ شہادت واہ رے ارمانِ قتل
دوڑ کر ہمنے گلا خود زیرِ خنجر رکھدیا

مرغِ نامہ بر طلب اُسنے کیا کس لطف سے
خط مین کاغذ کا بنا کر اک کبوتر رکھدیا

وصل کی شب تھی طبیعت اس قدر خلوت پسند
شمع کو بھی دُورِ محفل سے اُٹھا کر رکھدیا

رشک تو دیکھو نہ پہونچے تا نگاہِ شوقِ غیر
آنکھ کا ڈھیلا میانِ وزن در رکھدیا

ان بتون کی سختیان سہنی جو تھین تقدیر مین
جاے دل سینے مین میرے کیون نہ پتھر رکھدیا

بوسۂ مژگان جو مین نے یار سے مانگا کبھی
چھیڑنے کو پاس میرے لاکے نشتر رکھدیا

دوستون نے واہ کیا اچھی ادا کی دوستی
بعدِ مُردن خاک مین مجھکو ملا کر رکھدیا

بھیجدی ہمراہ نامے کے نشانی یار کو
دل کا اِک ٹکڑا بھی ہمنے خط کے اندر رکھدیا

غزل ۳۵

جاہ یکتائی کا دعوی جب کیا اُس شوخ نے
ہمنے اِک آئینہ اُسکے آگے لاکر رکھدیا

شعر ۱۰

ہر طرف عشق مین ناکون سے ہے چرچا میرا
مجھکو بدنام کریگا دلِ شیدا میرا

جستجو تیری ہر اک دل پہ لیے پھرتی ہے
ورنہ کعبہ ہی ہے میرا نہ کلیسا میرا

تمنے دیکھا ہی نہین ہے کسی بیتاب کا حال
دل پکڑ لو ابھی تڑپے جو کلیجا میرا

اپنے سودائیون سے کہتی ہے وہ زلف سیاہ
چھوڑنے کا نہین پیچھا کبھی سایا میرا

دل سنبھالے رہین کہدو کوئی اُنسے جا کر
آج پھر عرش سے ٹکرائے گا نالا میرا

دونون اب نامِ خدا نام برآوردہ ہین
کون سی بزم مین چرچا نہین تیرا میرا

لاکھ چاہا کہ نہ اُس کوچے مین جاؤن لیکن
لے گیا کھینچ کے مجکو دلِ شیدا میرا

دل کے لینے پہ ہین آفت کے بکھیڑے جھگڑے
ایک بوسے پہ گران سمجھے ہین سودا میرا

جلوۂ یار سے بیخود ہون بتاؤن کیا حال
دل ہی قابو مین نہین آج خدایا میرا

کیجے جا داورِ محشر سے شکایت میری
کہ ترے منہ سے مزا دیتا ہے شکوا میرا

وصل کی رات اُنہین شام ہی سے نیند آئی
سو گیا جاگ کے پھر ہاے نصیبا میرا

غیر دل لائے کہان سے جو اُٹھائے غمِ ہجر
قابل اِس درد کے گر ہے تو کلیجا میرا

تھے الگ سارے زمانے سی محبت کے طریق
چاہیے حشر جدا سب سے ہو تیرا میرا

جان ہونٹھون پہ جو دیکھی تھی ہے اب وعدۂ وصل
مجکو دم دیتا ہے کس وقت مسیحا میرا

سُنکے ابتر ہے مرا حال وہ آکر دیکھین
درد دل ہی کہین چمکائے نصیبا میرا

کسکی رسوائی کا ڈر قفلِ دہن ہے یارب
لب تک آ آکے پلٹتا ہے جو نالا میرا

غزل ۳۶

اور پڑھ جا وہ ابھی رنگ بدل کر اشعار
فکر کہتی ہے روانی یہ ہے دریا میرا

شعر ۱۴

سُن کے فریاد بلاتا ہے مسیحا میرا
زار نالی مری کرتی ہے مدا وا میرا

دل ترے عشق سی خالی کبھی ہوتا ہی نہین
مے الفت سے بھرا رہتا ہی شیشا میرا

نامہ بر نے جو کہا وہ نہین لیتے خطِ شوق
میری تقدیر پکاری کہ یہ لکھا میرا

اُس مرقع مین جو ہون مین تو برنگ تصویر
چشمِ حق بین مین نہونا ہے یہ ہونا میرا

کس بلا کی ہے برش بات کٹی جاتی ہے
تیغ تقریر سے چلتا نہین فقرا میرا

بندگی سے بھی یہ بُت رام نہین ہوتی ہین | اپنی تقدیر کو پیٹا کرے ماتھا میرا

ہو کمی مجھسے اگر بادیہ پیمائی مین | آنکھ دکھلائے مجھے آبلۂ پا میرا

ہو ان مین وہ بادیہ پیما کہ قدم لینے کو | راستہ دیکھتا ہے جادۂ صحرا میرا

اور بھی ہے کوئی مشتاق جمالِ محبوب | یاد رکھین یہ سخن حضرتِ موسیٰ میرا

جب ترے سجدے کو جھکتا ہی سرِ از روِ نیاز | چوم لیتا ہے جبین میری مصلّی میرا

فرطِ غیرت سی اُڑے جاتی ہین مکتوب کے حرف | غیر کے ہاتھ مین پہونچا ہے جو نامہ میرا

خوف ہے ہجر مین بیکار نہ جائے فریاد | اے فلک تیر ہوائی نہو نالا میرا

آتنا کہنا ہی بہت ہے کہ نہ آیا وہ شوخ | مُنھ نہ کھلوائے فغان اور زیادا میرا

غزل ۳۰ | صورتِ آئینہ حیران ہین وہ بھی لے جاہ
میری تصویر مین اُترا ہے جو چہرا میرا | شعر ۱۲

چھوڑ بیداد کر انصاف کے جوہر پیدا | نام کیون ظلم مین کرتا ہے ستمگر پیدا

آفتین کہین تری رفتار نے دلبر پیدا
کہین فتنے کیے پیدا کہین محشر پیدا

مالِ دنیا سے فزون ہوتی ہی ہر چیز کی قدر
سرخرو ہو گیا جب گُل نے کیا زر پیدا

سوے کعبہ کبھی جاتا ہون کبھی سوے کنشت
ڈھونڈھتا ہون کہین ہوتا نہین دلبر پیدا

بیقراری نے کیا رازِ محبت ظاہر
خوب ہوتا جو نہوتا دلِ مُضطر پیدا

آتشِ غم نے دکھایا پسِ مُردن یہ اثر
مدتون خاکِ لحد سے ہوئے اخگر پیدا

خود بخود وصل کا ہو جائیگا اِکدن سامان
عادتِ صبر تو کر لے دلِ مُضطر پیدا

آگ یہ آرزوے قتل کی بھڑکی دل مین
شمع سان دوش سے کٹ کٹ کے ہوے سر پیدا

ہمسے میخوارون کو سیراب تو اِکدن کر دین
ظرف اتنا تو کرین شیشہ و ساغر پیدا

جوشِ گریہ مین شرر آہ کے کیونکر نہ اُڑین
جگنو ہو جاتے ہین برسات مین اکثر پیدا

وادیِ عشق مین اِک عُمر سے سرگردان ہون
کوئی اِس دشت مین ہوتا نہین رہبر پیدا

تشنہ کامانِ محبت کے گلے حاضر ہین
آبداری تو کرے آپ کا خنجر پیدا

غزل ۳۰

یون ہی بڑھتی رہی ای چاہ اگر کاہشِ غم
ڈھونڈھنے سے بھی نہ ہوگا تنِ لاغر پیدا

شعر ۱۶

شوقِ تیر افگنی اُس بُت کو جو پیدا ہوگا
سب سے پہلے دلِ بیتاب نشانا ہوگا

کچھ جو آہون مین اثر محبت کا پیدا ہوگا
چار سو عالمِ امکان مین اندھیرا ہوگا

کچھ دنون گر یون ہی تقدیر کو رونا ہوگا
دیکھنا دامنِ تر دامنِ دریا ہوگا

توڑ کر پھینک گلون کو نہ چمن سے گلچین
ان ہی پھولون مین عنادل کا کلیجا ہوگا

قدر عاشق کی وہان کی نہ کسی نے بھی
دردِ دل نے تو اُسے اُٹھکے بٹھایا ہوگا

موت آئیگی تو جی جائیگا عاشق شبِ ہجر
مرکے بیمارِ محبت ترا اچھا ہوگا

سُنکے آواز ہی بیخود ہین جنابِ موسیٰ
سامنا گر کبھی ہوگا تو بھلا کیا ہوگا

ناتوانون نے نہ اس ڈر سے کیا اپنا علاج
بارِ احسان مسیحا کا اُٹھانا ہوگا

دادخواہی کی دمِ حشر توقع ہے عبث
اُس ستمگر کا طرفدار زمانا ہوگا

ہار پھولون کے نہ اُٹھے ہم سے پہنے اُسنے — رشتہ جان سے کسی نے انھین گوندھا ہوگا

لاکھ نظرون سے چھپو دیکھ ہی لینگے عاشق — شوخ بچپن سے ہو تم تم سے نہ پردا ہوگا

حال فرقت کا نہ پوچھو جو کہینگے کچھ بھی — آپ مین دل نہ ہمارا نہ تمھارا ہوگا

غیر کا دل بھی نہ بچیگا ترے گیسو سے — سانپ کے قبضے مین مسک کا خزانا ہوگا

لخت دل گرتے ہین آنکھو نسے خدا خیر کرے — کیا قضا کے لیے اشکون کا بہانا ہوگا

صورت شیشۂ ساعت ہین جہان مین اغیار — خاک دل اُن کا کدورت سے مصفا ہوگا

غزل ۳۹

اپنے کوچے سے نہ تو جا کو اُٹھوا ای شوخ
اِسکے باعث سے ترے حُسن کا شُہرا ہوگا

شعر ۱۳

بتون کی یاد مین فکرِ خدا دل سے بُھلا ڈالا — مُصلے جو بچھایا تھا حرم مین وہ اُٹھا ڈالا

شکایت موت کی زیبا نہین بندیکو خالق سے — اِجارا کیا ہے اِسمین خود بنایا خود مٹا ڈالا

تری زینت جو دیکھی گر گئے انجم نگاہون سے — جبین سے چرخ نے تارونکی افشا کو چُھڑا ڈالا

اجبا دیکے مٹی بارِ احسان ہمپہ رکھتے ہین
نہین آنا سمجھتے خاک مین کسکو ملا ڈالا

لحد اس درجہ مشتاقِ وصالِ جسمِ خاکی تھی
وفورِ شوق سے آغوش مین لیکر دبا ڈالا

یہ دھڑکا تھا کوئی واقف نہو رازِ محبت سے
اُٹھا تسو بار دل مین دو پر ہمنے چھپا ڈالا

کسی نے روشنی بھی کی اگر گورِ غریبان پر
چراغ قبر پر پروانون نے گر گر کر بجھا ڈالا

لفافہ کھول کر مین نے نکالا کیا خطِ جانان
دلھن کی منھ سی شوقِ دید مین گھونگھٹ اُٹھا ڈالا

کدورت یار کے دلسے گئی مرنے سے عاشق کے
صفائی تب ہوئی جب خاک مین ہمکو ملا ڈالا

یہ لکھا دیکھیے قسمت کا جب لکھا اُنھین نامہ
تو گر گر آنسوؤن نے خط کے حرفونکو مٹا ڈالا

گڑھے پڑ پڑ گئے ایسی زمین پر ایڑیان رگڑین
بحمد اللہ کہ مرقد ہمنے اپنا خود بنا ڈالا

عزیزو کم نہ تھا کچھ بھر میت بارِ عصیان کا
کہ تم نے ڈال کر بوجھ اور مٹی کا دبا ڈالا

غزل

دخیلِ صحبتِ جانان ہوے ہم جاہ جس دن سے
جمایا رنگ اپنا رنگ غیرون کا مٹا ڈالا

شعر ۱۳

مجھسے پھر یہ نہ رہے رنگِ عداوت تیرا
دل کسی پر اگر آئے مری صورت تیرا

حشر کا روز ہے ای شوخیِ رفتار سنبھل
نہ اٹھا لے کہین انداز قیامت تیرا

حشر مین تابشِ خورشید کا کیا ڈر مجھکو
ہوگا وان سر پہ مرے سایۂ رحمت تیرا

جان دیتا جو نہ مین حسن نہ ہوتا مشہور
شہرہ ملکون مین ہوا میری بدولت تیرا

دیکھکر تجھکو ہزارون ہی بلائین دیکھین
منھ نہ دکھلائے خدا ای شبِ فرقت تیرا

نارسا ہوکے پھرینگی نہ دعائین شبِ ہجر
مل گیا ہمکو پتا بابِ اجابت تیرا

تیرے کوچے مین گدا پھرتے ہین مارے مارے
بند رہتا ہے ہمیشہ درِ دولت تیرا

کہگئے پردے ہی پردے مین جو کچھ کہنا تھا
نہ لیا نام کبھی وقتِ شکایت تیرا

وصل مین ہجر کے مذکور پہ کہتا ہے وہ شوخ
سن چکے سن چکے افسانۂ فرقت تیرا

بُلائے ہوئے یان تک کبھی آیا نہ وہ شوخ
کچھ بھی دیکھا نہ اثر جذبِ محبت تیرا

غیر ممکن ہے کہ عشاق کو بھولے تری یاد
دل سے مٹتا ہے کہین داغِ محبت تیرا

جان لیتا ہے گلے ملکے ترا خنجر نازِ | اسنے سیکھا ہے یہ اندازِ عداوت تیرا

غزل

سُنکے اشعار مرے کہتے ہین احباب اے جاںؔ
اَب تو کچھ اور ہی ہے رنگِ طبیعت تیرا

شعر

وہ بے پروا عیادت کو نہ وقتِ نزع بھی آیا
طبیعت کسپہ آئی اپنی یارب کسپہ جی آیا

عدم کے جانیوالون پر خدا جانے کہ کیا گذری
نہ خط آیا کوئی ابتک نہ کوئی آدمی آیا

بندھا جسکا تصور تھا اُسیکو ہر طرف دیکھا
جو اپنے دلمین تھا آنکھونکے آگے بھی وہی آیا

نہ پوچھو اپنے عاشق سے لحد مین کیا گذرتی ہے
مرے پرچین کیا آئے نہ جسکو جیتے جی آیا

جفاؤن کا گلہ کیا مین اسی کا شکر کرتا ہون
کہ میرا دھیان تو تمکو پئے ایذا دہی آیا

شبِ وصلت نشانِ زلف عاشق سے ہوئے برہم
زبان پر حرفِ مطلب کا اگر بھولے سے بھی آیا

معاذ اللہ مسجد کی طرح اُس شوخ کے در پہ
کوئی بیٹھا کوئی اُٹھا گیا کوئی کوئی آیا

کسی پر وقت پڑتا ہے تو کام اپنے ہی آتے ہین
مرا دل ساتھ میرا دینے وقتِ بیکسی آیا

تماشا کچھ بھی دنیا کا نہ طفلِ اشک نے دیکھا
نہ خود آیا نہ خط بھیجا خدا جانے کہ کیا گذری

حباب آسا بہت تھوڑی سی لیکر زندگی آیا
گیا تھا کہکے قاصد مین ابھی آیا ابھی آیا

زمین مین گڑ گیا شمشاد بھی اے چارہ غیرت سے
پئے گلگشت گلشن مین جو وہ سروِ سہی آیا

غزل [۴۲] — ردیف باے موحدہ — شعر [۱۴]

صبح ہوتی نہین فرقت مین یہ ہے وسعتِ شب
شام ہوتی ہی شبِ وصل سحر ہوتی ہے

دن کو بھی وصل کی باتو نکا اگر دھیان بندھے
وصل کی رات جب اٹھی رخِ جاناں سے نقاب

حشر کی شب سے ملی ہے شبِ فرقت میری
عمر ہوتی ہے بسر وصفِ رخ و گیسو مین

بے لیے جان کے ٹلتی ہی نہین آفتِ شب
داستان اپنی کہون اتنی کہاں وسعتِ شب

سامنے آنکھوں کے پھرنے لگے کیفیتِ شب
بن کے کافورِ سحر اڑنے لگی ظلمتِ شب

اللہ اللہ کہاں ختم ہوئی وسعتِ شب
دن کی تعریف کبھی ہے تو کبھی مدحتِ شب

تم شبِ ہجر کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے
مختصر یہ کہ دکھائے نہ خدا صورتِ شب

راتین فرقت کی بسر ہوتی ہین تنہائی مین
مثلِ سر خاب مقدر مین نہین صلتِ شب

لعلِ خورشید و دُرِ نجم سے ہین مالامال
وہ اگر دنکی ہے دولت تو یہ ہے ثروتِ شب

صبح تک شام سے ہے صحبتِ پروانہ و شمع
دنکو زحمت ہے جسے اُسکو نہین کلفتِ شب

پرتوِ حسن سے اُسکے ہے مرا گھر روشن
دن کی صورت سے منور ہے سوا صورتِ شب

غیر ممکن ہے کہ ہو زلف نقابِ عارض
ماہِ تابان کو چھپا سکتی ہے کب ظلمتِ شب

گرد عارض کے سوادِ خطِ عارض کیسا
دن مین کب ہوتی ہے ایجانِ جہان شرکتِ شب

غزل ۴۳ | جی نہ گھبرائے کبھی جاہ ہمارا ہرگز
ہوین ہی شعر و سخن مین جو بسر صحبتِ شب | شعر ۱۱

تھے جو محتاجِ مددتیر فغانِ عندلیب
بن گئی ہر شاخِ گل جھک کر کمانِ عندلیب

باغ مین پھر بیانِ داستانِ عندلیب
بن گیا ہر نخل کا پتا زبانِ عندلیب

بیٹھی جاتی ہے صداے ناتوانِ عندلیب
ضعف گویا بند کرتا ہے زبانِ عندلیب

ہو جو سرگرمِ فغان کام و زبانِ عندلیب
شعلۂ آواز پھونکے آشیانِ عندلیب

آئنہ دیکھین گے آغازِ جوانی مین جو آپ
طوطیِ خط بول اُٹھیگا بسانِ عندلیب

ہجرِ گل مین ہوتی ہے کب درد کی دلمین چمک
خانۂ تن مین ہے بجلی میہمانِ عندلیب

واہ رے اخفاے رازِ اشتیاقِ وصلِ گل
دل بھی پہلو مین نہین ہے رازدانِ عندلیب

دیکھ اے گلچین ذرا تاثیرِ صحبت کی بہار
اُڑتے پھرتے ہین چمن مین پاسبانِ عندلیب

لطف تب ہے دل مین ہو معشوق کے عاشق کا گھر
سینۂ گل مین ہو تعمیرِ مکانِ عندلیب

فصلِ گل جاتے ہی بلبل کی نکل جائیگی روح
طائرِ رنگِ چمن ہے مُرغِ جانِ عندلیب

چلتی ہے رُک رُک کے دم لیکے اے صیاد دیکھ
لیتی ہے تیری چھری بھی امتحانِ عندلیب

قصۂ عاشق مزا دے گا لبِ معشوق سے
سُنیے غنچے کی زبانی داستانِ عندلیب

نالۂ عشاق یہ غنچہ دہن سُنتے نہین
پنبۂ گوشِ گلِ تر ہے فغانِ عندلیب

نالہاے آتشین سے آج اُڑتے ہین شرر
دل کی صورت جل رہا ہی آشیان عندلیب

فصلِ گل آئی جو ہی اللہ ری گلشن مین خوشی
پھولی جاتی ہے کلی ہر اک مِسان عندلیب

عرش پر جانے مین کرتی ہے کمی فکرِ بلند
نظم کیا ہو اِس زمین مین آسمانِ عندلیب

آج وہ گلشن مین عمل بلبل کا پھر ہے آن کل
بولتا ہے طوطیِ شیرین زبانِ عندلیب

غزل ردیف باے فارسی شعر

مین نہ مانونگا کہین جاتے ہین آپ
جھوٹی قسمین کس لیے کھاتے ہین آپ

غیر سے کہکر نہ اُٹھوا ؤ ہمین
ہم تو محفل سے اُٹھے جاتے ہین آپ

وصل مین کیسی حیا کیسا حجاب
آج کیون عاشق سے شرماتے ہین آپ

حضرتِ دل مین بھی ہین تیرے چلن
آفتین لاتے ہین جب آتے ہین آپ

کیا بھلا تسکین ہو اقرار سے
جھوٹے وعدے روز فرماتے ہین آپ

بن گئے کیا عاشقوں کا دل حضور
ہین جو مشتاقِ شہادت سر فروش

اب جو قابو مین نہین آتے ہین آپ
تیغ کی صورت کھنچے جاتے ہین آپ

پہلے ہی کچھ سوچ کر دینا تھا دل
اب عبث اے جاہ پچتاتے ہین آپ

غزل ردیف تاے فوقانی شعر

مثلِ موسی منتظر سب ہین کہ دیکھین وے دوست
وادیِ ایمن سے بڑھکر آجکل ہی کوے دوست

ہجر کی راتون کا جسدم کاٹنا مشکل ہوا
دل کو بہلانے کو چھیڑا قصہ گیسوی دوست

ہم ادھر مجبور ہین دل ہے ادھر بے اختیار
دل کے بس مین ہم ہوی دل ہے ہو قابوے دوست

حشر کا ہنگامہ برپا ہے مگر اٹھتے نہین
واہ کیسے مستقل ہین ساکنانِ کوے دوست

سخت جانی کا بھلا ہو کچھ تو نکلین حسرتین
دیر تک سینہ رہا میرا تہِ زانوے دوست

وصل کی شب شوقِ آرایش بلاے جان ہوا
شام سے تا صبح سلجھائے گئے گیسوے دوست

ہجر مین تلوار پہ تلوار پڑتی ہے یہان
دل کے ٹکڑے کر رہی ہے الفت ابروے دوست

کیا مزا خنجر کے رگڑون نے دم آخر دیا
روز افزون ہو الٰہی قوت بازوے دوست

لطف ہو تصویر حیرت گر بنا دے مجکو حسن
رات دن مین بھی رہون محو جمال روے دوست

فرط شوخی سے حیا ٹھیرنے نہ دے پل بھر انکھ مین
سر پہ تلوارین نہ گر کھینچے رہین ابروے دوست

عرش سے رفعت مین ہم پایہ ہے بام قصر یار
آسمان کہتے ہین جسکو ہے زمین کوے دوست

آگیا روز قیامت پر ہے تاریکی وہی
اللہ اللہ بڑھ گئی کیسی شب گیسوے دوست

دل ہمارا کوئی جڑ دے نور تن مین یار کے
یہ نگین بھی ہو الٰہی زینت بازوے دوست

غزل ۴۶

سانپ لہراتے ہین دلمین جب خیال آ ہی جاہ
جان لے گی اک نہ اک دن الفت گیسوی دوست

شعر ۱۶

دل کا ملنا تو مری جان ہے دشوار بہت
ایسے ہی سودے پہ گرتے ہین خریدار بہت

جان پر ہی الفت گیسو مین ہے دشوار بہت
تجھپہ بھاری ہے یہ شب اے دل بیمار بہت

کاوشِ غم کی محبت میں فراوانی ہے | پھول اس باغ میں نایاب ہیں وہ خار بہت

ہے پریشانی ہی جمعیتِ خاطر کا مآل | صورتِ گل کہو پھولیں نہ یہ زردار بہت

بخش دے جرم کہیں جلد اب ای داورِ حشر | منتظر ہیں تری رحمت کے گنہگار بہت

پھیر دے جلد کہیں حلق پہ قاتل شمشیر | ہے مرے خون کی پیاسی تری تلوار بہت

حشر میں بولتے ہیں دل بھی تمھاری جناب | تو مبارک ہو یہاں بھی ہیں طرفدار بہت

کوچۂ یار میں اچھا نہیں جانا ای دل | دینگے ذرّے بھی وہاں کے تجھے آزار بہت

راستی پر کوئی لائے انھیں شانہ ہی سہی | بل کی لیتے ہیں ترے گیسوِ خمدار بہت

مجھسے لاغر کے لیے طولِ امل کیا پسِ مرگ | ہے کفن دینے کو میرے فقط اک تار بہت

چھوڑ دے دیتا ہوں میں گلشن تری خاطر صیاد | دم سلامت ہے تو مل جائینگے گلزار بہت

آئی ہے تیرگیِ قبر ڈرانے کسکو | ہجر میں دیکھ چکا ہوں میں شبِ تار بہت

نام جس کا ہے محبت وہ بہت مشکل ہے | یون تو کہنے کے لیے دوست بہت یار بہت

شکل دکھلا دے کسی روز اُلٹ دے پردہ — مثلِ موسیٰ ہین ترے طالبِ دیدار بہت

دستِ گستاخ نے جوبن کے مزے لوٹ لیے — اُلجھے ہاتھون سے مرے وصل کی شب ہار بہت

غزل

نہ سُنی یار نے فریاد ہماری اے چاہ
سر بھی پٹکا شبِ فرقت پسِ دیوار بہت

شعر

فلک چھپائے نہ عاشق سے یار کی صورت — یہی تو ایک ہے دل کے قرار کی صورت

زمانہ ہوگیا قیدِ قفس کو اے صیاد — کسے ہے یاد عروسِ بہار کی صورت

شبِ فراق ہے میرا مکان بھی وحشت خیز — ہر ایک گوشہ ہے کُنجِ مزار کی صورت

ہماری خاک اُڑانا ہے چار سُو مشہور — اُڑی ہوئی یہ خبر ہے غبار کی صورت

بگڑ گئی مری تقدیر جب سے وہ بگڑے — زمانہ مجھسے پھرا چشمِ یار کی صورت

کہین سُنون تو سہی آئے ہین وہ مقتل مین — ابھی مین سر سے چلون تیغِ یار کی صورت

خدا کیواسطے میری طرف سے آنکھ نہ پھیر — دکھا نہ گردشِ لیل و نہار کی صورت

نہ ہنس رقیب سے تو بیٹھکر سرِ مدفن
جلا مجھے نہ چراغ مزار کی صورت

وہ دن بھی آئین کہ ہاتھونکی آرزو نکلے
رہین حسینون کی گردن مین ہار کی صورت

کھلیگا خونِ شہیدان سے ہر طرف لالہ
وہ تیغ برسے گی ابرِ بہار کی صورت

جدا ہوئے نہ حسینون سے ایکدن اغیار
گلون سے ربط رہا ان کو خار کی صورت

یہ مجھسے گھر مین تقاضا ہے جوشِ وحشت کا
نکل بھی نالۂ بے اختیار کی صورت

غضب تھا صبحِ شبِ وصل انکا گھر جانا
نہ آئی پھر مرے صبر و قرار کی صورت

غزل [۴۸]

وہ گل جو پاس نہین ہے تو جاہ صبحِ بہار
اداس ہے سحرِ ہجرِ یار کی صورت

شعر [۱۶]

گر چھپی آنکھ سے اُس رشکِ قمر کی صورت
ہم گریبان کو پھاڑین گے سحر کی صورت

باغ چھوٹا تو گوارا نہین جینا صیاد
کاٹ لے سر کو بھی میرے مرے پر کی صورت

ہجر کی رات جدھر دیکھیے سناٹا ہے
خانۂ دل بھی ہے اُجڑے ہوے گھر کی صورت

نہیں ممکن کہ ملے اُس مہِ تاباں کا مکان
کبتک اے چرخ پھریگا مری سر کی صورت

دیکھو سرگشتگیِ بخت کہ مرجھا گئے پھول
رکھ لیے ہمنے جو دامن میں سپر کی صورت

سچ ہے صحبت بھی بہت جلد اثر کرتی ہے
دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں جگر کی صورت

دل شکستہ ہوں کہ کاسہ مری مٹّی کا بنے
بال آجائینگے لاکھوں مرے سر کی صورت

دوست کیونکر نہ جلا یوں کہ میں کھوں ابھی
ہیں بعینہ یہ مرے دیدۂ تر کی صورت

ہمسے غربت زدہ کیا جانیں وطن کی باتیں
مدتیں ہوگئیں دیکھی نہیں گھر کی صورت

در سے ہی کے ٹلیں گے ترے مرزیو ایسے
اب تو باندھا ہے ارادہ یہ کمر کی صورت

اُنکے بالوں میں جو غیروں نے پروئے موتی
دل میں یاں پڑ گئے ناسور گہر کی صورت

غیر کو دیکھ کے غیرت نے ٹھہرنے نہ دیا
اُٹھ گئے بزم سے ہم شمعِ سحر کی صورت

تھا مرے بعد احبا کو جو وحشت کا خیال
قبر بھی میری بنائی گئی گھر کی صورت

نہ گرے کھلکے کبھی لاکھ کبوتر پھڑکے
خط لٹکتا رہے ٹوٹے ہوئے پر کی صورت

ضعف سے کوچۂ دلدار مین جا ہی نہ سکے اُٹھکے رہ رہگئے ہم دردِ جگر کی صورت

ہجر کی رات قضا بھی نہین آتی ای جاں
مُنھ چھُپائے ہوئے بیٹھی ہو سحر کی صورت

غزل ردیف ثاے مثلثہ شعر

جب کہا روٹھے کیون ہو کیا باعث بولے جانے مری بلا باعث

وصل کی رات اُن سے رنجش کا ہو گیا عرضِ مدعا باعث

میرے مرنے کی وہ خبر سُنکر غیر سے پوچھتے ہین کیا باعث

کیون خفا بار بار ہوتے ہو کوئی تقصیر کچھ خطا باعث

بول تو اُٹھتی یار کی تصویر شرم مانع تھی کچھ حیا باعث

عشق خانہ خراب کا ہو بُرا یہی رُسوائی کا ہوا باعث

دھیان ہے تمکو کسکی زلفون کا

کیون پریشان ہو جاہ کیا باعث

غزل ۵ | ردیف جیم تازی | شعر ۱۲

غیر کے گھر وہ میہمان ہے آج
عاشقون کی اجل کہان ہے آج

یار سے میرے دل کی کہتا ہے
میرا قاصد مری زبان ہے آج

کون بیٹھے گا آکے پہلو مین
خود بخود دل جو شادمان ہے آج

تیرے در پر نگاہ ہے اپنی
نظرِ شوق پاسبان ہے آج

دل کا ہمکو نشان نہین ملتا
ہاے کیا جانیے کہان ہے آج

گل نہونگے یہ پھول لے بلبل
فصلِ گل اور میہمان ہے آج

ضبط نالون کا چاہیے اے دل
اُن کو منظور امتحان ہے آج

صورتِ عمر دیکھیے جس کو
قتل گہ کی طرف روان ہے آج

حسرتِ دل سمجھ لو خود شبِ وصل
کیا ہمین حاجتِ بیان ہے آج

ہمصفیروں سے حال کہنے کو | پتا پتا مری زبان ہے آج
پھر گئی کیون نگاہ مہر انکی | اسی چکر مین آسمان ہے آج

غزل ۱۵

کل مرے گھر مین یار تھا ای حجاہ
غم جدائی کا میہمان ہے آج

شعر ۱۲

ہے شکل مرغ قبلہ نما بیقرار آج | کیا دل کو ہو گیا مرے پرور دگار آج
کیون لیکے دل مرا نہو خوش وہ نگار آج | ہاتھ آگیا ہے آئنہ بے غبار آج
کہتے ہین وہ کہ لٹنے نہ پائے بہار حسن | اے نازرات وصل کی ہو ہوشیار آج
پڑتی ہین انکی پیار کی نظرین رقیب پر | پھرتی ہے میرے دل پہ چھری بار بار آج
آنکھون نے انکی دلکو مرے نیمجان کیا | ان آہوون نے شیر کا کھیلا شکار آج
گستاخیون پہ وصل مین ناخوش نہون حضور | مجبور ہون کہ دل پہ نہین اختیار آج
افشان چھڑا رہے ہو جو تم اپنی مانگ سے | زلفین بنین گی کس کے لیے سوگوار آج

اے قہر پاسِ خاطرِ مہمان ضرور ہے
پہلی ہی شب ہے دے نہ زیادہ فشار آج

آئیگا کون پردہ نشین بہرِ فاتحہ
گُل ہو گئی جو شام سے شمع مزار آج

بادِ صبا نے خاک بھی برباد کی مری
ظالم نے خوب دل کا نکالا غبار آج

گن گن کے بوسے لیتا ہون کھا کھا کے گالیان
واعظ مرے حساب ہے روزِ شمار آج

ابرو سے بل گیا نہ جبین سے شکن گئی
باتین بنائین حجاہ نے لُنسے ہزار آج

غزل | ردیف جیم فارسی | شعر

دستِ احسان نہ اے ستمگر کھینچ
ذبح کرنے کو میرے خنجر کھینچ

دل نہ کھنچ آئے ساتھ ناوک کے
تیر ظالم ذرا سمجھکر کھینچ

نہین اچھی بہت جفا صیاد
نہ اسیرِ قفس کے تو پر کھینچ

سرو اکڑتا ہے دیکھکر تجکو
دار پر اس کو اے سمن بر کھینچ

ساتھ دے دل کا اے جگر تو بھی	زحمتین ہجر کی برابر کھینچ

نہ بھلا دل سے یادِ موے مژہ
نہ رگِ جان سے جا نشتر کھینچ

غزل ۵۳ ردیفِ حاء حطی شعر ۱۳

قلم ہوئے ہین عنادل کے شہپر کیطرح	سُنا ہے مین نے بھی اُڑتی ہوئی خبر کیطرح
مِری بھی عین خوشی ہے رہو تم آنکھو نمین	جدا نظر سے نہ ہو رشتۂ نظر کیطرح
مثالِ شیشۂ عینک بٹھا کے آنکھو نپر	گرا دیا مجھے کیون اشکِ چشمِ تر کیطرح
نگارِ کج کیطرح باتین بھی ہین اب ٹیڑھی	زبان بھی پھر گئی دم بھر مین تو نظر کیطرح
ہماری آنکھو نکے پردے مین تم رہو شب و روز	گذر کسی کا نہو گا تمھارے گھر کیطرح
خزان مین خشک نہ فصلِ بہار مین سر سبز	ہم ایک حال پہ ہین دانہ گہر کیطرح
ہمارے تازہ مضامین بھی دور دور گئے	بغیر پر کے اڑے ہر طرف خبر کیطرح

جلا ہی کرتا ہون اک سنگدل کی الفت مین
فراق مین ہمہ تن آگ ہون شرر کیطرح

لگائے کوچۂ جاناں مین رات بھر چکر
ہوئی نصیب کو گردش بھی تو قمر کیطرح

زکوٰۃِ حسن سمجھکر دو ایک ہی بوسہ
نہ خالی جائے گدا آہِ بے اثر کیطرح

فروتنی بھی ہی واجب جنھے جو دولت دے
سرِ نیاز جھکے شاخ بارور کیطرح

تمھارے کان کے بالے یہ ناز کرتے ہین
کہ ہم بھی حلقہ بگوشون مین ہین گہر کیطرح

غزل

یہ جھوٹے سچے مضامین کا ہے جاہ اثر
جہان مین ہو گئے مشہور تم خبر کی طرح

شعر ۱۹

ہمنے غربت مین اٹھائین جتین گھر کیطرح
چین تربت مین ملا آغوشِ مادر کیطرح

سر فروشانِ محبت سے نظر ملتی نہین
اب تو خود قاتل کھنچا رہتا ہی خنجر کیطرح

اشک خون رویا یہ ہجرِ ساقیِ گلفام مین
ہو گئین بے نور آنکھین چشمِ ساغر کیطرح

بیت مین یان بتونکی حسرتین آکر رہین
کعبۂ دل وقف ہے اللہ کے گھر کیطرح

بحرِ ہستی مین قناعت سے ہون مین بھی گوشہ گیر
بوند بھر ہے آبرو میری بھی گوہر کیطرح

ہاتھ رکھنا بھی مسہری پر ہے اُنکو ناگوار
پڑتی ہے فوراً شکن ہاتھ سے بستر کیطرح

میرے قاصد پر ہوئی جب سے نگاہِ لطفِ دوست
لوگ اکثر ہو گئے دشمن پیمبر کیطرح

دل جو بھر آیا تو آنسو بزم مین گرنے لگے
ڈھل گیا آنکھون کا پانی چشمِ ساغر کیطرح

شوق اِسکو کہتے ہین کہتے ہین اِسکو جذبِ عشق
اُڑکے خود پہونچا مرا نامہ کبوتر کیطرح

حُسن پر اپنے ہے بیجا آپکو اتنا غرور
سیکڑون دنیا مین ہونگے بندہ پرور کیطرح

میری وحشت دیکھکر ملتا نہین اُنکو دماغ
نوک کی فصّاد بھی لیتا ہے نشتر کیطرح

اُنکی تقریرین سُنکر گردنین کٹنے لگین
لیجیے اب تو زبان چلتی ہے خنجر کیطرح

رشک دیکھو حشر مین آئے جو وہ ہمراہِ غیر
داغِ دل جلنے لگا خورشیدِ محشر کیطرح

کمسنی مین اِس قدر اللہ اکبر تاک جھانک
پھٹ گئین آنکھین بھی چاکِ پردۂ در کیطرح

نامِ سُنکر وصل کا فوراً وہ برہم ہو گئے
پھر گئی اُنکی نظر میرے مقدر کیطرح

مجکو اشکون نے کیا رسوائے عالم ہجر مین
پھر گیا عزت پہ پانی دیدۂ تر کی طرح

شوق کہتا ہے کہ قاصد کو نہ ہو آنے مین دیر
جائے وہ دل کی طرح پلٹے مقدر کیطرح

آج میرے نامہ بر پر چل گئی شاید چھری
ٹوٹتا ہے دل جو سینے مین کبوتر کیطرح

غزل

جاہ جس دن سے سنی قارون کی ہمنے سرگذشت
زر سے نفرت ہو گئی ہمکو بھی بوذر کی طرح

شعر

خاک ہو جائے یہ جسمِ ناتوان اچھی طرح
اے تپ فرقت جلا دے ہڈیان اچھی طرح

صورتِ خورشید مین بھی دیکھ لون دنیا کی سیر
سارے عالم مین پھرا دے آسمان اچھی طرح

کوئی رہجائے ہوس دل مین نہ ظلم و جور کی
لیجیے عاشق کا اپنے امتحان اچھی طرح

واے قسمت کب چھٹا ہے گلستان دیکھیے
کھلنے بھی پائی نہ تھی اپنی زبان اچھی طرح

دل لگا کر آپ گر سنیے تو چھیڑون قصۂ ہجر
یاد ہے مجکو یہ غم کی داستان اچھی طرح

آپ کو کیا پوچھتے ہین آپ کیون میرا مزاج
ہم بری حالت مین ہین یا مہربان اچھی طرح

فصلِ گل آنے تو دے اے دستِ وحشت صبر کر
پھر اُڑانا پیرہن کی دھجیان اچھی طرح

ضعف سے اب اُٹھ نہین سکتا ہی چھپر کیا بھی نگر
تیری فرقت نے کیا ہے ناتوان اچھی طرح

عشق مین جاتا رہا صبر و قرار و ہوش جاہ
راہِ الفت مین لُٹا یہ کاروان اچھی طرح

غزل ۵۶ ردیف خای معجمہ شعر ۱۲

آنکھین غصّے سے نہ کر تو ای بتِ بے پیر سرخ
شاد ہون میری لہو سے ہو اگر شمشیر سرخ

اشکِ خونین کی حقیقت بھی لکھی ہوگی ضرور
کیا عجب ہے ہو جو خطِ کاتبِ تقدیر سرخ

اشتعالِ آتشِ غم سے اسیری مین ہی خوف
گرم ہو کر ہو نہ جائے پانون کی زنجیر سرخ

سچ ہی نقل و اصل یکسان ہو نہین سکتی کبھی
کب ہوا مانندِ گل رنگِ گلِ تصویر سرخ

مین تو اے ظالم تہِ شمشیر تڑپا بھی نہین
غیظ سے کیون ہو گیا چہرہ دمِ تکبیر سرخ

خون ہو جائیگا لاکھون کا سرِ بازار آج
کیون دوپٹہ تو نے اوڑھا ای بتِ بے پیر سرخ

جنبشِ لب ہوتے ہی فوراً چھلک آتا ہی خون — ہونٹھ ہو جاتے ہین اُس گُل کے دمِ تقریر سُرخ

ہای جس دن سے ہوا ہی حسرتون کا دلمین خون — اشک آنکھون سے نکل آتے ہین بے تاخیر سُرخ

حالِ گریہ لکھتے لکھتے دل جو بھر آیا مرا — اشکِ خونین سے ہوا نامہ دمِ تحریر سُرخ

بے سبب ممکن نہین بدلے جو کوئی اپنا رنگ — خون کے پینے سے ہوتی ہی زبانِ تیر سُرخ

ہے جہان مین قابلیت پر ہر اک شے کا مدار — شمع کے شعلے سے بھی ہوتی نہین گلگیر سُرخ

غزل

سخت جانی پر مری ای چارہ آیا ہے غضب — صورتِ قاتل ہے چشمِ جوہرِ شمشیر سُرخ

شعر

میری قسمت کی بڑھاتا ہی سیاہی ای چرخ — مُنہ مین کالک لگے ہو تیری تباہی ای چرخ

لشکرِ نجم پہ اس درجہ تعلّی کی نہ لے — رات بھر کی ہی فقط یہ تری شاہی ای چرخ

مر مٹے پر نہ گئی یار کی اُلفت نہ گئی — ہمنے بھی رسمِ وفا خوب نباہی ای چرخ

دشمنِ جان بھی اگر تو ہو تو کیا ہوتا ہے — شاملِ حال ہے یان فضلِ الٰہی ای چرخ

ہم سیہ بخت نہ بھولین تجھے یہ یاد رہے
بچ رہے گر شب یلدا سے سیاہی ای چرخ

کیون ستاتا ہے مسافر ہین عدم کی ہم لوگ
آج ادھر آئے ادھر کل ہوئے راہی ای چرخ

کب تلک شکوۂ بیداد خدا سے نکرون
ہو گئے ظلم ترے نا متناہی ای چرخ

تیرگی غیر کی قسمت مین کہان سے آئے
چھین لی یار کی زلفون نے سیاہی ای چرخ

دیکھکر ابر سیہ پی ہی گئے ساغر مے
توبہ توبہ کہ نہ توبہ بھی نباہی ای چرخ

اب تو زیر قلم جاہ ہے اقلیم سخن
کیا کرے لے کے بھلا مسند شاہی ای چرخ

غزل — ردیف دال مہملہ — شعر

راحتین خوب ملین تیری مکان مین صیاد
تو بھی آباد رہے باغ جہان مین صیاد

کیا کرون گر نہو تاثیر فغان مین صیاد
دیکھ لے پڑ گئے کانٹے بھی زبان مین صیاد

خاک اڑتی ہے جہان پھول کھلے رہتے تھے
باغ دیکھا نہین جاتا ہی خزان مین صیاد

نیند اُڑنے کی نہین مر گئی گھٹ گھٹ کی اسیر — چین سے سوئے بس اب اپنے مکا نمین صیّاد

صورتِ سنبلِ پیچاں ہین پریشان گیسو — مبتلا آج ہے شاید خفقان مین صیّاد

قوتِ نطق نہین طاقتِ پرواز نہین — ہین یہی عیب فقط زاغ کمان مین صیّاد

ہمصفیرو نہ گلستان کی حکایت پوچھو — اک نہ اک شاخ نکالے گا بیان مین صیّاد

گر یونہی آہِ شرربار کرینگے قیدی — آگ لگ جائیگی اک روز مکان مین صیّاد

جوششِ فصلِ بہاری سے تعجب کیا ہے — پھوٹے کونپل جو کوئی شاخ کمان مین صیّاد

ضبطِ گریہ نہ کرین گر ترے ڈر سے قیدی — ہر طرف پانی ہی پانی ہو مکان مین صیّاد

ہجرِ گلشن مین مرے دم پہ بنی رہتی ہے — نشترِ غم کی خلش ہے رگِ جان مین صیّاد

چھوڑ للہ اسیرون پہ جفائین کرنا — دیکھ بد نام نہو سارے جہان مین صیّاد

دیکھ اچھا نہین سوزِ غمِ فرقت کا بیان — چھالے پڑ جائین کسی دن تہ زبان مین صیّاد

ضبط کی تاب نہوگی جو سُنے گا نالے — عرش ہلتا ہے مری ایک فغان مین صیّاد

شعر ۱۲	چاہ تو چاہے تو آزاد ابھی ہون یہ اسیر چھوڑ دے قیدیون کو اک تری ہائین صیاد	غزل ۵۹

عمر تو ساری کٹی تیرے قفس مین صیاد
مجھسے کیا پوچھتا ہے عشق کی رہین صیاد

حال گلشن کا نہ تو پوچھ قفس مین صیاد
دے زیادہ نہ گلون کی مجھے قسمین صیاد

مر کے پہونچون گا گلستان بہار آنی دے
غیر ممکن ہے ہون کنج قفس مین صیاد

زندگی خوب ہی گلشن مین مزے سے کٹتی
گر ترا دل کہین ہوتا مری بس مین صیاد

یاد گلشن مین فغان بھی نہین کرنے دیتا
جتنا جی چاہے ستا ہون تری بس مین صیاد

پھنس گئے زلف مین افشانکی چمک دیکھکے ہم
آ گئے دام مین دانے کی ہوس مین صیاد

کھائے جاتی نہین اب چین جبین کی حسرت کے
پھیر دے مجھپہ چھری کنج قفس مین صیاد

آہ سوزان غم گلشن مین اگر مین کھینچون
خاک ہو جل کے قفس ایک نفس مین صیاد

کیا سناؤن گل و بلبل کی حکایت تجکو
ہو گئی بند زبان بھی تو قفس مین صیاد

ہم بھلا فصلِ بہاری کے مزے کیا لوٹین
باغبان اپنے کہین مین ہے نہین مین صیّاد

نہ اجازت ہے فغان کی نہ رہائی کی امید
ہم تو بے موت مرے کنجِ قفس مین صیّاد

چاہ کو دل کے تڑپنے کا خیال آتا ہے
جب پھڑکتا ہی کوئی مرغ قفس مین صیّاد

غزل — ردیف ذال معجمہ — شعر

وہ سیہ کار ہون چھولون جو مین سادا کاغذ
صورتِ نامۂ اعمال ہو کالا کاغذ

وصفِ رخ لکھنے سے یہ رنگ مین ڈوبا کاغذ
غیرتِ تختۂ گل ہو گیا سارا کاغذ

اپنے رونے کی جو حالت کبھی اسکو لکھی
مٹ گئے حرف فقط رہ گیا سادا کاغذ

سامنے رکھکے جو خط اسنے چھڑائی افشان
صفتِ اخترِ طالع چمک اٹھا کاغذ

نامہ بر یار سے لایا تو جوابِ خطِ شوق
میری تقدیر جو ملفوف ہے سادا کاغذ

پورے پورے مری عصیان جو فرشتے لکھتے
ڈھونڈھنے سے بھی زمانے مین نہ ملتا کاغذ

ہنستے ہین دیکھ کے بیتابیِ دل کاغذ کور	ہو گیا یار کے نزدیک تماشا کاغذ

وہ زمانہ نہ رہا خط جو حسینون کو لکھین
جاہ ہم لیکے بھلا مول کرین کیا کاغذ

غزل ۶۱	ردیف رائے مہملہ	شعر ۱۶

خاکسارون سے ملے چاہیے انسان جھک کر	چل جہان مین صفتِ گنبدِ گردان جھک کر
تو وہ گل ہے پئِ گلگشت اگر جائے کبھی	تجکو تسلیم کرے سروِ گلستان جھک کر
اپنے دشمن سے بھی لازم ہے مدارا کرنا	صورتِ تیغ چلے دہر مین انسان جھک کر
دیکھین مرغانِ چمن بھی قدِ بالا کی بہار	باغ مین تو نہ چل اے سروِ خرامان جھک کر
دل مین تم رہکے تعلّی کی لیا کرتے ہو	میزبان سے تو ملا کرتے ہین مہمان جھک کر
خاکساری نے عمل میرے گران قدر کیے	خاک پر بیٹھ گیا پلّۂ میزان جھک کر
ہے بجا ابروؤن سے ہین جو کشیدہ پلکین	تیر ملتے ہین کمانون سے کہان جھک کر

قبر مین بھی دلِ عشاق پہ چلتی ہے چھری
تم جو بیٹھے ہو سرِ گورِ غریبان جھک کر

بانکپن کی بھی ذرا آن رہے شان رہے
مل رقیبون سے نہ ای خسروِ خوبان جھک کر

صبر قمری کے یہ نالون کا پڑا آخرِ کار
رہ گئے باغ مین سب سروِ گلستان جھک کر

مرگِ عاشق سے جو اُس شوخ کو باقی ہو ملال
پانون پر رکھتی ہو سر زلفِ پریشان جھک کر

نقشِ پا سے بھی سوا رہون ملنے کا نہین
ڈھونڈھتا ہی مجھے کیون یار کا دربان جھک کر

تم اگر دشت مین جاؤ تو سب آہو ہون اسیر
طوق بنجائے ہر اک شاخِ غزالان جھک کر

موچ آجاے نزاکت سے کمر مین نہ کہین
پھول کیون توڑتا ہی ای گلِ خندان جھک کر

کوئی کہدے کہ ہے رکھی کسی استاد کی لاش
اک نظر دیکھ لو کوٹھے سے مری جان جھک کر

غزل

جوشِ سودا نے کیا لائقِ تعظیم ای جاہ
دشت مین مجھسے ملی خارِ مغیلان جھک کر

شعر

یادِ مژہ کا لپکا کب چھوٹتا ہے پڑکر
یہ پھانس پھر نہ نکلی دل سے ہمارے گڑکر

دیتا ہے کیسے طعنے وہ بت بگڑ بگڑ کر
آفت مین مجکو ڈالا آنکھون نے اُس سے لڑکر

گلشن مین تیرے قد کا ہمسر کبھی نہ ٹھہرا
کیا کیا تعلّیون کی لی سرو نے اکڑ کر

جاتی نہین ہے اُلجھن الفت مین گیسوؤنکی
گتھی سی رہگئی ہے دلمین ہمارے پڑ کر

آنکھون مین جوہری کی باآبرو رہے ہین
موتی کی بھی لڑی سی دانت اُسکے اُڑکر

اس خوف سے نکالے دل سے نہ مینے ارمان
کیا جانے کب یہ بستی آباد ہو اُجڑ کر

کوچے مین تیرے سوجھی وحشت نہ دنکو ایسی
مدفن بنا رہے ہین سب ایڑیان رگڑ کر

آتی ہین ہچکیان اب طے ہوگی جلد منزل
عمرِ رواں کا توسن چل نکلے گا اُکھڑ کر

الفت مژہ کی دل سے دشوار ہے کہ جائے
ممکن نہین نکلنا شیشے مین بال پڑ کر

تربت مین بے نشان ہے اپنا یہ جسم خاکی
نابود ہو گیا ہے ہستی کا نقش گڑ کر

خلوت ہزار چاہی زندان مین وحشیون نے
لیکن نہ ساتھ چھوڑا بیڑی نے پانون پڑ کر

ارمان ہمارے دل کو اب یاد کر رہے ہین
یوسف کو رو رہا ہے یہ قافلہ بچھڑ کر

تلوؤن نہین آنکے سہندی ان غیرمل رہے ہین
ہم جان دے رہے ہین یان اڑیان رگڑکر

غزل ۶۳

اے جاوہ وہ حسین گے ہرگز نہ اسکا کہنا
مجذوب دل سے کہدے موقوف اپنی بڑکر

شعر ۱۵

عش فقط موسیٰ نہین ہین جلوہ رخسار پر
لوٹ ہے برقِ تجلی بھی جمالِ یار پر

ہے صفائی کا عجب عالم مکانِ یار پر
جم نہین سکتے قدم سائے کے بھی دیوار پر

انتظار یار مین آتی نہین راتون کو نیند
رحم کر اے بختِ خفتہ دیدۂ بیدار پر

شکلِ مہ عالم مین پھیلا شہرۂ حسن و جمال
انگلیان اُٹھتی ہین اپنا مِ خدا سرکار پر

سُرمہ آنکھون مین لگایا اُسنے یارب خیر ہو
بارھ ظالم نے ستم کی رکھی ہے تلوار پر

کیون نہ گلشن مین اُڑے ہر سمت بھیولون کی شمیم
طائرِ نکہت کے کٹ سکتے نہین منقار پر

اے پری مدِ نظر ہے گر تجھے تزئینِ قصر
چشمِ عاشق کی سفیدی ہو در و دیوار پر

پردہ اُٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ موسیٰ کیطرح
بن گئی پہلے سے جانِ طالبِ دیدار پر

دامنِ تر دیدۂ عشاق طوفانِ سرشک | چھا گئی پھبتی کہی جو ابرِ دریا بار پر
خط نکلنے سے ہوئی وہ چند زینت اور بھی | کھنچ گئی جدول بیاضِ صبحِ حسنِ یار پر
جانیے ہاتھ آگیا ہے زینۂ بامِ وصال | صورتِ منصور انا الحق کہیے چڑھکر دار پر
خونِ بلبل وآہ کس کس حسن سے لایا ہے رنگ | ہائے کیا گلکاریان ہین باغ کی دیوار پر
جان بلب ہو نہین نفس کا کیون نہو میرے شمار | موت کے آنے کی آتی ہے خبر اس تار پر
غیر کی پروا نہین رکھتے ہین مستغنی مزاج | طائرِ رنگِ چمن کو ہین کہان درکار پر

غزل ۶۴

جاہ شوقِ قتل مین مانندِ ارشادِ امیر
دوڑکر مین نے گلا خود رکھدیا تلوار پر

شعر ۱۹

گمانِ اہلِ محشر ہے شعاعِ مہرِ انور پہ | طلائی جدولین ہین یہ بیاضِ صبحِ محشر پہ
چھری عشاق مین چل جائیگی اس شوخ کے در پہ | کھلیگا ہر طرف لالہ زمین کوے دلبر پہ
لگا کر سرمہ آنکھون مین نگاہِ ناز سے دیکھو | اگر مدِنظر ہے قتل رکھو باڑھ خنجر پہ

ٹھہر جائے کسی دن وصل کی یا قتل کی ٹھہرے
یہیں ہو فیصلہ الفت کا کیون ہو جائے محشر پر

جدا سر کر کے مجکو اپنا احسان جتاتا ہے
مرے قاتل نے اچھا بوجھہ رکھا مری سر پر

مرے گھر کسنے وعدہ آج آنے کا کیا یارب
نگاہ شوق اٹھ اٹھکر برابر جاتی ہے در پر

طبیعت دیکھکر کوثر کو لہراتی نہ جنت مین
جو قاتل فاتحہ کشتون کا دیتا آپ خنجر پر

بنا کر آئنہ صورت دکھا دی قلب صافی کی
نہ کیون اہل صفا حیران ہون عقل سکندر پر

نقاب رخ مرے روشن گر شب وصلت سرک جائے
لگے ٹیکا سیاہی کا جبین ماہ انور پر

تری فرقت مین زور ناتوانی بڑھ گیا ایسا
کبھی بدلی گئی کروٹ نہ مثل تکیہ بستر پر

نکل کر اپنے گھر سے شکل دکھلا اتو ای ظالم
کہ حسرت کی نگاہین سر ٹپکتی ہین ترے در پر

چڑھایا جب لہو قاتل نے برش ہو گئی دونی
ہماری خون کی دھارون نے رکھی باڑھ خنجر پر

ہوائے شوق بلبل فصل گل مین دیکھنا گلچین
قفس سے خود بخود سوئے چمن ہو جینگے اڑ کر پر

لگائے ہاتھ اوچھے مرنے والون پر جو قاتل نے
دہان زخم کیسے کیسے منھ آئے ہین خنجر پر

جو آئے بھی وہ صحبت مین تو ہر اک کو گران گذرے
شکن بھی فرش کی تیوری چڑھائے تیرے لاغر پر

حفاظت غنچۂ سربستہ کی لازم ہی اے گلچین
لگانا چاہیے مُہرین دہانِ کیسۂ زر پر

چُرایا دم جو عاری ہوکے میری سخت جانی سے
بگڑ کر دانت پیسے باڑھ نے کیا کیا نہ خنجر پر

نہ الفت مین قرار و ہوش و راحت پہ بنے یارب
سیاہی بخت کی شبخون نہ مارے آکے لشکر پر

غزل ۹۵

شہادت کی اگر ای جاہ مُہرین بھی کری قاتل
نہ اُٹھنے دے وفورِ ناتوانی نامِ محضر پر

شعر ۱

بنی ہے حسن کی گرمی سے اہلِ محشر پر
نقاب ڈالیے بللہ روے انور پر

عرق یہ کب ہے رُخِ آتشینِ دلبر پر
نقاب نور کی ہے روے مہرِ انور پر

نہین سُنہری یہ افشان جبینِ انور پر
پھرا ہے سونے کا پانی بیاضِ محشر پر

بنی ہے الفتِ دندان مین جانِ مضطر پر
روان ہے کشتیِ عمر اپنی آبِ گوہر پر

گمان عدم کا نہ کیونکر ہو ایسے لاغر پر
تھکی ہے ڈھونڈھ کے جسکو قضا بھی بستر پر

غضب کا آج تردد ہے میرے قاتل کو
کبھی تو مجھ پہ نظر ہے کبھی ہے خنجر پر

نگاہِ ناز کے ملتے ہی جانین جاتی ہین
غضب کی باڑھ ہے اے ترک تیرے خنجر پر

ہر ایک آنکھ کا تارا بنا ہے مثلِ صدف
پڑی ہے گردِ یتیمی کی جب سے گوہر پر

ہماری آہ کو سُنکر وہ بُت خبر ہوا
اُچٹ گیا جو پڑا تیر جا کے پتھر پر

اثر مین نالۂ دل کے کمی نہو یارب
ہنسے نہ غیر کی قسمت مرے مقدر پر

ہمارا کعبۂ دل کافرون کے بس مین ہے
بُتون نے قبضہ کیا ہی خدا کے بھی گھر پر

خط اُسنے لکھ کے بُلایا ہے میرے قاصد کو
نزولِ وحی ہوا ہے مرے پیمبر پر

کہین نظر نہ لگے آج بادہ خوارون کی
نگاہین پڑتی ہین بطورِ چشمِ ساغر پر

لحد مین بوے وفا مجکو اُسسے آتی ہے
پڑے ہوئے ہین جو دو چار پھول چادر پر

وہ زار ہون کہ کسی کا اگر پڑا سایہ
یقین ہوا کہ گرا کوہ جسمِ لاغر پر

وہ ناتوان ہون کہ آوازِ بام تک نہ گئی
صدا بھی بیٹھ گئی تھک کے یار کے در پر

جڑی نہین ہین یہ دانتو مین سوئی کی کیلین | کنول بہائے ہین اُس نے آب گوہر پہ

غزل

لگی جو دل کی نہ آنسو بجھا سکی اے جاہ
ہنسینگے زخم جگر میرے دیدۂ تر پہ

شعر

تکیہ نہ پیر پر نہ بھروسا جوان پہ
کچھ تیر پر ہے زور نہ قابو کمان پہ

اُس مہ نے میری قبر پہ آکر اڑائی خاک
کیونکر نہ ہو زمین کا دماغ آسمان پہ

مین خود ہون تشنہ کام بجھاؤنگا پیاس کیا
کانٹے پڑے ہین کیون مری سوکھی زبان پہ

اچھی نہین اسیرِ قفس پر بہت جفا
رہنے دے تین چار تو اے باغبان پہ

جنت کا ساکنانِ فلک کو یقین ہو
تیری گلی کی ہو جو زمین آسمان پہ

غیرون سے تم لگاؤ تو جو سر کی بازیان
کیا ہمکو کھیلنا نہین آتا ہے جان پہ

چوٹی کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہین کمر
ڈالو بہت نہ زور تم اِس ناتوان پہ

ہمسے ہوا ہے محرمِ اسرارِ عشق کون
جو اُنکے دل مین ہے وہ ہماری زبان پہ

آتے ہی فصلِ گل کے نشیمن کیا تباہ
اے برقِ آہ کوندھ کے گرِ باغبان پر

بھڑکی ہوئی ہے آتشِ غم یہ شبِ فراق
پڑتا ہے سوزِ آہ سے چھالا زبان پر

ابرو نے حد سے بڑھکے جو دیکھی خمیدگی
کیا کیا لگائے تیرِ ملامت کمان پر

اقرار کرکے وصل کا انکار کیون کیا
کیا دوسری زبان نکل آئی زبان پر

غزل

مدت کے بعد چاہ سے کل سامنا ہوا
بیٹھے ہوئے تھے پیرِ مغان کی دکان پر

شعر

ہمکو پہونچا ہی دیا اُنکے درِ دولت پر
مرحبا اے دلِ بیتاب ترِی ہمت پر

غیر کے کہنے سے دیتے نہین مٹی مجھکو
وہ چھڑکتے ہین نمک داغِ غم و حسرت پر

اے قمر فیض یہ کس مہر سے پہونچا تجھکو
آج تک نور برستا ہے ترِی صورت پر

سنگِ مرقد سے شرر اُڑتے ہین جلتی ہے لحد
وہ سمجھتے ہین چراغان ہی مری تربت پر

اے جنون اسلیے صحرا کو نہین جاتا ہون
قیس دیوانہ نہ ہو جائے مری وحشت پر

جب کہا مین نے کہ جائیے کب آئیے گا
ہنس کے فرمایا کہ موقوف ہے یہ فرصت پر

سینہ کوبی کی رہا کرتی ہے عشاق کو مشق
نوبتین بجتی ہین دن رات در دولت پر

غفلتِ اہلِ دول بعد فنا بھی نہ گئی
ہے ورق سونے کا چادر بھی جو ہے تربت پر

گدگدی دل مین ہوئی ابر جو آیا شب وصل
آگئی مجکو ہنسی روتی ہوئی صورت پر

خفتہ بختون کا انھین خوف ہو کیا وصل کی رات
نیند غالب ہے مری سوئی ہوئی قسمت پر

دیکھی تصویر جو میری تو وہ ہنس کر بولے
ختم ہے بیکسی و یاس اسی صورت پر

کوئی اس ترک سے کہدے نہین کٹتی شبِ ہجر
پھیر دے اب تو چھری لا کے شبِ فرقت پر

پڑھ کے اوصافِ رخِ یار نہ کیونکر ہو سکوت
وقف لازم ہے قرأت مین اسی آیت پر

غزل

تھوڑے سے شعر پڑھون مجمعِ احباب مین جا کے
کثرتِ اہلِ سخن مین ہے نظر قلت پر

شعر

صدمے اٹھائے ہجر کی شب دل کو دیکھکر
تڑپا ہون رات بھر ترے بسمل کو دیکھکر

آئینہ رکھکے سامنے محبوب ہین کمال
شرما رہے ہین مدِ مقابل کو دیکھکر

مقتل مین مجرمون پہ بہت تھا ہجوم یاس
دل ہاتھ بھر کے ہو گئے قاتل کو دیکھکر

لیلیٰ کو دی رہا ہے صدا دور ہی سے قیس
پردے حیا کے اُٹھ گئے محمل کو دیکھکر

راحت ملی عدم کے مسافر کو قبر مین
آنکھون مین نیند آگئی منزل کو دیکھکر

ایسی شکستگی ہے کہ لیتا نہین کوئی
رکھ دیتے ہین حسین مرے دل کو دیکھکر

زخمون کی طرح خون کے آنسو ہین آنکھ مین
روتے ہین بخیہ گر ترے گھائل کو دیکھکر

کیا کیا جلا ہون ہجر کی شب چاندنی سے مین
چمکے ہین داغ دل مہِ کامل کو دیکھکر

دل بجھ گیا چلے گئے اُٹھکر مثالِ شمع
غیرون سے گرم ہم تری محفل کو دیکھکر

یاد آگیا کسی سے ہمین بوسہ مانگنا
ٹکڑے جگر کے ہو گئے سائل کو دیکھکر

نالے نہ پہونچے ہجر مین بابِ قبول تک
رہ رہ گئے ہین دوریِ منزل کو دیکھکر

اُٹھ اُٹھ کے روک روک لیا گردِ راہ نے
دوڑی نگاہِ قیس جو محمل کو دیکھکر

شعر ۲۰	کیا کیا جلا ہے رشک سے ای چاہ آسمان پہلو مین میرے اُس مہ کامل کو دیکھکر	غزل ۶۹

تھکاؤن منھ کو اپنی کیون مین سرگرم فغان ہوکر
خموشی حالِ دل میرا کہیگی خود زبان ہوکر

اُجاڑا ہی ہمارا آشیان جس دن سے گلچین نے
بہ رنگِ بوے گل برباد ہین بے خان و مان ہوکر

غریبون کے کلیجے ملتے ہو اٹھلا کے چلتے ہو
ستم کی شوخیان سیکھی ہین تمنے تو جوان ہوکر

کہین رسوا نہ کردی کوچہ گردی دیکھو کہتے ہین
کرو دنیا کی سیر آنکھون کے پردے مین نہان ہوکر

مرے پر بھی نہ چھوٹیگا تعلق اپنا گلشن سے
رہینگے بوستان مین طائرِ رنگِ خزان ہوکر

پسِ مُردن احبا سے ہو کیا امید ملنے کی
کہ میرا ذکر بھی آیا تو قرآن درمیان ہوکر

ابھی نامِ خدا کمسن ہو اور لاکھون ہی مرتے ہین
قیامت ڈھاؤگے کیا کیا خدا جانے جوان ہوکر

اگر کاہیدگی یون ہی رہیگی جسمِ لاغر کی
بہا لیجائینگے اک دن مرے آنسو روان ہوکر

کھٹکتے ہین نظر مین چار تنکے بھی نشیمن کے
الٰہی خیر پھر نکلا ادھر سے باغبان ہوکر

مزا تھا جسم ہوتا ٹکڑے ٹکڑے تیغِ قاتل سے
اُترتا جامۂ ہستی ہمارا دھجیاں ہو کر

گلستاں میں بہت مشکل ہے رہنا جورِ گلچیں سے
اُڑے گا رنگِ گُل بھی طائرِ بے آشیاں ہو کر

پسِ پردہ نشیں کا عشق بھی عاشق سے کہتا ہے
کہ میں رہتا ہوں دل میں درد کی صورت نہاں ہو کر

دکھائے کوہ و صحرا خانہ بربادی نے بلبل کو
ستم کی سختیاں سہنا پڑیں بے خانماں ہو کر

کہا کرتا تھا مجنوں نجد میں آئی اگر لیلی
لپٹ جاؤنگا دامن سے میں گردِ کارواں ہو کر

زیادہ آتشِ فرقت بھڑکنے سے میں ڈرتا ہوں
نکلجائے نہ سینے سے کلیجہ بھی دھواں ہو کر

لگی ہے نالہاے آتشیں سے آگ دنیا میں
ہماری آہیں پھیلی ہیں زمانے میں دھواں ہو کر

نگہ بنکر رہوں آنکھوں میں لاغر ہوں تو ایسا ہوں
گراں گذروں نہ میں دل پر کسی کے ناتواں ہو کر

وغورِ ناتوانی سے جو مجنوں چل نہیں سکتا
فغاں تو جاتی ہے کوسوں نقیبِ کارواں ہو کر

ہے خاموشی تو انکو یقیں آئے نہ شکووں کا
بنائی بات ہمنے وصل کی شب بے زباں ہو کر

ذرا اے جاہ اپنے ناخنِ وحشت تو بڑھنے دو

اُڑینگے جیب و دامن آستین سب دھجیان ہوکر

غزل ردیفِ زای معجمہ شعر

وہی محشر مین ہی گرمی وہی سارا انداز
تو قیامت ہوئی ملتا ہے تمھارا انداز

خامشی تیری طرح ہے تری تصویر مین بھی
شکل کے ساتھ مصوّر نے اُتارا انداز

ہو بعینہٖ مری قاتل کی طرح تیغ مین بھی
شوخی رفتار ادا ناز اشارا انداز

عاشقون پر نہین زیبا ہے جفا دل لیکر
چھوڑ دو جور و ستم کے یہ خدارا انداز

بال کھولے سرِ شام آکے لبِ بام نہ بیٹھ
دیکھ اچھا نہین یہ اُو ستم آرا انداز

اُنکی تلوار سے کہتے ہین یہ ابرو اُنکے
جان لینے کے لیے سیکھ ہمارا انداز

سادگی کہتی ہے یہ اُنکی خود آرائی سے
جان لینے کے لیے کم ہے یہ پیارا انداز

ہوتے ہین دل کے شبِ ہجر ہزارون ٹکڑے
جاہ کو یاد جو آتا ہے تمھارا انداز

غزل — ردیف سین مہملہ — شعر

مین رہائی مین بھی بھولا نہین فریادِ قفس
آجتک یاد ہے ظالم مجھے بیدادِ قفس

فرطِ وحشت مین اُڑا ہون جو قفس کو لیکر
نام صیّاد نے رکھّا ہے پریزادِ قفس

گرم آہین جو کرون کُنجِ قفس مین صیّاد
مُوم ہو ہو کے بہین حلقۂ فولادِ قفس

قید کا حال بیان کیا ہو جو گُذری گُذری
ہمصفیرو نہ سُنی جائے گی رودادِ قفس

نہین بھُولا ہون مصیبت کا زمانہ صیّاد
ہاے وہ شامِ اسیری کی وہ فریادِ قفس

فصلِ گُل مین بھی چُھری دل پہ چلا کرتی ہے
یاد آتا ہے مجھے عالمِ بیدادِ قفس

سچ ہے فرقت کی مصیبت بھی غضب ہوتی ہے
حشر تک ختم نہو گر کہون رودادِ قفس

جان جب نکلیگی اُس وقت رہائی ہوگی
ای اسیرانِ قفس ہے یہی میعادِ قفس

آتشِ غم پہ نہ چھڑکون مین اگر آبِ سرشک
پھُونک دے خانۂ صیّاد کو فریادِ قفس

تیرے صدقے مین رہائی جو ہوئی ہے اے جاہ

غزل	آج دیتے ہین دعائین تجھے آزادِ قفس	شعر

منھ ہی سے کہتے ہو ہے تیغین لگانے کی ہوس
آزما بھی لو اگر ہے آزمانے کی ہوس

سارے عالم سی جدائی کا سبب ہوتا ہی عشق
ہو نہ دشمن کو بھی یارب دل لگانے کی ہوس

سر اُٹھانا ضعف سے دشوار بیمارون کو تھا
کھینچ لائی تیرے در تک آستانے کی ہوس

سیر ہوتی ہی نہین نیّت جو اہلِ حرص کی
بھر گئی ہے دلمین کیا سارے زمانے کی ہوس

شیفتہ ہونے کو ہو نہین اک طلائی رنگ پر
صفحۂ خاطر پہ ہے سونا چڑھانے کی ہوس

رزق خود رزّاق دے گا تجھکو بلبل صبر کر
دام مین ورنہ پھنسائیگی یہ دانے کی ہوس

شوقِ آزادی عبث ہے بلبلون کو قید مین
تنکے چنواتی پھرے گی آشیانے کی ہوس

دو گھڑی رہنے دیا در پر نہ دربان نے کبھی
رہ گئی عشّاق کو بستر لگانے کی ہوس

دیر اے قاتل نہ کر للہ میرے قتل مین
تیغ کے ناخن کو ہی مہندی لگانے کی ہوس

تیغ تم بڑھکر لگاؤ طے عدم کی راہ ہو
ہے سمندِ عمر کو اس تازیانے کی ہوس

جاہ اپنے بخت برگشتہ سے کیا اسکا عجب
وہ زمین پہونچون جو ہو کعبے مین جانے کی ہوس

غزل ردیف شین معجمہ شعر ۱۱

کیونکر نہون مین درہم داغ جگر سے خوش
ہوتا نہین ہے کوئی زمانے مین زر سے خوش

اپنے بھی تیرے ہجر مین بیگانے ہو گئے
ہوتا ہے دل بھی سوزش داغ جگر سے خوش

عشاق کو ملا ہے شہادت کا مرتبہ
سر پھوڑ کر ہین یار کے دیوار و در سے خوش

رنگ اثر دکھائے اگر انقلاب دہر
غنچے نہون چمن مین نسیم سحر سے خوش

ناقابلون سے خاک ہو امید انتفاع
کیا جوہری ہو پیاس مین آب گہر سے خوش

تجھسے لگا کے دل مین سراپا ہوا ہون عشق
جلوے سے آنکھین کان ہین تیری خبر سے خوش

تم برخلاف ہو تو زمانہ ہے برخلاف
تاثیر آہون سے ہین نہ آہین اثر سے خوش

قیمت کے اعتبار سے ہوتی ہے قدر شے
مانند زر کہان ہو کوئی آب زر سے خوش

روئے دمِ ولادت و ہنگامِ نزع بھی
آئے اُدھر سے خوش نہ گئے ہم اِدھر سے خوش

تم ہجر مین قضا ہی کے آنے کی دو نوید
عشاق سن کے ہونگے بہت اِس خبر سے خوش

غزل

مُنھ کس کا دیکھکر تم اُٹھے تھے کہو تو جاہ
ہم دیکھتے ہین آج جو تمکو سحر سے خوش

شعر

عاشق کو یون ہے کوچۂ دلدار کی تلاش
جیسے ہو عندلیب کو گلزار کی تلاش

ابرو کی تیغ ہی تھی بہت قتلِ عام کو
تلوار تم نے کیون سرِ بازار کی تلاش

کعبے مین بھی گئی نہ مِرے دل سے یادِ مے
وان بھی رہی ہے خانۂ خمار کی تلاش

دل ہوگا تیرے گیسوؤن مین اے جفا پسند
کر دام ہی مین مرغِ گرفتار کی تلاش

دیکھو تو میرے شوقِ شہادت کا مرتبہ
ہر اک رگِ گلو کو ہے تلوار کی تلاش

دوزخ نہ روزِ حشر جلے غم سے کِس طرح
رحمت کو ہے ہر ایک گنہگار کی تلاش

اچھی نہین ہے یہ سرِ بازار جستجو
رسوا کرے گی آپ کو اغیار کی تلاش

پہونچے کبھی حرم مین کبھی دیر کو گئے
ہمنے کہان کہان نہ ترے یار کی تلاش

پڑتی ہے پھر حسینون پہ اب پیار کی نگاہ
صدمہ اُٹھا کے بھی ہی دل آزار کی تلاش

یوسف لقا کوئی نظر آیا نہ عمر بھر
کیا کیا میانِ کوچہ و بازار کی تلاش

جس جسمین عشق تھا وہی چُن چُن کے دل لیے
دیکھے کوئی ذرا نظرِ یار کی تلاش

سارے جہان کے گرد پھرا فکرِ یار مین
خورشید نے بھی صورتِ پرکار کی تلاش

دل اپنا ایک طفلِ برہمن پہ آگیا
ای چاہ ہمکو بھی ہوئی زنّار کی تلاش

غزل ردیفِ صاد مہملہ شعر

یون دل ہے بہرِ وصل ترے روبرو حریص
جس طرح لذّتون کی کرے جستجو حریص

میخوار ہے پیے نہین اُٹھنے کے ساقیا
اچھّی طرح چڑھائینگے جام و سبو حریص

کر شکر اُس سے ایک بھی بوسہ اگر ملے
بس بس بہت ہوا ای دلِ نادان نہ تو حریص

رکھین گے شوقِ قتل مین تلوار پر گلا | پانی پئین گے تیغ کا اب تا گلو حریص

بیتاب مجکو دیکھ کے کہتا وہ یار کا
کس درجہ ہی وصال کا ای جاہ تو حریص

غزل | ردیفِ ضاد معجمہ | شعر

عشق جب دل مین ہو کیا شادی و غم سے غرض | عید سے مطلب نہ کچھ ماہِ محرم سے غرض
میرے اشکون نے گرایا انکی نظرون سے مجھے | آبرو ڈوبی ہے میری چشمِ پرنم سے غرض
غیر کا احسان نہین لیتے جو ہین نازک مزاج | کب گلِ داغ جگر رکھتے ہین شبنم سے غرض
پادشاہِ ہفت کشور کی بھی کچھ پروا نہین | ہے ترے در کے فقیر ونکو تری دم سے غرض
ہے یہ مشہور ایک دل دو سمت ہو سکتا نہین | غیر سے مطلب ہے یا مہربان ہم سے غرض
کیا کریگا ہے اگر سارا زمانہ برخلاف | ہمکو ہے تمسے غرض یا سارے عالم سے غرض
تیرے وحشی جا بسے صحرا مین مجنون کیطرح | غمگسارونسے نہ اب مطلب نہ ہمدم سے غرض

آنکی تیغ نظر کے بھی نرالے زخم ہین
بخیہ گر سے کام ہی اِن کو نہ مرہم سے غرض

میری بدنامی کو سُنکے مجھسے کہتا ہی وہ شوخ
آپ گر رسوا ہوی ہون ہمکو کیا ہے اسسے غرض

غزل

اب تو ہے ای چاہ ہمکو فرقتِ دلدار مین
آہ سے فریاد سے شیون سے ماتم سے غرض

شعر

رنج ساقی نے دیا بزم مین ساغر کے عوض
خونِ دل ہمکو پلایا مَے احمر کے عوض

دولتِ حسن مین نقصان پہونچنے کا نہین
ایک ہی بوسہ ہین دو دلِ مضطر کے عوض

ایک انجام ہوا شاہ وگدا کا پسِ مرگ
خاک کا فرش ملا دونونکو بستر کے عوض

بیٹھا ذبح ترے ہاتھ سے کیون ہو کوئی
پھیر دے مجھپہ چھری میری کبوتر کے عوض

تو گیا باغ مین جب بہرِ گلگشت ای گل
دم ترا بھرتی ہی قمری بھی صنوبر کے عوض

دیکھیے حالِ جہان ایک نے بھی یہ نہ کہا
آئنہ قبرِ سکندر پہ ہو پتھر کے عوض

بے نشانون کی لحد کا ہی یہی ایک نشان
اُوس پڑا دھوپ پڑی رہتی ہی چادر کے عوض

ساقیا دی نہ مجھے نشے میں تو صاف جواب
توڑ دل کو نہ مرے شیشہ و ساغر کے عوض

شام تک صبح سے ارمان نکالے دل کے
وصل کے روز لیے ہجر کی شب بھر کے عوض

موت جب ڈھونڈھتی آئی ترے بیماروں کو
پائی بستر پہ شکن ہی تنِ لاغر کے عوض

دو قدم چل کے ذرا آج قیامت ڈھاؤ
اُٹھ کھڑے ہو نہ تم ہی فتنۂ محشر کے عوض

رُک گیا ہاتھ جو قاتل کا ادا نے مارا
دل پہ عاشق کے چھری چل گئی خنجر کے عوض

چاہ ساقی نے جو مجکو نہ دیا جامِ شراب
آنکھ بھر آئی مری بزم میں ساغر کے عوض

غزل	ردیف طا مطبقہ	شعر ۱۳

وہ دن بھی ہو کہ آئین برابر اُدھر سے خط
فرقت میں دل یہ چاہتا ہی خط پہ بر سے خط

آنکھوں پہ رکھ لیا جو ملا نامہ بر سے خط
رومال کی طرح نہ اُٹھا چشمِ تر سے خط

صحبت سی کچھ نہ کچھ ہوا اثر یہ ضرور ہے
اُڑتا ہے دیکھو کھل کے کبوتر کے پر سے خط

اللہ اس ادا سے نہ عاشق کو دیکھیے
پڑتے ہین دل پر آپکی تیغِ نظر سے خط

تحقیرِ خطِ شوق مناسب نہین تمھین
غیرون مین بیٹھکر نہ گراؤ نظر سے خط

بھولے ہین رہروانِ عدم مجھ غریب کو
مدت ہوئی کسی نے نہ بھیجا سفر سے خط

نامہ کہین نہ راہ مین گر جائے نامہ بر
اچھی طرح مین باندھ دون تیری کمر سے خط

جوڑیکے وصف لکھکے جو لکھا ہے وصفِ رُخ
دن چڑھگیا ہے لکھنے مین پچھلے پہر سے خط

اللہ رے شوق وعدہ ہی قاصد سے شام کا
اور دل یہ کہہ رہا ہے کہ لکھیے سحر سے خط

یارب کھلے کسی پہ نہ رازِ نیازِ عشق
قاصد چھپا کے دے انھین سبکی نظر سے خط

الفت مین رسمِ نامہ و پیغام ہے ضرور
جائے اِدھر سے خط کبھی آئے اُدھر سے خط

بھیجا رہے ہین پڑھکے وہ عاشق کے نام کو
کہتے ہین دل مین کیون یہ لیا نامہ بر سے خط

پہلے سے جاہ چلنے پہ تیار ہو رہو
کیا جانیے طلب مین کب آئے اُدھر سے خط

غزل [۴۹] — ردیف ظا معجمہ — شعر [۱۶]

آج ہوتی ہی بیان مَے کی حقیقت واعظ
سُن ذرا آکے یہ افسانۂ عشرت واعظ

مُغبچہ یان ہے اک حور کی صورت واعظ
دیکھ میخانے مین اللہ کی قدرت واعظ

وصل ممکن ہی نہین دخترِ رز سے ہو نصیب
تو سیہ بخت ہے شکلِ شبِ فرقت واعظ

خُلد مین بادۂ گلگون کے ملین گے ساغر
ہوگی مستون پہ یہ خالق کی عنایت واعظ

تو بھی ہی بزمِ جہان مین صفتِ جامِ شراب
نہین جانے کی ترے ہی گردشِ قسمت واعظ

ضبط کی تاب نہین دیکھ نہ کر ہجوِ شراب
ورنہ اب ہاتھ سے جاتی ہے طبیعت واعظ

پیار کی آنکھ سے ہے شیشہ و ساغر پہ نگاہ
کچھ بھٹکتی ہے تری آج تو نیت واعظ

تیری باتون سے ٹپکتا ہی کہ ہی شوقِ شراب
کیون چھپاتا ہی مَےِ ناب کی رغبت واعظ

آج ساقی نے لگائی ہین بطِ مَے کے کباب
بادہ خوارونکے یہان ہی تری دعوت واعظ

پی گئے بادۂ گلگون کی مذمت سُنکر
بچ گئی بادہ کشون سے تری عزت واعظ

میکدے مین کبھی دو گھونٹ جو پی لے تو بھی
تجھسے توبہ بھی تو اب ٹوٹ نہین سکتی ہے

نہ کرے پھر لب پیمانہ شکایت واعظ
آگئی تجھمین حسینون کی نزاکت واعظ

آتی ہے میکدے مین قلقل مینا کی صدا
یا چھلکتا ہے کوئی طائر جنت واعظ

بندگی کے لیے کسکی سر تسلیم ہے خم
کیون جھکی رہتی ہے محراب عبادت واعظ

مُغبچون کے یہ کسی روز اگر ہاتھ آئی
عرش پر پہونچے گی دستار فضیلت واعظ

غزل

کیون برا مانتا ہے جاہ کے سمجھانے کا
دوستانہ ہے یہ سب تجھسے نصیحت واعظ

شعر ۱۶

کھول کر کان ذرا سن لے نصیحت واعظ
مین نہ مانونگا کبھی تیری نصیحت واعظ

صحبت بادۂ گلگون ہے غنیمت واعظ
رند ہون کیا مجھے توبہ کی ضرورت واعظ

صبح پیری ہے کہان جانب میخانہ چلا
نہ ادھر جا کہین آجائے نہ شامت واعظ

نشے مین خوب ہی نظارے کیے حورون کے
مل گئی ہمکو کلید در جنت واعظ

تو ہی محروم مجھے ملتی ہے ہر روز شراب ۔ یہ مقدر ہے مرا وہ تری قسمت واعظ

بہکی بہکی ہوئی یہ آج ہین باتین کیسی ۔ نام کس چیز کا ہے دوزخ و جنت واعظ

نہ ملیگی تجھے مے لاکھ جبین تو رگڑے ۔ نہ مٹائے سے مٹے گا خطِ قسمت واعظ

پی بھی لے ساقیِ کوثر سے کہین محشر مین ۔ دخترِ رز نہ کرے تیری شکایت واعظ

میکدے سے بطِ مے اُڑ کے ترے پاس آئے ۔ ہم بھی دیکھین یہ کسی روز کرامت واعظ

آج اِک قطرۂ مے بھی نہوا مجکو نصیب ۔ صبح کو دیکھی تھی مینے تری صورت واعظ

شُربِ مے ہے سببِ رفعِ ملالِ خاطر ۔ دھوئے مےِ ناب سے تو دل کی کدورت واعظ

پی لے دو گھونٹ خدا کے لیے تکرار نکر ۔ عملِ خیر مین اچھی نہین حُجّت واعظ

سُنتے ہین باغِ جنان مین بھی ملیگی مےِ ناب ۔ سچ بتا سچ ہے یہ مشہور روایت واعظ

وہ اُٹھا ابرِ سیہ جھوم کے قبلے کی طرف ۔ دیکھ نازل ہوئی اللہ کی رحمت واعظ

میکدے مین قدم پاک ذرا آئین تو ۔ دیکھین پھر توبہ جو رہجائے سلامت واعظ

یہی حضرت ہین جو مشہور ہین میخواروں مین
خوب پہچان لے تو جاہ کی صورت واعظ

غزل — ردیفِ عین مہملہ — شعر

تو پریشانی کے ہون سامان جمع
رکھے اپنے حواس انسان جمع

تیر پہ تیر وہ لگاتے ہین
اپنے دل مین ہین لاکھون پیکان جمع

دل مین ارمان و حسرت و غم و درد
سب مری جان کے ہین خواہان جمع

بیخود ہے دل نہ انکو دیکھ کے ہو
ہوش رہنے دے اپنے نادان جمع

پورے اوصافِ رخ لکھے نہ گئے
نہ کسی سے ہوا یہ قرآن جمع

دل سے کس روز یادِ زلف گئی
کب ہوئی خاطرِ پریشان جمع

جا کے دیکھی جو حسن کی سرکار
کچھ تھے کافر تو کچھ مسلمان جمع

روز دامن پہ اشک گرتے ہین
خوب ہوتے ہین درِ غلطان جمع

میکدے کی طرف نہ جا زاہد — وان ہین غارت گرانِ ایمان جمع

غزل ۲۰ | جاہ تم بھی سناؤ کوئی غزل
یان ہین سب قدردان سخندان جمع | شعر ۱۹

رات بھر مہمان رہی وہ میرے گھر مانندِ شمع — اُٹھ گئے پہلو سے ہوتے ہی سحر مانندِ شمع

سوزِ غم سے کب ہوئی راحت شبِ فرقت نصیب — رات بھر جلتے رہے داغ جگر مانندِ شمع

سامنے سے تو نہ ہٹنا بے کہے سوزِ فراق — سر بھی کٹ جائے اگر اے نامہ بر مانندِ شمع

اشک جاری ہین فقط تیری دکھانیکے لیے — غیر کی آنکھون مین ہین چُبھ ڈُگھر مانندِ شمع

رات بھر پہلو مین وہ گل تھا تو تھی امیدِ وصل — بجھ گیا دل کا کنول وقتِ سحر مانندِ شمع

سو گئی قسمت مری جاگا نصیبہ غیر کا — تار اشکون کا نہ ٹوٹے چشمِ تر مانندِ شمع

جل رہا ہے کون عشقِ آتشِ رخسار مین — کیا انھین اسکی خبر ہین بیخبر مانندِ شمع

سر بھی کٹ جائے تو محفل سے سرکنے کی نہین — ہم بھی ہین ثابت قدم اے فتنہ گر مانندِ شمع

تم اُدھر جاؤگے جائیگا اِدھر صبر و قرار
قافلے کا صبح کو ہوگا سَفر مانندِ شمع

کہدو شاہون سی زیبائیکی مخالف ہے ہوا
ہے عبث یہ تاجِ زر بالای سر مانندِ شمع

شعلہ رویو تم ہے مجھپر وفا تم پر جفا
مین ہون پروانہ صفت تم ہو اگر مانندِ شمع

اپنے عاشق کا جلانا تمنے سیکھا تھا اگر
چار آنسو بھی بہاتے قبر پر مانندِ شمع

خامشی مین حالِ دل روشن ہو سب تب لطف ہی
بے زبانی مین کہون سوزِ جگر مانندِ شمع

تیرہ بختانِ ازل پر بھی نگاہِ مہر ہو
کیجیے روشن کبھی تو آکے گھر مانندِ شمع

ابرِ باران کی طرح رونے مین کاٹی زندگی
عمر جلنے مین ہوئی اپنی بسر مانندِ شمع

کب خدا جانے چراغِ زندگی ہوجائی گُل
چاہیے انسان ہو سرگرمِ سفر مانندِ شمع

پھونکدیگی خانۂ دل کو جلیگا قصرِ تن
آتشِ غم کچھ ہوئی گر شعلہ ور مانندِ شمع

رہروِ ملکِ عدم لُٹنے سے بچتے ہین
پاس کچھ رکھتے نہین زادِ سفر مانندِ شمع

غیر کا پہلو کیا ہے گرم شاید اُسنے جاہ

آج لَو دیتا ہے پھر داغ جگر مانندِ شمع

غزل ۳	ردیفِ غین معجمہ	شعر ۱۲

لحد پہ میری جلائے جو کوئی آکے چراغ — وہ تیرہ بخت ہون کہدے ہوا بجھا کے چراغ

شرارِ آہِ شبِ ہجر بھی ہین لائقِ دید — بجا ہے گر انھین کوئی کہے ہوا کے چراغ

روان ہین لختِ دل اسطرح ساتھ اشکوں کے — کہ جیسے پانی پہ چھوڑے کوئی جلا کے چراغ

نقاب چہرے سے اُلٹے گا تو خبر یہ نہ تھی — خجل ہوا تری محفل مین آج آکے چراغ

خیال کچھ دلِ پرداغ کا بھی لازم ہے — کہان حضور چلے کعبے مین جلا کے چراغ

کلیم طور کا رستہ جو بھول بھی جائین — بتائے راہ ہر اک داغ دل دکھا کے چراغ

بجھا ہے یون دلِ پُر داغ عہدِ پیری مین — کہ جیسے گُل ہو دمِ صبح جھلملا کے چراغ

قمر کو دیکھ کے یاد آئی شکل اُس مہ کی — فلک نے دل کو جلایا مرے جلا کے چراغ

اُٹھے ہین عالمِ فانی سے ماہرو کیا کیا — ہزارون گُل ہوئے اِس کارواں سرا کے چراغ

ہم اُس گلی مین دل داغدار چھوڑ آئے
وہ جانتے ہین کوئی رکھ گیا جلا کے چراغ

نہین امید کہ آہو نسے داغ دل مٹ جائین
ہوا بجھائے گی کیا خانۂ خدا کے چراغ

غزل

گئی ہی نصف ہی شب فکرِ شعر مین ای جاہ
ابھی سے رکھدیا تمنے الگ ہٹا کے چراغ

شعر

کیا ہو شمارِ داغ کہ ہین بے شمار داغ
پہلو مین ایک دل ہے فقط ہین ہزار داغ

ہو باغبان کو قدر اگر داغ عشق کی
لالے سے مانگ لے جو ملین مستعار داغ

گُل کھا کے ناز لالے کو ناحق ہی باغ مین
یہ بھی کسی شمار مین ہین تین چار داغ

نکلا مقابلے پہ سوا سوز و نور مین
خورشیدِ حشر سے نہوا شرمسار داغ

کیا کیا ملے ہین دوست شب ہجر یار مین
مونس ہے غم رفیق محن غمگسار داغ

مرنے سے کم نہین ہے احبا کا چھوٹنا
فرقت کا دے کسی کو نہ پروردگار داغ

گھیرے ہوئے ہین حسرت و ارمان فراق مین
چارون طرف سے دل کا کیے ہین حصار داغ

اللہ ری روشنی مرے مرقد مین بعد مرگ
جل جائے دیکھ لے جو چراغ مزار داغ

ڈھیری ہی میرے خانۂ دل مین چمک دمک
اک دل کا آئنہ ہے اک آئینہ وار داغ

قاتل نے جب سے چھوڑ دیا باندھنا سپر
اب پھولون کی جگہ نظر آتی ہین چار داغ

غزل

اے جاہ کیا شگفتہ طبیعت ہو باغ مین
تازہ ابھی ہین دل پہ مرے تین چار داغ

شعر ۱۴

چھوڑتا دریا مین غصے سے جو وہ دلبر چراغ
آگ پانی مین لگا دیتا مقرر ہر چراغ

تجھسے ہو کیونکر مقابل اے پری پیکر چراغ
آفتاب حسن تو ہے صورت اختر چراغ

بعد مردن ایک تو دلسوز نکلا شکر ہے
قبر پر آکر چڑھا جاتا ہے گل اکثر چراغ

شمع رویان جہان آوارہ کرتے ہین عبث
کچھ نہ کہہ اٹھے کسی دن بزم مین جلکر چراغ

عارض پر نور سے تیری کیا یہ کسب فیض
بن گیا فرط ضیا سے کان کا گوہر چراغ

دولت حسن حسینان کی حفاظت کے لیے
زلف ہے مار سیہ اور چہرۂ انور چراغ

میری اور اس شمع رو کی گرم صحبت دیکھکر
رشک سے کیا کیا جلا ہی وصل مین شب بھر چراغ

مین یہ سمجھا جب تری فرقت مین نکلا شب کو چاند
ڈھونڈھتا پھرتا ہی تجکو چرخ بھی لیکر چراغ

کچھ نہ کچھ ہر بات مین ساقی رعایت ہی ضرور
چاہیے میخانے مین ہو صورتِ ساغر چراغ

ظلم کی لینے سزا پاتے ہمین ہین شعلہ رو
بزمِ عالم مین ہوا کس دن تہ خنجر چراغ

جان دی ہے مینے سوزِ عشقِ روی یار مین
کیون نہ تربت پر چڑھائی نور کی چادر چراغ

ہجر کی شب میری داغ دل کا اللہ ری فروغ
اکتسابِ نور اِس سے چاہتا ہے ہر چراغ

فردی دنیا مین تو روشن ہے جو ہر خلق پر
تیری پانچون انگلیان ہین ای پری پیکر چراغ

جا جب داغ دلِ عشاق کو دینے لگے
ہو گئے روشن میانِ عرصۂ محشر چراغ

غزل ٦ — ردیف ف — شعر ٩

جلوہ حق کو جو دیکھین ہون نہ باطل کیطرف
بت کرین سجدی ہمارے خانۂ دل کی طرف

میان سے کھینچنے کی نوبت بھی نہین آئی ابھی
دل کھنچا جاتا ہے لیکن تیغِ قاتل کی طرف

لطف ہو گر وصل کی شب ہو یہ حسنِ اتفاق
دل مرا تیری طرف ہو تو مری دل کی طرف

خونِ ناحق کا بھلا مین کسطرح دعویٰ کرون
حشر مین دیگا گواہی دل بھی قاتل کی طرف

کہدے اے لیلیٰ ذرا پردہ اُلٹ دے سارباں
قیس کی آنکھین لگی ہین کب سے محمل کی طرف

یاد تھا دل کے پھڑکنے کا جو ہمکو بھی مزا
بھول کر دیکھا نہ ہمنے مرغِ بسمل کی طرف

دیکھین کیا قسمت دکھاتی ہے الٰہی خیر ہو
بے طرح اُنکی نگاہین پڑتی ہین دل کی طرف

باغبان صیاد سے لڑتا ہے گر اچھا تو ہے
لوٹنے والا کوئی تو ہو عنادل کی طرف

غزل

چاہ کو پہچان لو تم تم پہ مرتا ہے یہی
ہاتھ جو رکھے ہوئے سینے پہ ہے دل کی طرف

شعر

دل بھی ہے مائل تمھاری زلفِ پیچان کی طرف
لائی ہے تقدیر اسیر سخت کو زندان کی طرف

آنکھ اُٹھتی گر ترے چاہِ زنخدان کی طرف
خضر بھولے سے نجاتی آبِ حیوان کی طرف

الفتِ مجنون مین دل کی بیقراری بڑھ گئی
لیچلا لیلی کو جذبِ ناقہ بیابان کی طرف

اور کس سے حشر مین ہو اب گواہی کی امید
دل بھی کہتا ہی مین ہون اُس آفتِ جان کی طرف

فیضِ وحشت سے ہمین صحرا مین وہ حاجت روا
ہاتھ پھیلائے ہین کانٹے میرے دامان کی طرف

دل دھڑکنے کی صدا آتی ہی ہر اک قبر سے
آؤ سننے کو کبھی گورِ غریبان کی طرف

چاند جب تم دیکھنے آتے ہو کوٹھے پر کبھی
ماہِ نو کی آنکھ رہتی ہے گریبان کی طرف

آپکے سودا زدون کے حق مین ہی آفت بہار
آفتین کھینچے لیے جاتی ہین زندان کی طرف

صحبتِ اغیار سے فرصت کہان مہلت کہان
آپ کیون آنے لگے گورِ غریبان کی طرف

فصلِ گل آتی ہی دیکھو جوشِ وحشت کی بہار
ہاتھ خود بڑھنے لگے جیب و گریبان کی طرف

جانِ مضطر دل نگہ آنسو قدم فکر و خیال
دیکھیے جسکا روان ہی کوی جانان کی طرف

جاہ دیکھو چشم جوہرین کے ظاہر ہوگئین
تھین جو حسرت کی نگاہین تیغِ جانان کی طرف

غزل ردیف قاف شعر

دنیا مین کون ہے جو نہین آشنای عشق
سر مین حباب کے بھی بھری ہی ہوای عشق

انسان ہی نہین ہے فقط مبتلای عشق
آتی ہی بانسلی سے بھی دیکھو صدای عشق

دل نے شب فراق نہ دم بھر لیا قرار
تڑپا کیا یہ زخمی تیغ ادای عشق

تحریر سرمے کی نہین چشم سیاہ مین
ہے زہر مین بجھی ہوئی تیغ ادای عشق

راہی ہوا ہے کوچہ گیسو کو دل مرا
تاریک شب ہے راہ مین مشعل دکھای عشق

تم جسکو دیکھتے ہو وہ ہوتا ہے شیفتہ
پھرتی ہے اب تو ساتھ نظر کی ہوای عشق

پرسان حال عاشق شیدا کوئی تو ہو
کس سے کرین شکایت جور و جفای عشق

کیا کیا ملی ہین ہمکو محبت کی لذتین
دل جاے لاکھ مرتبہ دل سے نہ جای عشق

عشاق جان بلب مین ذرا جا کے دیکھیے
معشوق کی نگاہ کرم ہے دوای عشق

دو دن مین لب پہ آہی گیا شکوہ فراق

غزل ۹	ای جا ہ بس یہی تھا تمھین ادعای عشق	شعر ۱۰

یار کا نام کرے ورد جو دیوانۂ عشق
گوہر اشک نہین سبحۂ صد دانۂ عشق

صاف آتی ہے صدائے لب پیمانۂ عشق
یارب آباد رہین ساکن میخانۂ عشق

نہ مٹے دل سے کبھی داغ محبت یارب
کہ اسی شمع سے پرنور ہے کاشانۂ عشق

جان دیدیتے ہین اک دل کا ہے دنیا کیا چیز
سب کچھ آسان ہے جو ہو ہمت مردانۂ عشق

یاد ہم کو بھی شب عہد جوانی آئی
اڑ گئی نیند سنا جب کبھی افسانۂ عشق

کس طرح جائے تری زلف دوتا کی الفت
یہی زنجیر تو ہے قابل دیوانۂ عشق

چڑھکے سولی پہ بھی بولا ہے انا الحق منصور
ای زہے عشق زہے ہمت مردانۂ عشق

نہ کہین لیلی و مجنون کا فسانہ احباب
اور تڑپائیگا دل کو مری افسانۂ عشق

جب کیے باغ مین وصف قد موزون معزون
قمریان بھول گئین نعرۂ مستانۂ عشق

دل سے جائیگی حسینون کی نہ الفت واعظ
کبھی خالی نہین رہنے کا یہ کاشانۂ عشق

نشہ بادۂ وحدت سے ہے عالم سرشار
ساقیا دیکھ یہ فیضِ مے و میخانۂ عشق

نالہ کرتا ہے تپِ غم سے دل اپنا جل کر
رات دن پھونکتا ہے ناقوسِ صنمخانۂ عشق

دیکھا اُٹھتے جو بگولے کو تو سمجھا مجنون
خاک اُڑاتا ہے کوئی دشت میں دیوانۂ عشق

سیکڑون آرزوئین دل ہین ہین لاکھون ارمان
خوب آباد ہے مہمانون سی کاشانۂ عشق

جا لگنے سے کہین بے لطف نہو جای مزاج
آپ آرام کرین ہم کہین افسانۂ عشق

تجکو الفت سے علاقہ نہین جیسے ناصح
مہربان ہم بھی یونہی تھے کبھی بیگانۂ عشق

دل یہ لیجائین نہ کیون داغ محبت عاشق
راہداری کو ہے کافی یہی پروانۂ عشق

پیشوائی کو مری آئیگا مجنون لے جاہ
لے گئی دشت مین گر ہمتِ مردانۂ عشق

غزل ۹ | ردیفِ کاف تازی | شعر ۱۱

پہونچا نہ اثر آہ کا اُس رشکِ قمر تک
ہم شام سے تڑپا کیے فرقت مین سحر تک

تا قبر رہے ساتھ جنازے کے احبا
اعزاز سے مہمان کو پہونچا گئے گھر تک

سُنتے ہین بُری ہوتی ہے تاثیر نظر کی
اُس مہرِ درخشان کو فلک سے نہ قمر تک

سب مست ہین گلشن مین تری چال سے ساقی
بہکی ہوئی پھرتی ہے شمیم گُلِ تر تک

رکھا مری وحشت نے مجھے قیدِ لحد مین
احباب نے ڈر کر نہ بنایا کوئی در تک

جھیلی ہے بہت وادیِ غُربت کی مصیبت
پہونچا دے اب ای خانہ بدوشی مجھے گھر تک

اُن آنکھون کا ایما ہے مرے دلکو چرا کر
یہ مال تو ہاتھ آگیا اب ور کا گھر تک

چوٹی کے تصور مین پریشان ہوئے کیا کیا
اُلجھا کیا دل ہجر کی شب پچھلے پہر تک

طوفانِ یمِ اشک اُٹھا ہے قدِ آدم
اب پانی ہی پانی ہے مرے دیدۂ تر تک

جب سے مجھے گلچین نے کیا قید قفس مین
کلیان بھی نہ پھوٹی تھین نکلے تھے نہ پر تک

گلزار مین گل ہی نہین مشتاق تمہارے
نکلی ہے اسی شوق مین بوئے گُلِ تر تک

غیرون کا تو کیا ذکر جو چھُو لیتا ہون بالے
کچھ کان مین کہدیتے ہین چُپکے سے گُہر تک

جلتا ہون کہ دربان بھی نہین روکتے اسکو
یہ خوف چلا آتا ہے سایہ ترے در تک

اشکون سے لگی ہاے بجھائی نہین جاتی
اب پہونچی ہے یہ آگ مرے دل سے جگر تک

گر ضعف نے تاثیر دکھائی پس مردن
تا کوچۂ دلدار نہ پہونچے گی خبر تک

زخمی کو ترے دیکھنے آتا نہین کوئی
عنقا ہوئے مالکون کے لیے تار نظر تک

غزل [۹]

مضمون تو بہت ملتے ہین ای چاہ دم فکر
بے لطف کیے دیتا ہے ہر شعر کو تیرک

شعر [۱۱]

انتہا ہوگئی ضبط غم فرقت کب تک
اب چھپائے سے چھپے راز محبت کبتک

ضد ہے مجکو بھی نہ مانگونگا دعائے شب وصل
مین بھی دیکھون نہین جاتی شب فرقت کبتک

اٹھیے دو چار قدم حشر مین اب چلیے بھی
راستہ دیکھے قیامت کا قیامت کبتک

تو یہ شوخی کبھی رہنے دی جو پردے مین تمھین
دیکھین چھپتی ہی چھپانے سے یہ صورت کبتک

تھک گیا ہون نہین ہمت رحم کر اے وحشت دل
طے کرین پانون مرے وادی الفت کبتک

ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے ضبط کرے
روز تو ظلم ہے پھر ہو نہ شکایت کبتک

دل جو ہی صاف تو دیکھین ہی گے اُسکا جلوہ
نظر آئیگی نہ آئینے مین صورت کب تک

آچکے موت نکلجائے کہین دم یارب
جھیلین عشاق جدائی کی مصیبت کبتک

مَوت تو آئیگی گر آپ نہین آتے ہین
نہ ٹلیگی یہ بلاے شبِ فرقت کبتک

کچھ بھروسا نہین گر غیر ہوا بھی دلسوز
روئے گی مجکو یہ شمع سرِ تربت کبتک

مہربان کب ہو وہ بُت کوئی بھلا کیا جانے
دیکھین برگشتہ ہے جاہ کی قسمت کبتک

غزل ۹۲ ردیف کاف فارسی شعر

پھنک رہا ہون یہ بھڑک اُٹھی ہی میرے تن مین آگ
جسم میرا پیرہن مین ہی کہ پیراہن مین آگ

سوزِ داغِ ہجر سے جلتا ہون ہجرِ یار مین
صورتِ مجمر ہی میرے بھی دلِ روشن مین آگ

جسم بھی جلنے لگا سوزِ فراقِ یار سے
داغِ دل سینے مین یون ہے جیسے ہو گلخن مین آگ

صورتِ خورشید جلنا تھا مری تقدیر مین
استخوان کے بدلے پیدا کی ہے میرے تن مین آگ

بعد مُردن بھی نہ راحت سوزِ فرقت سے ملی
داغ دل جلتے ہین تربت مین کہ ہے مدفن مین آگ

بیٹھکر پردے مین ہردم جھانکنا اچھا نہین
آتشِ رُخ سے نہ لگ جائے کہین چلمن مین آگ

کیا حقیقت ہے قفس کی مین اگر نالے کرون
موم ہو آہن یہ بھڑکے قلعۂ آہن مین آگ

ہجر کی شب ہے یہ اشکِ گرم کی تاثیر جاہ
تا گریبان جل گیا ایسی لگی دامن مین آگ

غزل ۹۳ — ردیف لام — شعر ۵

گُل کے چہرے سے اُڑا رنگ بیانِ بلبل
باغبان دیکھ یہ تاثیرِ فغانِ بلبل

رنگ پر کُنجِ قفس مین ہے بیانِ بلبل
بند ہوتے ہی کُھلی اور زبانِ بلبل

قصے گلشن کے بھی سُننے کے ہین قابل صیاد
کم نہین شرحِ گلستان سے بیانِ بلبل

باغ مین کانٹون کا رہنا نہین اچھا صیاد
تیز نشتر ہین یہ ہر رگِ جانِ بلبل

پوچھ تو دیکھ گلستان کی حکایت صیاد
خوب گُل کترے گی مقراض زبانِ بلبل

ہاے کس رنگ سے تڑپی ہے چھُری کے نیچے
دیکھنے والے پھڑک تے تھے بسانِ بلبل

دم نکلتا ہے اگر ٹوٹتا ہے ایک بھی پھول
ہر گُل تر مین ہے کیا رشتۂ جانِ بلبل

سرو و شمشاد پہ آوازے کسا کرتی ہے
صورتِ سیفِ دو دستی ہے زبانِ بلبل

ہے دل عاشقِ مہجور کے مانند اُداس
شامِ مُرغانِ قفس صبحِ خزانِ بلبل

غزل ۹۴

کبھی سامان رہائی کے بھی ہو جائینگے
جاہ یاور جو ہوا بختِ جوانِ بلبل

شعر ۱۳

یارب جو ایک دم نہین لیتا قرار دل
تیغِ نظر سے کس کی ہوا ہے فگار دل

کیا کیا شبِ فراق ہوا بیقرار دل
آئے کسی پہ اب تو نہ پروردگار دل

جو چاہے دے سزا ہمین تقصیر تو ہوئی
رُوکا بہت پر آہی گیا تجھپہ یار دل

کس دل جلے نے ہجر مین کھینچی ہے آہِ گرم
کیون رکھکے ہاتھ دیکھتے ہو بار بار دل

پہلو مین بھی نشان نہین ملتا غضب ہوا
کیا جانیے کہان ہے شب ہجر یار دل

شانہ کیا جو غیر نے گیسوے یار مین
بالون کے ساتھ ٹوٹ گئے بیشمار دل

منت بھی پھر کرین تو نہ مانون نہ دو دن اُٹھین
ہو لطف پھیر دین جو مجھے ایک بار دل

جاتا ہے دوڑ دوڑ کے کوچے مین یار کے
روکا کرون مین لاکھ سنبھالون ہزار دل

قابو مین تو رہیگا نہ حورون کو دیکھکر
مجکو ذرا نہین ہے ترا اعتبار دل

گر جانتا کہ طالب دل ہونگے اس قدر
کہتا خدا سے دے تو مجھے بیشمار دل

اب جی مین ہے کہ رنج اُٹھانیکے واسطے
لے لون تو ہون ہے دین جو مجھی مُستعار دل

سر سے اگر اتار تو ہان آبرو بڑھے
اپنی نظر سے تو نہ ہمارا اتار دل

غزل

اے جاہ ترک رسم محبت کا رنج کیا
دکھلائے گا ابھی تو تماشے ہزار دل

شعر

سامنے آتا نہین وہ یار جانی آجکل
پردے مین رکھتی ہے اُسکو لن ترانی آجکل

تر ہون کیونکر تشنہ کامان محبت کے گلے
خشک ہے اُس شوخ کے خنجر کا پانی آجکل

عاشقون کے سر پہ نازل کیا بلا ہوگی کوئی
تم جو اوڑھے ہو دوپٹہ آسمانی آجکل

لیتے ہین عاشق دہن کے بوسے جب کرتے ہو بات
مُنھ کی کھلواتی ہے یہ شیرین بانی آجکل

دیکھیے تاثیر موزون کرتے کرتے وصفِ تیغ
آگئی اپنی طبیعت مین روانی آجکل

شش جہت مین ہر طرف پھیلا ہوا ہی دامِ فکر
صید کیونکر ہون نہ مرغانِ معانی آجکل

تم نہ دیتے گر سہارا اپنے آنے کا ہمین
اور بھی قوت پکڑتی ناتوانی آجکل

بات کرنے کی قسم کھالی ہی سب سے یار نے
مُنھ کے بوسے لے رہی ہی بیزبانی آجکل

سیکڑون مرتے ہین تجھپر دم ترا بھرتی ہی خلق
کم نہین تُوار سے تیری جوانی آجکل

سوزشِ داغِ جگر رونے سے ہوجاتی ہی کم
مرہم کافور ہے اشکون کا پانی آجکل

صبحِ پیری کی طرح ہی یاس و حرمان کا ہجوم
رُوپ بدلے ہی مری شامِ جوانی آجکل

اُنکے کوچے سے ہین کوئی اٹھا سکتا نہین
کام آتی ہے ہماری ناتوانی آجکل

تیری زلفِ عنبرین سے یان معطر ہی دماغ
ہوتی ہے صندل سے پیدا سرگرانی آجکل

عاشقونکی جان اب لیتا ہے جوبن کا اُبھار
سر اُٹھائے ہے بہت اُنکی جوانی آجکل

سلکِ گوہر سے لڑا ای چشمِ اشکونکی لڑی
موتیون کی آبرو پہ پھیر پانی آجکل

ظلمتِ شامِ غریبی بڑھتی ہی جاتی ہی روز
آگئی ہے اس سیاہی مین روانی آجکل

شکلِ سایہ جاہ اب بستر لگانا چاہیے
کیجیے اُس بُت کے در پر پاسبانی آجکل

غزل [۹۶] | ردیفِ میم | شعر [۱۲]

اچھا اُٹھاؤ ہاتھ نہ ظلم و جفا سے تم
محشر مین کیا کہوگے مِری جان خدا سے تم

بالون کا بَل نکل نہ سکیگا کسی طرح
الجھو بہت نہ شانۂ وزلفِ دوتا سے تم

قامت نے اب تو اور قیامت اُٹھائی ہے
فتنہ لقب تھا پہلے بھی جب تھے ذرا سے تم

کس مین وفا کا رنگ نکلتا ہے دیکھ لو
خونِ شہیدِ ناز ملاؤ حنا سے تم

اچھی نہین سکوت کی عادت یہ ای بتو
باتین کروگے حشر مین کیونکر خدا سے تم

بیہوش مین نہون جو نہ شرماؤ وصل مین
بگڑو ن مین بیخودی سے لڑو گر حیا سے تم

حیلہ بھی کوئی چاہیے عاشق کے قتل کا
نادم کہین نہو ستم نا روا سے تم

نالون مین عاشقون کے جو کچھ بھی اثر نہین
بیچین کیون ہوئے مری آہ رسا سے تم

کہتے ہین وہ کہ کہکے بھی دیتا ہی کوئی جان
کھاتے ہو زہر کھالو ہماری بلا سے تم

بچپن سے عاشقون پہ چھری تیز ہی رہی
کرتے ہو انتہا کے ستم ابتدا سے تم

محشر مین لطف ہے کہ ہو بالواسطہ کلام
ہم تمسے عرض حال کرین اور خدا سے تم

غزل

وہ ظلم سے نہ ہاتھ اٹھائین نہین سہی
اے چاہ باز آؤ نہ اپنی وفا سے تم

شعر

جھکین گے صورت ابرو نہ اب کسی سے ہم
اٹھائے لیتے ہین لو ہاتھ بندگی سے ہم

وہ ناتوان ہین کہ دوش صبا پہ جائیگی لاش
غبار بن کے اٹھینگے تری گلی سے ہم

اُٹھا کے عشق مین صدمے قسم یہ کھائی ہے
کہ بھول کر نہ لگائینگے دل کسی سے ہم

ہماری جان ادا تیری ایکدن لیگی
گلے کو کاٹینگے اپنے اسی چھری سے ہم

لگا دی مُہرِ خموشی دہن پہ حیرت نے
کہینگے حالِ شبِ وصل کیا کسی سے ہم

نہ ہاتھ اوچھے لگانا وگرنہ اے قاتل
ہنسینگے زخم کہے دیتے ہین ابھی سے ہم

خدا کے واسطے پردے سے اب نکل آؤ
کہان کی شرم کہ جاتی ہین اب تو جی سے ہم

زمانے بھر کے بکھیڑے لگے ہین جان کو ساتھ
بہت ہی تنگ ہین ای جاہ زندگی سے ہم

غزل ۹۱ ردیف نون شعر ۸

اُٹھالی خاک اگر تو ای بتِ لیلیٰ پہ چٹکی مین
سوا اکسیر سے مٹی کی ہو تو قیر چٹکی مین

بھلا ای سوزِ فرقت یہ تو ہو تا تیر چٹکی مین
پگھل جائے جو لون لوہے کی بھی زنجیر چٹکی مین

اجازت دو دلِ نخچیر پرمانے کی اے ظالم
لبِ سوفار سے پرسان ہے ہر دم تیر چٹکی مین

تری آنکھون مین سرمہ یون ہے اے کمان ابرو
دباتا ہے قدرانداز جیسے تیر چٹکی مین

گرہ تم اپنی چوٹی کی جو کھلواؤ گے عاشق سے
دیارِ شام کی آجائے گی جاگیر چٹکی مین

بجا کر چٹکیان اُسنے اڑائے ہوش عالم کے
اثر جادو کا پایا صورتِ تقریر چٹکی مین

سرِ محفل فروغ حسن کا دعویٰ جو کرتی ہے
پکڑتی ہے زبانِ شمع کو گلگیر چٹکی مین

جگر مین پڑ گئے سوراخ چٹکی کی صدا سنکر
دبائے بیٹھے تھے اے جان کیا تم تیر چٹکی مین

تعجب کیا ہے ای مانی جو فوراً جان پڑ جائے
اگر لے وہ مسیحا کاغذِ تصویر چٹکی مین

غزل

مہوس کیمیا کا نام بھی پھر لے نہ بھولے سے
اگر اے جاہ ہو خاکِ درِ شبیر چٹکی مین

شعر

نہ پوچھو کس لیے گردن جھکائے بیٹھے ہین
کسی کی تیغ ادا دل پہ کھائے بیٹھے ہین

کسی حسین سے جو دل لگائے بیٹھے ہین
وہ ہاتھ جان سے گویا اٹھائے بیٹھے ہین

ذرا تو صبر کر ای دل مین کس طرح تڑپون
کہ وہ ابھی مرا سینہ دبائے بیٹھے ہین

پھٹکنے پاتی ہے کب پاس اس پاس اُنکے | جو آسرا ترے در پر لگائے بیٹھے ہین
امیدِ وصل گئی جان دون نہ مین کیونکر | کہ اب قسم وہ نہ ملنے کی کھائے بیٹھے ہین
نظر کے سامنے ہر دم ہے ابروِ صیاد | چھری سے آنکھ عنادل اڑائے بیٹھے ہین
حجاب شرط ہے چھیڑو نہ وصل کا قصہ | کہ چار غیر بھی صحبت مین آئے بیٹھے ہین
صد آفرین مری قاتل کے دست و بازو کو | کہ بخیہ گر بھی سب آنکھین چرائے بیٹھے ہین
نہین ہین بزم مین یہ بے حجابیان اچھی | ذرا سنبھلیے کہ اپنے پرائے بیٹھے ہین

غزل

اب اُنکے کوچے مین آتا ہی جو وہ کہتا ہی
کہ آج جاہ بھی بستر لگائے بیٹھے ہین

شعر

وہ جو کہتے نہین کچھ دلمین لیے بیٹھے ہین | ہم بھی خاموش ہین مُنھ اپنا سیے بیٹھے ہین
ہجر مین بھی ہمین آرام کا پہلو ہی نصیب | تجکو آغوشِ تصور مین لیے بیٹھے ہین
زہد اور توبہ مے موسمِ گل مین کیا خوب | آج کچھ حضرتِ واعظ بھی پیے بیٹھے ہین

مرتے ہین نام پہ شمشیرِ ادا کے عاشق
تیری تلوار پہ سب جان دیے بیٹھے ہین

بیدلون پر جو گذرتی ہے اُسے کیا جانین
چین سے آپ تو دل سبکے لیے بیٹھے ہین

ہجر مین تجکو نکلنا ہے نکل جا اے روح
پہلے ہی سے تجھے ہم صبر کیے بیٹھے ہین

منھ سے نکلیگا نہ شکوہ جو خدا نے چاہا
دل سے یہ عہد یہ پیمان کیے بیٹھے ہین

غزل

اپنے ہاتھون سے وہ دیتے ہین قیبونکو شراب
جاہ ہم خونِ جگر اپنا پیے بیٹھے ہین

شعر

باتون کا کچھ سواد نہ شغلِ شراب مین
طاعت کو شب تجھے یہ ملی ہی شباب مین

گردش وہ دے رہے ہین نگہ کو نقاب مین
اک برق ہی کہ کوندرہی ہے سحاب مین

دل کیا اسیرِ گیسوے پرپیچ ہوگیا
اور اک گرہ پڑی ترے بندِ نقاب مین

لیتے ہین سربلند سہارا کسی کا کب
ہوتا نہین ستون مکانِ حباب مین

اُلٹو نقاب چہرے سے میلی ہو چاندنی
آج ایک داغ اور لگے ماہتاب مین

باتین جو تمنے کہین تو بڑا عقدہ کھُل گیا
سب کو کلام تھا دہن لاجواب مین

سچ ہے بُری بلا ہے جوانی کا بھی خمار
آنکھون سے سوجھتا نہین کچھ بھی شباب مین

اپنی تڑپ کا کس کو تماشا دکھائے گا
اے دل ذرا ٹھہر کہ ابھی ہین وہ خواب مین

بُندا جو بعدِ غُسل کیا تمنے زیبِ گوش
غوطے لگائے حسن نے مُوتی کی آب مین

دیکھا جو چاند ابر مین سمجھا شبِ فراق
چھالا پڑا ہے یہ کفِ دیوِ سحاب مین

آلودگی سے پاک سبکروح ہین مُدام
پانی کبھی بھرا نہین جامِ حباب مین

غزل ۱۰۲

اے جاہ سر کے بال بھی اب ہوچکے سفید
کچھ مُوشگافیان کرو فکرِ خضاب مین

شعر ۱۱

تاثیر اِس قدر تو ہوئی میری آہ مین
بجلی سی کوندتی ہے کسی کی نگاہ مین

گو سُرمہ کردیا ہے مجھے پیس پیس کر
پھر بھی کھٹک رہا ہون فلک کی نگاہ مین

پوچھے تو مجھسے داورِ محشر بتون کے ظلم
دفتر بھرے ہوئے ہین دلِ دادخواہ مین

خلوت کا گھر تھا دل تو وہان آرزو ہی اب | بہتر یہ ہے کہ یار کو رکھون نگاہ مین
احسانِ غیرون یہ گوارا نہین مجھے | کیون عذر کو شریک کرون مین گناہ مین
ایمان و دین بھی دل کی طرح ہو گئے تباہ | کیا قافلہ لُٹا ہے محبت کی راہ مین
عاشق کو تیرے غیر سمجھتا ہے پاسبان | اچھا تو ہے رہے وہ اِسی اشتباہ مین
انکارِ بوسہ کرکے مِرا دل نہ توڑیے | رکھیے امیدِ مرحمت گاہ گاہ مین
نقشِ قدم سے ہوتے ہین پامال سکڑون | سکّے بِٹھاتی ہے تری رفتار راہ مین
سبزے کو دیکھتے ہین حسین چاند دیکھکر | کاہیدہ ہوکے مین بھی ملونگا گیاہ مین

غزل

دونون طرف دو نین پھرا ہی غبار جاہ
اب خاک اُڑ رہی ہی محبت کی راہ مین

شعر

وحشت نے گُل کھلائی ہین کیا کیا بہار مین | صحرا مین خار داغ ہین ہم لالہ زار مین
کیا آبرو ہے الفتِ دندانِ یار مین | الماس کی چمک ہے دلِ بیقرار مین

آتا نہین ہے فرق مثالِ حنا کبھی | یکسان ہے اپنا رنگ خزان و بہار مین

اُنکی گلی مین لے ہی گئی بیخودی مجھے | مجبور تھا کہ دل نہ رہا اختیار مین

ہمنے کیا حساب جو ایامِ عمر کا | اُتنے ہی کم تھے بڑھ گئے جتنے شمار مین

ظاہر ہے صاف خندہ دندان نما کی شکل | تیری ادا ہی تو فقط ہے انار مین

چھالا کسی کے پانؤنکا دیکھا جو پھوٹتے | مین دل پکڑ کے بیٹھ گیا کوے یار مین

یادِ غمزہ نے اور بھی دیوانہ کر دیا | ہم تنکے چنتے پھرتے ہین فصلِ بہار مین

اُس شوخ کے جو دستِ حنائی کا ہے خیال | بھڑکی ہوئی ہے آگ دلِ بیقرار مین

اچھا ہوا کہ مل گئی قسمت کی تیرگی | پیوند چاہیے تھا شبِ ہجرِ یار مین

چھوڑینگے کارِ خیر کسی حال مین نہ ہم | بیعت کرینگے دستِ سبو پر خمار مین

پوچھے گا کون میرے گناہون کو روزِ حشر | گنتی کے لوگ آئینگے زاہد شمار مین

ممکن نہین اُٹھائے مجھے آسمان بھی | بیٹھا ہون شکلِ نقشِ قدم کوے یار مین

غزل	مانندِ زلفِ یار پریشان تھا وقتِ فکر اے جاہ نظم کی یہ غزل انتشار مین	شعر

رشک سے جل جائے برق ای آسمان برسات مین
اُنکے کانون کی جو تڑپین بجلیان برسات مین

جوشِ گریہ دیکھکر کرتے ہین اقرارِ وصال
وصل کی دیتے ہین وہ ہمکو زبان برسات مین

قبرِ عاشق پر بہاتا چار آنسو اور کون
ہان کبھی رونے کو آئین بدلیان برسات مین

کیا وفورِ گریہ مین آہین مری باندھین ہوا
سر اُٹھا سکتی نہین ہین آندھیان برسات مین

کس صفائی سے مِرے رونیکا وہ کرتے ہین وصف
ہو گئی ہے خوب ہی شستہ زبان برسات مین

پونچھکر آنسو جو پھینکے سے اُڑی آنکو ہوا
بنگئے دامن کے ٹکڑے بدلیان برسات مین

رونیکی حالت مین کیونکر دل سے آہین ہون بلند
آسمان پر جا نہین سکتا دھوان برسات مین

تجھسے کیا کیا بدلیان برسی ہین گرجا ہے عدو
تھم گئی ہے کچھ جو چشمِ خونفشان برسات مین

چشمِ تر رکھتے ہمارے خانۂ دل کا خیال
بیٹھ جاتے دیکھے ہین اکثر مکان برسات مین

فرقتِ ساقی مین جاری اشک ساے شرر
فیضِ گریہ سے ہوئی سرسبز میری دلکے داغ

چشم تر نے بے محل کین گرمیان برسات مین
جوش پر آئی بہارِ بوستان برسات مین

غزل

جاہ بخت دل روان یون اشک کے ہمراہ ہین
جسطرح دریا مین چھوٹین کشتیان برسات مین

شعر

بلند مرتبہ ہون گرچہ خاکسار ہون مین
ترے قدم سر گردون ہے وہ غبار ہون مین

شباب مین دلِ پژمردہ میرا کہتا ہے
خزان نصیب گلِ موسمِ بہار ہون مین

دوبارہ اُسنے نظر کی جو میری دل کی طرف
پکار اُٹھا ترا کھیلا ہوا اُسکا رہون مین

بنا ہون عبرت و حسرت کا دہر مین پتلا
خموش صورت شمع سرِ مزار ہون مین

وہ دل ہون جس سے بغل گرم ہے حسینونکی
وہ آئنہ ہون کہ پیشِ نگاہِ یار ہون مین

نشانِ لشکرِ غم رایتِ سپاہِ الم
خدیوِ عشق محبت کا شہریار ہون مین

بجھون تو دل ہون سلگ جاؤن گر تو حسرتِ عاشق
جلون تو آتشِ فرقت کا اک شرار ہون مین

وہ آرزو ہون کہ اُسکی جگہہ ہے ہر دل مین
وہ دل ہون جو کہ اُجڑا ہوا دیار ہون مین

وہ اشک ہون کہ جگہہ تمنے دی ہے دامن پر
تمھاری آنکھونسے گر کر بھی ذی وقار ہون مین

وہ خار ہون کہ تُلا ہون نظر مین کانٹونکی
وہ پھول ہون کہ گلون کے گلے کا ہار ہون مین

غزل

وہ منکسر ہون کہ ہے آسمان پہ میرا دماغ
وہ جاہ ہون کہ جہان بھر مین بے وقار ہون مین

شعر

خاک ہو جانے پہ بھی اس دورِ چرخِ پیر مین
ہے بگولے کی طرح گردش مری تقدیر مین

تیری شوخی کا اثر پیدا ہے تیرے تیر مین
چٹکیان لیتا ہے رہ رہکر دلِ نخچیر مین

کہدو مجنون سے لکھے لیلی کو گردشت کا حال
چشمِ آہو کی سیاہی صرف ہو تحریر مین

مر کے نکلے آج کس وحشی کے زندان سے قدم
ہُو کا عالم ہے جو یارب خانۂ زنجیر مین

جانبِ اغیار غیرت سے کبھی کرتا نہ رخ
لطف تھا یہ نوک گر ہوتی تمھارے تیر مین

وصف اُس خورشید رو کی جب کیے مینے رقم
آفتابی دائرے کھنچنے لگے تحریر مین

پای لاغر پر مرے زندان مین ہی دہانکو شک
کونپلین پھوٹی ہین شاید دانۂ زنجیر مین

وصل کی شب لٹ سلجھانے مین کٹجاتی اگر
اور یہ اک پیچ بڑھ جاتا مری تقدیر مین

سخت جانی نے کیا نادم مجھے ہنگام قتل
دستِ قاتل شل ہوئے بل آگیا شمشیر مین

کور باطن کو نہین چشمِ بصیرت سے غرض
نور دل پھر بھی نہ دیکھا دیدۂ زنجیر مین

کھینچ سکا نقشہ نہ تیری شوخیِ تقریر کا
بات اتنی رہگئی مانی سے بھی تصویر مین

تیر جو تو نے لگایا پھر نہ نکلا حشر تک
نکلے حسرت رہ گیا پیکان دلِ نخچیر مین

غزل

شعر

جان دی ہی عشقِ ابروئے صنم مین ہمنے جاہ
چاہیے تربت ہماری کوچۂ شمشیر مین

پسِ مُردن بھی تڑپا ہے دلِ اندوہگین سون
رہا ہی زلزلہ برسون ہلا کی ہی زمین برسون

جو رونے بیٹھے فرقت مین اٹھایا نوح کا طوفان
نہ سرکی دیدۂ گریان سے اپنی آستین برسون

اگر سے اٹھ اٹھکے ہم ہر ہر قدم پر دشتِ وحشت مین
تلاشِ یار مین گر نکلے ناپی ہے زمین برسون

جہان اندھیر تھا عاشق کو آنکھونکی الفت مین
پھرا کی ہے نگاہون مین وہ چشمِ سحرگین سون

بڑے تم لینے والے دل کے نکلے گھر کا رستہ لو
مکان بھی چھین لیتے ہین جو رہتے ہین مکین سون

مثالِ آسیا بیٹھون اگر مین کنجِ عزلت مین
پھرائے گردشِ قسمت مری مجکو وہین سون

نصیحت قیس کی مانی نہ اصلا تیری الفت مین
دلِ وحشی کو سمجھایا کیا یہ ہمنشین سون

ہوا کچھ نام ہی روشن نہ کچھ جوہر کھلے میرے
مین اپنے گھر مین بیٹھا جم کے بھی شکلِ نگین سون

دمِ فکرِ سخن مضمون اونچے ہاتھ آتے تھے
رہی بالا فلک سے میری غزلونکی زمین سون

دلِ ویران کا میرے کوئی خواہان اب نہین ہوتا
رہی گھر ہی خوشی سی جسمین رہتی تھی حسینن سون

بھلا یوسف نے تیری چاہ کا دم تو وہ یوسف ہے
رہا نازان تری صورت پہ صورت آفرین سون

جگر مین داغِ الفت یہ تون گھر کرکے رہا ہے
نہین مٹتا ہے یہ بھی صورتِ نقشِ نگین پر سون

مٹا تقدیر کا لکھا نہ اصلا لاکھ سر پٹکا
رہی وقفِ درِ دلدار ہی اپنی جبین سون

فرشتون کو حسابِ عمر دینے مین ملا لونگا
نہ اس جھگڑے بکھیڑے مین گیا رین آئین کہین سون

نہ دی خالق کسی کو خالِ عارض کا ترے سودا
گرہ پڑکر یہ دل مین پھر نکلتی ہے نہین ہر سون

حیا آلودہ وہ نظرین نہ بھولین آنکے عاشق کو
چھبا کی دل مین نشتر سی نگاہ شرمگین ہر سون

غزل

زبان دیکر پلٹنا دمبدم ہم چاہ کیا جانین
اگر ہان ہے تو ہان ہی گر نہین ہے تو نہین ہر سون

شعر

گئی تا لامکان آہِ دلِ اندوہگین ہر سون
بپا محشر رہا ہر سون بلا عرشِ برین ہر سون

تمھارے ہجر مین کھینچی ہے آہِ آتشین ہر سون
پھکا ہے آسمان سون جلا کی ہی زمین ہر سون

وفورِ اشکِ خونین کی حقیقت ہو بیان کیونکر
رہی ہی خونچکان آنکھون کی صورت آستین ہر سون

ہمین مجنون بتا ئیگا بھلا کیا عشق کی راہین
اسی صحرا کی ہمنے بھی تو پائی ہے زمین ہر سون

ہوا جب نظم اچھا شعر ہمسے مست ہون پھر کے
کہا کی آفرین خود طبعِ مضمون آفرین ہر سون

اسے کہتے ہین ضبطِ عشق الفت اسکو کہتے ہین
سمجھکر انکی بدنامی نہ آہین ہمنے کین ہر سون

وہی دل ہے جو مشتاقِ جمالِ خوبرویان تھا
وہی آنکھین ہین جو چشمِ خوبون سے جو لڑتی ہین ہر سون

یہ دیکھو رشک لائے وہ رقیبوں کو جو مرقد پر — جلا کی میری دل کی طرح تربت کی زمین سون

خیالِ شاہدِ معنی نہ نکلا مدتوں دل سے — رہی فکرِ سخن میں طبعِ مضمون آفرین سون

حسینوں کی نگاہیں ہیں نہ بھولونگا قیامت تک — یہ وہ چھریاں ہیں دل تک میری جو چلتی ہیں یہیں سون

وہ ٹھہرے عاشقوں کے خانۂ دل میں تو یوں ٹھہرے — کہیں دم بھر کہیں دن بھر کہیں شب بھر کہیں سون

عزیزِ دل ہا بعدِ فنا بھی ہیں وہ یوسف ہوں — لحد پر میری آئے فاتحہ پڑھنے حسین سون

وفورِ شرمِ عصیاں کیا کہوں بس مختصر یہ ہے — کفن سے منھ چھپائے میں رہا زیرِ زمین سون

نہ ہو یارب کسی کو عشق آنکھ موئے مژگان کا — یہ ہے وہ پھانس جو چھد کر نکلتی ہی نہیں سون

دلِ عشاق ای جان تو رتن میں جڑ کے دیکھو تو — دکھائینگے ترے ہیرے کی صورت نگین سون

نہ نکلا آنکھ سے باہر سرشکِ نازپرورده — رہا آغوشِ مادر میں یہ طفلِ نازنین برسون

ہوا ہے وصل اس بت سے ہمیشہ بعد رنجش کے — خطِ قسمت پہ کھینچا کی ہے خط جبین جبین سون

بہت ہی کام آئی ناتوانی ہجرِ جانان میں — دبایا کی مرے بازو کو میری آستین سون

دہن کا تیرے نقشہ کھینچدے کیا مُنہ ہے مانی کا
رہا حیرت مین جب نقاش نقشِ اولین سون

غزل ۱۰۹

اُٹھائے ہین جو ہمنے جاہ صدمے اُنکی اُلفت مین
نہ بھولا ہے نہ بھولیگا دلِ اندوہگین سون

شعر ۱۰

کہتے ہین آوازے ہمپر دیکھکر رُوتا ہمین
وہ بھی رُسوا ہون الٰہی جو کرین رسوا ہمین

دل جو قابو مین رہا تو وصل مین پوچھینگے ہم
تم کہے جاؤ رقیبون مین بُرا اچھا ہمین

یون تو پہلے ہی سے تھا نامِ خدا اُنکو غرور
اور بھی کھینچتے ہین اب وہ جان کر شیدا ہمین

آئنہ کہتا ہے ہمسے بڑھکے ہوگا کون صاف
دل مین دی ہمنے جگہ جسنے ذرا دیکھا ہمین

موسمِ گُل کی خبر دے اُن کو جو آزاد ہین
ہم قفس مین ہین نہ ای بادِ صبا تڑپا ہمین

ہم بھی بے پوچھے نہین رہنے کے قصہ طُور کا
مِل گئے رستے گلی مین گر کبھی موسیٰ ہمین

اِس قدر بھی بیقراری ہجر مین اچھی نہین
چین لینے دے ذرا اب ای دلِ شیدا ہمین

ناتوانی لاکھ رُوکے ضبط مانع ہو ہزار
بیخودی پہونچا ہی دیگی ہے جہان جانا ہمین

جتنا جی چاہے ستا لے محوِ حیرت جان کر | صورت تصویر مین آتا نہین شکوا ہمین

غزل ۱۱ | شعر ۱

دل سنبھالے سے کسی صورت سنبھلتا ہی نہین
چاہ بیتابی کرے گی عشق مین سودا ہمین

راضی وصال پر وہ بت نازنین نہین
بیتابیان ادھر ہین ادھر ہے نہین نہین

ابرو بھی تیغ کھینچے ہین عشاق کے لیے
آنکھین پکارتی ہین کہ دشمن ہمین نہین

لاکھون ہی قصر تن ہین تہِ خاک اے فلک
زیر زمین مکان تو بہت ہین مکین نہین

انکار ہی کے پردے مین اقرار وصل ہو
مین شاد ہون کہو جو مکرر نہین نہین

وہ تیوریان چڑھائے ہین میرے مزاج پے
اب تک نگاہِ ناز کی چھیڑین گئین نہین

لو دیتی ہے کلائی بھی دیکھو فروغِ حسن
فانوسِ شمع نور ہے یہ آستین نہین

دیکھو بقدرِ مرتبہ قسمت مین دور ہے
گردش مین آسمان کی صورت زمین نہین

اصرار مجکو وصل مین بیتابیون کے ساتھ
سنو باتون کا جواب اُدھر اک نہین نہین

اک طور ہی نہین ہے فقط جلوہ گاہِ دوست
ہر اک جگہ ظہور ہے اور پھر کہین نہین

غزل

اے چاہ اپنی فکر تو رنگین ہے مگر
افسوس ہے یہی کہ شگفتہ زمین نہین

شعر

نہ داخل اہلِ دین مین ہون نہ رندون مین شامل ہون
نہ جنت ہی کے لائق ہون نہ دوزخ ہی کے قابل ہون

وفورِ نشہ مین گرہا تھر پڑتا ہے تو ساغر پر
جسے ہی عینِ غفلت مین بھی ہشیاری وہ غافل ہون

حقیقت داغِ الفت آپ ہی اپنی بتاتا ہے
صدا آتی ہے سینے سے چراغِ خانۂ دل ہون

ہزارون باتین میری خامشی مین بھی نکلتی ہین
دہانِ زخمِ بسمل ہون زبانِ تیغِ قاتل ہون

کسی کا داغِ الفت مٹتے مٹتے مجھسے کہتا ہے
پڑا رہنے دو مجکو مین لگا رکھنے کے قابل ہون

بنا ہون حسرت و ارمان کا پتلا وہ ری قسمت
زمانے بھر کی جتنی ہین تمنائین وہ دل ہون

زبان بھی مین نہین رکھتا یہ دیکھو مفلسی میری
تہیدستی مین بھی گویا لبِ خاموش سائل ہون

لیے پھرتا ہے سودا کو بگولا اس لق بیابان کا
قدم ٹکتا نہین ہر چند پابندِ سلاسل ہون

پھڑکنے پر مرے مقتل مین قاتل بھی پھڑکتا ہے
شریکِ حال دشمن بھی ہوا آخر وہ بسمل ہون

ندامت باعثِ رحمت ہوئی صدقے گنہ ہی کے
خدا کا شکر ہے مین بھی گنہگارون مین شامل ہون

ہر اک سے برملا چینِ جبینِ یار کہتی ہے
یہ ہے شانِ جلالی ورنہ مین اکِ [illegible] باطل ہون

تڑپنے پر دلِ بسمل کے رحم آئے نہ کیون مجکو
کلیجا ہون حسینون کا نہ معشوقون کا مین دل ہون

مقطع

یہان فضلِ خدا سے کاملینِ فن کا مجمع ہے
فقط کہنے کو مین بھی شاعرون مین جا وہ شامل ہون

شعر

بے مرے چین گھڑی بھر اُنھین آتا بھی نہین
یہ بھی فرماتے ہین ہمکو تری پروا بھی نہین

چپکا رہتا ہون تو آوازے کسے جاتے ہین
بات مطلب کی کہون گر تو وہ سنتا بھی نہین

غیر سے کر کے محبت کہین بدنام نہ ہو
دل کا دے بیٹھنا ہر ایک کو اچھا بھی نہین

لاکھ وحشت زدۂ زلفِ چلیپا ہون مین
اُنکو رسوا کرون ایسا مجھے سودا بھی نہین

سینے پر کھائین گے تلوار نگہ کی عاشق
دل اگر پاس نہین ہے تو کلیجا بھی نہین

دلِ بیمار کو بیمار کہون تو بھی بُرا
گریہ کہتا ہون کہ اچھا ہی تو اچھا بھی نہین

خُلد مین پستیٔ ہمت سے اُتر رہتے ہین
شوق اگر ہو تو بہت دور وہ کوچا بھی نہین

بولے وہ سُنکے مریضِ تپِ غم کا احوال
کیسا بیمار ہے کمبخت کہ مرتا بھی نہین

غزل ۱۱۳

نہ کھلا کچھ کہ خفا ہوگئے وہ کیون ای جاہ
حرفِ شکوہ تو زبان پر کوئی آیا بھی نہین

شعر ۱۱۴

دل مِرا مجھسے جدا کرتے ہین
کچھ سمجھتے نہین کیا کرتے ہین

دوست پھر کر نہ عدم سے آئے
نہین معلوم کہ کیا کرتے ہین

اک نہ اِک ناز سے وقتِ رفتار
سیکڑون حشر بپا کرتے ہین

کہدو نکلین مِرے دل سے ارمان
کیون خرابے مین رہا کرتے ہین

یہ نئی چھیڑ ہے کرتے ہو جفا
ورکہتے ہو وفا کرتے ہین

جان دینا ہے کسی پر مشکل
یون بہت لوگ کہا کرتے ہین

زلف کو رُخ سے ہٹاتے ہین حضور
حق سے باطل کو جدا کرتے ہین

کہین بچتا ہے مریضِ تپِ ہجر
لوگ کیون میری دوا کرتے ہین

کوئی مرقد مین نہوگا ہمدم
سب یہین ساتھ رہا کرتے ہین

ہون وہ لاغر کہ مجھے شکلِ ہلال
لوگ انگشت نما کرتے ہین

تم اگر سیکڑون پردون مین چھپو
ہم تمھین دیکھ لیا کرتے ہین

ہجر مین حال یہ پہونچا میرا
وصل کی غیر دعا کرتے ہین

بولے وہ دیکھ کے میرے دل کو
ہم اسی گھر مین رہا کرتے ہین

غزل[۱۴۶]

چشمِ گریان پہ ہماری سے جاہ
روز طوفان اُٹھا کرتے ہین

شعر[۱۵]

جوہرِ ذاتی کبھی ایذا رسان ہوتا نہین
آتشِ گل سے گلستان مین دھوان ہوتا نہین

رہتے ہین سرسبز فرقت مین ہمیشہ دل کے داغ
یہ چمن وہ ہے کبھی صرفِ خزان ہوتا نہین

دیکھیے تحریر ہے خط مین جو حالِ ضعفِ دل
بیٹھا جاتا ہے مِرا قاصد رواں ہوتا نہین

رنگِ رُخ اُڑکر خبر دیتا ہے دردِ عشق کی
رازِ الفت کا کسی صورت نہان ہوتا نہین

مُہر ہے گویا دہن پر اُنکے رُعبِ حُسن کی
میرے قاصد سے مِرا مطلب بیان ہوتا نہین

آبِ پیکان کو ترستے ہین تمھارے تشنہ کام
بوند بھر پانی نصیبِ دوستان ہوتا نہین

قُربِ ظالم سے پہونچتا کب ہے ظالم کو اثر
تیر سے زخمی کبھی زہِ کمان ہوتا نہین

بلبلون کی تیرہ بختی کا اثر یہ دیکھیے
کوئی جُگنو بھی چراغِ آشیان ہوتا نہین

نالۂ بلبل جو سُنتے ہین تو ہنس دیتے ہین پھول
گوشِ گل کو اب یہ آویزہ گران ہوتا نہین

جلد پیشانی سے کب ہوتی ہے ظاہر سرنوشت
خط کا مطلب کچھ لفافے سے عیان ہوتا نہین

مطمئن باغِ جہان مین ہین ہمیشہ اہلِ ظلم
قطع مثلِ شاخ دستِ باغبان ہوتا نہین

تیری فرقت مین پڑا رہتا ہون مانندِ شکن
جسمِ لاغر تارِ بستر پر گران ہوتا نہین

پانوٗن پھیلاتے ہین کب پا آبروی بحر دیکھ
آبِ گوہر لاکھ بڑھ جائے رواں ہوتا نہین

تا سرِ مژگان جو پہونچے گر گئے آنکھوں سے اشک
بال جیسِ موتی مین آجائے گران ہوتا نہین

سُرخ ہو جاتا ہی چہرہ کیون خوشی سی سُنکے شعر
غازۂ عارض اگر رنگِ بیان ہوتا نہین

بندۂ زر مین حسین کیا اُنکے دل پر اختیار
مُلک مین اپنے کرائے کا مکان ہوتا نہین

شکلِ بوئے گُل لیے پھرتی ہے مجکو بھی نسیم
نازکی سے نازنینون پر گران ہوتا نہین

خامُشی بھی حالِ اُلفت مین کہدیتی ہی چاہ
یہ وہ قصہ ہے جو محتاجِ بیان ہوتا نہین

غزل — ردیف واو — شعر

پہلو مین گر سحر کو وہ رشکِ قمر نہو
کافورِ صبح مرہمِ زخمِ جگر نہو

بینا نہین ہے چشمِ بصارت اگر نہ ہو
آنکھین ہین دیکھنے کی جو نورِ نظر نہو

فرحت کا باغِ دہر مین دولت پہ ہے مدار
خندان کبھی نہ گُل ہون جو مُٹھی مین زر نہو

کہتا ہے آئنہ تری پیشانی کو رقیب
ایسا بھی سادہ لوح جہان مین بشر نہو

جوہر نہ کچھ کھلے رہے جبتک وطن مین ہم
گمنام ہے صدف سے جو باہر گہر نہو

وہ کم نصیب ہون جو نشیمن کی ہو تلاش
پیدا کسی عقیق مین شکلِ شجر نہو

یہ بھی جو بار بار پلٹتی ہے عشق مین
تقدیر عاشقون کی تمھاری نظر نہو

وہ نالہ ہون کہ اوسپہ ہمنشین زخمِ دل مرے
وہ آہ ہون کہ اُس مین ذرا بھی اثر نہو

غربت کے لطف خوب اُٹھاؤن مثالِ قیس
اے شامِ بیکسی کہین جلدی سحر نہو

کس کس ادا سے پھرتی ہی قاتل کی تیغ کے
یہ بھی کسی حسین کی ترچھی نظر نہو

پیری مین آہِ سرد مٹائے نہ داغِ دل
یہ بھی چراغ نذرِ نسیمِ سحر نہو

بولے وہ سُنکے غیر سے سر پھوڑنے کا حال
ہے ہی کہین وہی تو یہ شوریدہ سر نہو

سُنتا نہین کسی سے صفت اپنی زلف کی
منظور ہے کہ دل مین جگہ بال بھر نہو

لیتا ہے چٹکیان کوئی رہ رہکے دلمین آج
بیٹھا ہوا کسی کا خدنگِ نظر نہو

کیونکر کرون خدا سے شکایت رقیب کی
کیا جانیے وہ شوخ کدھر ہو کدھر نہو

دل جا چکا تھا بیچ مین چلمین اگر نہو		آفت کا سامنا تھا بڑی خیر ہو گئی

شعر ۱۱۶	اے جاہ فصل گل ہے چلو سوے میکدہ واعظ کی سُنکے ٹال بھی دو کچھ خبر نہ ہو	غزل ۱۱۶

غیر سے ہنس کے نہ تڑپاؤ بس اب تم مجکو		ہے نمک پاشِ جراحت یہ تبسم مجکو
دے نشانِ دہنِ یار تکلم مجکو		فکرِ بوسہ جو شبِ وصل کرے گُم مجکو
میری غیرت صفتِ اشک کرے گم مجکو		اپنی نظرون سے گراؤ جو ذرا تم مجکو
قشقہ رکھا مرے ساقی نے سرِ خُم مجکو		ہون وہ بدبخت گیا گر کبھی میخانے مین
کہین آفت مین پھنسا نا نہ وہان تم مجکو		لیے جاتے تو ہو بتخانے مین اے دیدہ و دل
بیخودی میری وہان بھی نکرے گُم مجکو		سُنکے حُورونکی صفت ڈر نہ مجھے ہے واعظ
رات بھر دُور سے گھورا کیے انجم مجکو		نالہاے شررافشان نے جلایا کیا کیا
بے چُھری ذبح یہ کرتا ہے ترحّم مجکو		تیغ کھینچو کہ مین غیرت سے کٹا جاتا ہون

میکشی کا بس مُردن نہ علاقہ چھوٹے | چاہیے قبر مین بھی خشتِ سرِ خُم مجکو
میری تربت پہ نہ آئیگا جو وہ رشکِ مسیح | نہ اُٹھون گا جو قیامت بھی کہے قُم مجکو
پھر گئی آنکھون مین آدم کی جگر کی تصویر | نظر آیا جو شگافِ دلِ گندم مجکو
صورتِ اشک زمانے مین ہون ہر اک کو عزیز | اپنی آنکھون مین جگہ دیتے ہین مردم مجکو
جب ہنسی آتی ہے آنسو بھی نکل آتے ہین | رنج کا دیتا ہے پیغام تبسّم مجکو
یار کی زلفِ رسا بڑھکے صدا دیتی ہے | وہ موخر ہون کہ ہے سب پہ تقدم مجکو
وعدۂ وصل ہون یا عہدِ وفا ہون کیا ہون | اپنے دل سے ہو بھلائی ہوئی کیون تم مجکو

غزل ۱۱

ناطقہ بند ہے وہ شعر سُنی مین اے جاہ
مین بھلائے ہون تکلم کو تکلم مجکو

شعر ۱۵

نہ دیکھا جب تہِ شمشیر کہین چین بر جبین مجکو | دہانِ زخم سے آئی صدائے آفرین مجکو
بنائے اپنا دیوانہ جو چشمِ سرمگین مجکو | لگائے ڈھیلے آنکھو نکے ہر اک ہو جبین مجکو

نہ وہ عاشق کہین اپنا جو خوفِ دادخواہی ہے
بتادے اُٹھکے محشر مین نگاہِ شرمگین مجکو

سیاہی قبر کی گھیری اگر ہے بھی تو کیا ڈر ہے
ملا ہے داغِ فرقت رُوکشِ مہرِ مبین مجکو

عبث کعبے مین جا کر مینے مشقِ جبہہ سائی کی
مٹانا تھا ترے در پر خطِ لوحِ جبین مجکو

تمھین شکوہ رقیبون سے مجھے تم سے شکایت ہے
ملا ہی رنج الفت مین کہین تمکو کہین مجکو

مثالِ توبۂ میخوار لاکھون عہد ٹوٹے ہین
بھلا کیونکر ترے وعدیکا آئے یقین مجکو

جفاؤن پر جفائین مرحبا صد مرحبا ظالم
وفاؤن پر وفائین آفرین صد آفرین مجکو

مجھے دیر و حرم کی سمت ای پائے ہوس لیچل
پڑا ملجاے دل سنتے ہی ہین شاید کہین مجکو

شبِ وصلت سُناؤنگا شبِ فرقت کا افسانہ
اگر کہنے دی اے ظالم تری چینِ جبین مجکو

نکل ای روح جب کہتا ہون صاف آواز آتی ہے
بہت ارمان بھرے ہین راستہ ملتا نہین مجکو

مضامین عرش کے پیشِ نظر ہر وقت رہتے ہین
ملی ہین خوبیِ قسمت سے آنکھین دُوربین مجکو

حسینون کا جہان مجمع نظر آیا غضب آیا
تڑپ کر دل پکارا چھوڑ جاؤ اب یہین مجکو

جزاک اللہ ای شوقِ شہادت واہ کیا کہنا | زبانِ حال سے کہتا ہے خنجر آفرین مجکو

غزل

ابھی کچھ اور زورِ طبعِ مضمون آفرین دکھلا
تری مشقِ سخن کا جاہ تب آئے یقین مجکو

شعر

وہ ہون میخوارِ دی ساقی جو آبِ آتشین مجکو
شکستِ توبہ مین آئے صدای آفرین مجکو

وہ لاغر ہون جو ہو سودای زلفِ عنبرین مجکو
یقین ہے ہتھکڑی پہنائے تارِ آستین مجکو

جو تڑپا ئیگا فرقت مین دلِ اندوہگین مجکو
اُگل دیگی دفینے کی طرح فوراً زمین مجکو

بنی جاتی ہی دم پر جس قدر وہ شوخ کھنچتا ہی
سر وہی سے نہین کم وصل مین چینِ جبین مجکو

بپیسِ مُردن نہ رکھو بارِ احسان میری گردن پر
ابھی ای دوستو سر پر اُٹھانی ہے زمین مجکو

عدم کے رہنے والے بعد مدت یاد کرتے ہین
خبر دیتی ہے ہچکی آکے وقتِ واپسین مجکو

وفورِ خاکساری سے عزیزِ خلق ہون ایسا
کہ مثلِ نقشِ پا سر پر بٹھاتی ہے زمین مجکو

تری الفت مین کیسے غیر اقارب کا لعقارب ہین
مرے بازو کا ہر رویان ہے مارِ آستین مجکو

الٰہی تیرہ بختی عشق مین اپنا اثر بدلے
بٹھائین مثلِ ابرو اپنی آنکھون پر حسین مجکو

دمِ بخیہ نہ دیکھے چشمِ سوزن بھی وہ لاغر ہون
جگہ دے اپنے کوچے مین جو چاکِ آستین مجکو

اُڑاؤن خاکِ صحرا تیری فرقت مین غمین کیونکر
ملا ناہی فلک سے دشتِ وحشت کی زمین مجکو

نشان سجدے کا تربت مین مثالِ ماہ روشن ہے
شبِ تاریک مین مشعل دکھاتی ہی جبین مجکو

وفورِ لاغری سی صورتِ شمشیر ہون مین بھی
نگل جاتی ہی کاٹھی نیکے میری آستین مجکو

بنا ہون عکسِ تارِ زلف اپنی تیرہ بختی سے
وہ لاغر ہون چھپالے اک خطِ چینِ جبین مجکو

سرِ محفل غریبون بوسے مسی مالیدہ ہونٹونکے
کہین منھ کی نہ کھلوائین وہ ملکے یہ نگین مجکو

تہِ زانوی قاتل قتل گہ مین جب ذرا آتڑپا
دکھائین جوہرِ شمشیر نے آنکھین وہین مجکو

غزل ۱۱۹

ابھی کھینچون مین نقشہ جادہ اُس زلفِ پریشان کا
ملے شامِ غریبی کی سیاہی گر کہین مجکو

شعر ۱۱۱

نہین ملنے کی سزا بے عملِ بد مجکو
بخشوالین گے قیامت مین محمد مجکو

روتے ہین بیٹھ کے وہ بھی سر تربت مجکو
خاک مین مل کے ملے گوہر مقصد مجکو

حشر کی دیکھ کے ہل چل نہ رہے ہوش بجا
آ گئی یاد ستمگر تری آمد مجکو

تو جو پہلو مین نہین راحت و آرام کہان
بے ترے خاک کا ہے فرش یہ مسند مجکو

دسترس شب کو ہوئے خواب مین ان قدمون تک
آ گئی ہاتھ عجب دولت سرمد مجکو

کھینچ لائی طرف خلد مین رحمت کے نثار
لیچلے تھے سوے دوزخ عمل بد مجکو

میرے ہوتے وہ کہین غیر کو غمخوار ای چرخ
غم بھی کھانے کو دیا تو نے نہ بیحد مجکو

اتنی تاثیر تو دکھلا مجھے اے نالۂ دل
ہو کے بیتاب بلالے وہ سہی قد مجکو

سبزۂ خط کا ترے عشق کہین جان نہ لے
زہر ہو جائے نہ اک دن یہ زبرجد مجکو

صدمۂ ہجر نے صورت ہی بدل دی میری
دیکھ لین وہ بھی تو پہچانین نہ شاید مجکو

غزل

مین تو ای چارہ برونکو بھی بھلا کہتا ہون
میرے نزدیک مین اچھے جو کہین بد مجکو

شعر

رو کون نہ دودِ آہِ دلِ بیقرار کو
کملی اُڑھاؤن آج شبِ ہجرِ یار کو

اک ایک میل سرمہ کو دو آنکھ مین جگہ
دو میل پھیر و ابلقِ لیل و نہار کو

نیرنگیِ جہان سے کچھ اسکا عجب نہین
ہر خار چھیڑ دے رگِ ابرِ بہار کو

خلوت کا اہتمام شبِ وصل چاہیے
تل بھر جگہ نہ آنکھون مین دینا خمار کو

چھپکا لگا کے عقدِ ثریا کو دو شکست
ٹیکا دکھاؤ اخترِ دنبالہ دار کو

جاتا ہے اُڑ کے کوچۂ جانان مین بار بار
پر لگ گئے ہین کیا مرے مشتِ غبار کو

دیکھو نگاہِ ناز سے عاشق کے دل کو تم
کیا تیر ہو چھری سے لڑا دو شکار کو

کاٹو سزاے نامہ بری مین نہ دست و پا
قاصد کے بعد منھ بھی دکھاتا ہی چار کو

اک دن ہوئی نہ خون سی عاشق کے سرخ پوش
خلعت نہ قتل گہ مین ملا تیغ یار کو

خالق نے نیک و بد مین برابر کیا ہی عدل
غنچے کو منھ دیا تو زبان دی ہے خار کو

داغِ جگر کو میرے بتائے گلے کا ہار
مل جائین گر یہ پھول نسیمِ بہار کو

وہ ناتوان ہون پڑگئی ہاتھومین ہتھکڑی
بیٹھا جو توڑنے مین گریبان کے تارکو

ابرو کی طرح قاتلِ عالم لقب ہوا
پانی جہان سے پھل یہ ملا تیغِ یار کو

ہر ایک سے کہے یہ مری بیکسی کا حال
خالق زبان دے جو چراغِ مزار کو

پائے ہوئے ازل سے سزا ہین جفا پسند
دیکھو ہلا ہے پنجہ برشل پشتِ خار کو

مہندی لگا کے ہاتھومین کھو لو نہ مٹھیان
اُڑنے دو اب نہ طائرِ رنگِ بہار کو

اچھّون پہ بھی ہے تیز چھُری اہلِ حرص کی
کرتے ہین چاک نافہ مشکِ تتار کو

عشقِ مژہ مین ای گلِ تر ہے ہر اک علیل
سوکھے کا عارضہ ہے گلستان مین خار کو

غزل ۱۱۱

اے چاہ صاف ہو کے ملو شکلِ آئنہ
آنے دو اپنے دل پہ نہ ذرہ غبار کو

شعر ۱۲

منکشف دل کا جگر پہ بھی مرے راز نہو
یہ وہ شیشہ ہے جو ٹوٹے بھی تو آواز نہو

دل مرا لیکے گراتے ہو گنا ہون سی عبث
پھیر دو غیر کے تحفے سے جو ممتاز نہو

ہو چکے جب نگہِ ناز سے دل کے ٹکڑے
بولین آنکھین کہ جگر بھی نظرانداز نہو

دیکھ لون اک نظر اُسکو ابھی آئے نہ اجل
یا خدا طائرِ جان طعمۂ شہباز نہو

نہین ہوتی ہے کبھی رونقِ کاشانۂ دل
جبتلک اس گھر مین کوئی خانہ برانداز نہو

انتہا کی ہے تڑپ دل کو تری محفل مین
مجکو ڈر ہے یہ کہین عشق کا آغاز نہو

قہر ہے تیغ کا کھنچ کھنچ کے گلے سے ملنا
سچ ہے معشوق نہین جسمین کوئی ناز نہو

شور سنتے ہین قیامت کا بہت دنیا مین
وہ بھی اے فتنۂ محشر ترا انداز نہو

بانسلی بھی وہی کہتی ہے جو تو کہتا ہے
شرط ہم ہارتے ہین تجھسے اگر ساز نہو

حسرتِ عاشقِ ناشاد نکل ہی جائے
وصل کی رات حیا گر خللِ انداز نہو

نہین ملتا ہے پتا دل کا ذرا دیکھ تو لے
تیرے ہی پاس یہ اے شعبدہ پرداز نہو

غزل ۱۲۲

جاہ اِس ڈر سے مین نالے نہین کرتا ہون ہاون
بارِ خاطر کہین اُن کو مری آواز نہو

شعر ۱۴

زبس پاس عدالت تھا چمن آرای عالم کو
گلون کو رنگ و بو اور آبرو دی اشک شبنم کو

بپا محشر کرو اب کھینچ لو تیغ قضا دم کو
نئی دنیا مین اس دنیا سے کھینچو سارے عالم کو

کہین اصلاح اعلیٰ کی کسی ادنیٰ سے ہوتی ہے
سیا ہے سوزن عیسیٰ نے کب دامان مریم کو

شرار نالۂ دل سے بہار نالہ افزون ہے
ان ہی پھولون نے زینت دی ہے میرے نخل ماتم کو

نہ ہے شوق نظربازی ہوا دل جب سے قدر زخمی
ہوس تیغ نگہ کھانے کی بڑھتی ہی گئی ہم کو

رضاے حق کی جویا ہین جو خاصان الٰہی ہین
پس مردن کیا پیدا کب عیسیٰ نے مریم کو

ادب مانع ہے ورنہ تہلکہ برپا ہو فرقت مین
فلک کے پار ہون نالے ہلا دین عرش اعظم کو

تری رحمت اگر کچھ بھی سہارا دے مجھے یارب
مری تردامنی ٹھنڈا کرے نار جہنم کو

نہ بھولے موت کو انسان فور عیش و عشرت مین
پڑا رہنے دے اک کونے مین دل کی حسرت و غم کو

کیے جب مینے نالے اشک آنکھون سے نکل آئے
سر شک چشم سے سینچا کیا مین نخل ماتم کو

ہوئے تھے پیچ پیدا جس قدر روز ازل ان سے
ملے قسمت کو میری یا ترے گیسوے پرخم کو

حسینانِ جہان پر خاتمہ ہے بیوفائی کا
محل ہو کر عزاے شاہ کا کیسا شرف پایا

نہ پوچھا دامنِ گل نے کسی دن اشکِ شبنم کو
لباسِ خانۂ کعبہ ملا ماہِ محرم کو

غزل ۱۳۷

حسینانِ جہان ای جاہ مستغنی ہین زینت سے
نہ سلجھایا کبھی سنبل نے اپنی زلفِ پُرخم کو

شعر ۹

ابرو کا اک بوسا دو
تیغ پر اپنی قبضا دو

دیکھو ہمارا مُردہ تم
دشمن کو گر کاندھا دو

وصل کی شب مین چھپنا کیا
آج تو چہرہ دکھلا دو

تم ہو سخی ہم کو بوسے
ایک کے بدلے دینا دو

سیرِ چمن کو ہم پھڑکین
کیا یہ ستم ہے صیاد و

عرش پہ نالے جائینگے
سر کو ستارو رستا دو

ہجر مین دل کو تسکین ہو
اپنی نشانی چھلا دو

	فصلِ بہاری آئی ہے	جاؤ چمن کو صیادو	

غزل ۱۲۴	جاہ نکالو کام اپنا کوئی تو اُن کو دھوکا دو	شعر

تجکو ای کافر محبت یا عداوت کچھ تو ہو
شکر کا مجکو محل ہو یا شکایت کچھ تو ہو

تنکے چُھٹنے سے تو اچھا ہی کہ دیدوں جان ہی
نام میرا اے جنون تیری بدولت کچھ تو ہو

ترک کرنا رسمِ الفت یک قلم اچھا نہین
جانِ من صاحب سلامت خط کتابت کچھ تو ہو

پانون تھک جائین تو لیچل مجکو تو ای جذبِ شوق
کوئی نکلے راہ وان جانے کی صورت کچھ تو ہو

جان کیا دون ان بتون پر بات کوئی بھی نہین
الفت و مہر و وفا شوخی شرارت کچھ تو ہو

ایک دو آنسو بھی نکلین جب بہت آئی ہنسی
عیش و عشرت مین بھی رنج و غم کی شرکت کچھ تو ہو

چاک کیون نامہ کیا پڑہے عنایت کیجیے
مین بھی تو دیکھون عیان تحریرِ قسمت کچھ تو ہو

طرح آسان ہو تو لطفِ شاعری لے جاہ کیا

غزل	بات پیدا کرنے مین شاعر کو وقت کچھ تو ہو	شعر

مضطر ہو سُنکے یار پریشان رقیب ہو
اتنا اثر تو آہ کو یارب نصیب ہو

دل جلوہ گاہِ برقِ جمالِ حبیب ہو
ذرے کو کوہِ طور کا رتبہ نصیب ہو

ہم تو قفس مین قید ہین لے موسمِ بہار
تجکو چمن مین پھولنا پھلنا نصیب ہو

تم تو حیا سے وصل مین تصویر بن گئے
کہتا ہے کون شوخ نہایت غریب ہو

وہ ناتوان ہو نہین کہ نہ اُٹھے قدم کی شکل
تنکا بھی ہاتھ مین جو بجائے جریب ہو

ساقی ہمین بھی ساغرِ مے بار بار دے
برگشتہ ہم سے گر نہ ہمارا حبیب ہو

مہمان ہو جا کے غیر کے گھر او شبِ فراق
ظلمت مرے نصیب کی تجکو نصیب ہو

چھوٹے نہ عمر بھر جو نظر غیظ کی پڑے
قمچی کی شکل تیرِ نگاہِ ادیب ہو

وہ بت کرے گا حشر کو وعدہ وصال کا
اُس سے بعید ہے کہ زمانہ قریب ہو

اچھی نہین ہے حرص بہت دیکھ اے گہر
جز آب و دانہ اور تجھے کیا نصیب ہو

شعر ۱۶	اے حیا وہ سخت بات بھلا مجھسے کیا اُٹھے جب مجکو بارِ تارِ نگاہِ ادیب ہو	غزل ۱۲۶

غلط سمجھا ہے اے کافر اگر شورِ قیامت کو
لگا کر دیکھ لے ٹھوکر کسی عاشق کی تربت کو

الٰہی دل کو تسکین دے قرار آئے طبیعت کو
بہت مین رو چکا فرقت مین صبرِ بیمروت کو

پئے درویش اے گردون لباسِ فقر کافی ہے
مبارک خلعتِ سنجاب و دیبا اہلِ دولت کو

شبِ وصلت نہ آنے پائی نوبت ہاتھا پائی کی
دعائین دیتے ہین ارمان مری تیری نزاکت کو

وفورِ بیخودی مین لے لیے بوسے سرِ محفل
کسیکے آتے ہی رخصت کیا آدابِ صحبت کو

تری فرقت مین ہمنے بھی نشانی جان کر اے گل
کلیجے سے لگا رکھا ہے داغِ یاس و حسرت کو

بٹھایا کیون اُٹھا کر ان فرشتون نے مجھے یارب
پڑا تھا قبر مین اوڑھے گلیمِ شامِ غربت کو

فروغِ عشق کیونکر ہو نہ اشکون سے زیادہ مین
اسی روغن کی حاجت ہے چراغِ داغِ الفت کو

تمھارے آتے ہی راحت کی سب پہلو نکل آئے
جگر نے درد کو رخصت کیا اور دل نے حسرت کو

نظر کیا آئے اِن آنکھوں سے جلوہ کبریائی کا | اگر چشمِ بصیرت دے تو دیکھوں تیری قدرت کو

ملائک کو ہوا حکمِ سجودِ حضرتِ آدمؑ | خدا کی شان کیا رتبہ ملا مٹی کی مورت کو

نہ ملنا اِس سے بہتر ہے ملو گر بعد مدت کے | ابھی سے بندگی اِس دور کی صاحب سلامت کو

تپِ غمِ عشق مین اُس شعلہ رو کی بڑھتی جاتی ہے | جلا کرتا ہے دل میرا لگے آگ ایسی الفت کو

دمِ تحریر خامے سے ٹپکتے ہین جو یہ قطرے | سیاہی رو رہی ہے آج اپنی پھوٹی قسمت کو

چراغ و شمع و ماہ و مہر سے تشبیہ دیتے ہین | لگائے شاعرون نے چار چاند اِک داغِ الفت کو

وفا کو جو جفا سمجھے جفا کو جو وفا سمجھے
نہ دینا تھا تجھے دل جاہ ایسے بیمروت کو

غزل ۱۳ | ردیف ہائے ہوز | شعر ۱۷

ناز اپنے حسن پر کرتا تھا اکثر آئینہ | کھُل گئی قلعی جو آیا پیشِ دلبر آئینہ

کیا مقابل تجھ سے ہو اے ماہ پیکر آئینہ | آئنے پر ہے جمالِ روئے انور آئینہ

چشمِ عبرت سے زمانے کی دورنگی دیکھیے
صاف ہے ظاہر مین اور دل مین مکدّر آئنہ

چار آئینہ لگا کر گر کبھی آئے وہ ترک
موت کی شکلین نظر آنے لگین ہر آئنہ

دیکھتا جلوہ اگر لوحِ جبینِ یار کا
پھینک دیتا توڑ کر فوراً سکندر آئنہ

شوقِ خود بینی ہی دیکھین کیا وہ اونکی طرف
سامنے رہتا ہے اونکے اب تو اکثر آئنہ

جلد نازک ہے بہت اس سے نہ پڑ جائے نشان
اپنے زانو پر نہ رکھ تو اے ستمگر آئنہ

یادِ رخ مین طائرِ دل ہو نہ کیونکر نغمہ سنج
بولتا ہے دیکھکر طوطی معتبر آئنہ

ہو چکی زینت کٹی جاتی ہے آرائش مین رات
ہاتھ سے رکھیے بس اب اے بندہ پرور آئنہ

چاندنی مین آپ گر زلفین بنانے بیٹھیے
سامنے حاضر ہو لے کر ماہِ انور آئنہ

اونکے چہرے پر رہی اپنی نظر ہنگامِ ذبح
دیر تک دیکھا کیا مین زیرِ خنجر آئنہ

چوندھیا جائینگی آنکھین دیکھتے ہی حسنِ یار
اپنے منھ پر ڈال لے نمدے کی چادر آئنہ

مہر و مہ سے بھی سوا ہی تیرے چہرے کا فروغ
دیکھکر تجکو بھلا کیون ہو نہ ششدر آئنہ

سبزۂ خط اُس رُخِ روشن پہ نکلے کیا بعید
زنگ آلودہ بھی ہو جاتا ہے اکثر آئینہ

سامنے اہلِ صفا کی پھر نہ آتا شرم سے
قلبِ صافی کی حقیقت جانتا گر آئینہ

کم ہوئے ہونگے جہانمین خلق ایسے سادہ لوح
حال جسکا جو ہو کہدیتا ہے مُنھ پر آئینہ

خاکساری جاہ کر مدِ نظر ہے گر فروغ
صاف خاکستر سے ہوتا ہے مقرر آئینہ

غزل ۱۳۰ — ردیف یای تحتانی — شعر ۱۲

شیخ جی اُنسے بھی ہی حور کی طلعت اچھی
یہ تو واللہ کہی آپ نے حضرت اچھی

آپ بگڑے تو مقدر بھی ہمارا بگڑا
خوش ہوئے آپ تو یان ہو گئی قسمت اچھی

حورِ جنت کو ترے حُسن سی نسبت ہی نہین
ایک اچھی تری شکل ایک نہایت اچھی

دے گئے جب سے تسلّی دلِ بیمار کو تم
ہے اسیوقت سے بیمار کی حالت اچھی

خلد مین لطف کہان ہی تری کوچے کی طرح
مین تو ہرگز نہ کہونگا کہ ہے جنت اچھی

فرض ہے دل کا بھی جانا نگہ شوق کے ساتھ
جب کبھی ہمکو نظر آتی ہے صورت اچھی

صدمۂ رنج سے خوگر ہوئے ہین عاشق
جانتے ہین کہ ہر راحت سی مصیبت اچھی

میری تربت پہ کبھی فاتحہ پڑھنے کو نہ آئے
مل گئی غیر کے گھر جانے کو فرصت اچھی

اُنکے شکووُن کی عوض دل کا گلا کرتا ہون
یاد آئی مجھے محشر مین شکایت اچھی

اُن کا دیدار تو محشر مین میسر ہوگا
شام فرقت سے کہین صبح قیامت اچھی

ہوگئے آپ بری اور مین ٹھہرا مجرم
بھیجے دی مرے دل نے بھی شہادت اچھی

غزل[۱۲۵]

سُنکے وہ درد بھری شعر مرے کہتے ہین
نظم کی جاہ نے فرقت کی حکایت اچھی

شعر[۱۲]

گھر گئے وہ تو یہان جان پر آفت آئی
موت کے بھیس مین شام شب فرقت آئی

اُس تنگ لب کی محبت نے دکھایا یہ اثر
شکر بن بن کے مرے لب پہ شکایت آئی

منفعل پا کے مرے جرم خدا نے بخشے
کام گر حشر مین آئی تو ندامت آئی

جبر اس کام مین چلتا ہے کسی کا ناصح
کہین رُکتی بھی ہی رُو کی سے طبیعت آئی

ہم نزاکت ہی کو روتے تھے شب وصلت مین
شرم آئی اُنھین یہ اور قیامت آئی

وہ مسیحا نفس آیا جو عیادت کے لیے
تھامنے ہاتھ کو بیمار کی طاقت آئی

کون تھا گور غریبان پہ جو آتا پس مرگ
بیکسی خاک اُڑانے سر تربت آئی

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ وہ فرماتے ہین
اب تو اے ہجر کے مارے تجھے راحت آئی

ناتوانی نے دکھایا یہ اثر الفت مین
جان بھی آئی لبون پر تو بدقت آئی

ہجر مین لی نہ کسی نے ترے عاشق کی خبر
یون پوچھنے کو نہ اجل بھی شب فرقت آئی

کوئی کہدے کہ نہ حورین مجھے چھیڑین آکر
اور بھی ہوگی قیامت جو طبیعت آئی

آتش رشک نے کیا کیا نہ جلایا مجکو
دھوپ بھی بڑھکے اگر تا در دولت آئی

سامنا عشق مین کیا کیا نہ بلاؤن کا ہوا
آفتین سیکڑون آئین جو طبیعت آئی

چاہ جانا ہی نہ تھا کوچۂ جانانہ مین تجھے

شعر	خیر گذری کہ تری جان سلامت آئی	غزل
ملا فراق مین مجکو وہ دل لگی کے لیے		ہوا نہ خلق جہان مین جو غم کسی کے لیے
کہان سے ڈھونڈھ کے مین لاؤن دل خوشی کیلیے		عبث رقیب کی محفل مین تم ہنساتے ہو
ہزار جان سے مرنے لگے اُسی کے لیے		جہان کہین کوئی عیسیٰ نفس ملا ہم کو
نہ ساقیا ہمین ترسا رہی سہی کے لیے		خدا کیواسطے دیدے بچی ہوئی بھی شراب
بہانہ ڈھونڈھ رہی ہے ستمگری کے لیے		نگاہِ شوخ کسی کی تُلی ہے لڑنے پر
تڑپ رہا ہون دمِ مرگ بھی اسی کے لیے		نہ ساتھ روح کے دردِ جگر نکل جائے
یہی نیام ہے زیبا تری چھری کے لیے		نگاہِ ناز کے رہنے کو دل ہی بہتر ہے
ہزارون شیشے ہین خالی اسی پری کے لیے		تمھارے حسن کی تصویر کے ہین دل مشتاق
کہ جان دیتے ہین دو دن کی زندگی کے لیے		ہین کس خیال مین دنیا کے چاہنے والے

تمھارا چاہ ہی عاشق تم ہی پہ مرتا ہے

شعر ۱۱	جفا میں زیب نہیں ایسے آدمی کے لیے	غزل ۱۳

دھوم کعبے میں ہے اے یوسفِ ثانی تیری
برہمن دَیر میں کہتا ہے کہانی تیری

داغِ غم کیوں نہ کلیجے سے لگائے رکھوں
اک یہی ہے فقط اے دوست نشانی تیری

خوب اس بحر میں مضمون کے بہائے دریا
دیکھ لی طبعِ رواں آج روانی تیری

رنجشِ وصل کی تقریر مزا دیتی ہے
مجکو ہے میٹھی چھری تلخ زبانی تیری

ذکر تیرا جو ہوا نزع میں آنکھیں ہوئیں بند
نیند آئی مجھے سنتے ہی کہانی تیری

یاد آتی ہیں مجھے ہجر کی راتیں اے شمع
دل جلاتی ہے مرا اشک فشانی تیری

کچھ تو ساقی نے بھرا ہی تجھے ای شیشۂ مے
خالی علت سے نہیں پنبہ دہانی تیری

کون ہوں میں کیا ہوں کہاں ہوں نہ بتاؤنگا تجھے
جان ہی لے گی مجھے خود ہمہ دانی تیری

بات بھی اب تو نکلتی ہے بدقت منہ سے
بت بنا دے نہ تجھے تنگ دہانی تیری

خلقتِ حضرتِ آدم میں کیا تجکو شریک
آبرو خاک کے پتلے سے ہے پانی تیری

غیر کا وصف سنا جاے بھلا کس دل سے
اور پھر اُس پہ ستم یہ کہ زبانی تیری

تیرے مقتل مین نہ کس کس پہ چلینگی چھریان
باڑھ پر آئے تو سفاک جوانی تیری

غزل[۱۳۲]

رکھدیا ہاتھ سے گھبرا کے قلم فکر کے وقت
جاہ کیسی ہے طبیعت خفقانی تیری

شعر[۱۴]

کیا کسی پر ہو عیان جو میکدے کا راز ہے
شیشہ ہے پنبہ دہن اور جام بے آواز ہے

ان حسینون کی نگہ ہو یا غمزہ ہو یا ادا
صید گاہِ عشق مین جو ہے وہ تیر انداز ہے

ٹوٹنے کی دل کے کب آتی ہے کانون مین صدا
کون کہتا ہے شکستِ شیشہ مین آواز ہے

قاتلِ عالم ہین آنکھین اور لب نازک مسیح
حسن کی سرکار مین جادو ہے یا اعجاز ہے

سوچتا تو کیا ہے زاہد پی بھی لے جامِ شراب
اسکی رحمت پر نظر رکھ بابِ توبہ باز ہے

آنکھ کے ملتے ہی دل سینے مین ہوتا ہے ہدف
اے کمان ابرو نظر بھی تیری تیر انداز ہے

ہنس کے بولے جب کبھی مو سی سے پوچھا حالِ طور
جلوہ گاہِ بے نیازی مین ظہورِ ناز ہے

منھ سے اپنے شعر نکلا اور پہونچا دور دور
طائرِ مضمون کو ہر مصرع پر پرواز ہے

مرغِ دل صیدِ نظر ہو کر رہا ہوتا نہین
پنجۂ مژگانِ جانان چنگلِ شہباز ہے

صدمۂ پاسِ نظر سے آنکھ اُسکی کھل نجائے
سُنتے ہین ای دل مزاجِ یار کچھ ناساز ہے

کون لے آکر خبر مجھ نالہ کش کی روزِ ہجر
بہرِ غمخواری فقط بیٹھی ہوئی آواز ہے

عرصۂ محشر مین اک حشر اور برپا کیجیے
دو قدم چلیے یہی وقتِ خرامِ ناز ہے

برشِ تیغِ نگہ کی مدح کرتا ہون جو مین
ہنسکے فرماتے ہین یہ شمشیر خانہ ساز ہے

غزل [۱۳۳]

ای بتو کیون جانتے ہو جاہ کو اتنا حقیر
عشقبازو نہین وہی اک عاشقِ جانباز ہے

شعر [۱۱]

موت آئے جو نہ تم آؤ عیادت کے لیے
کوئی صورت تو ہو بیمار کی صحت کے لیے

دوسرا چاہیے ہمدرد مصیبت کے لیے
ایک دل اور دے یارب شبِ فرقت کے لیے

چل چلے گورِ غریبان پہ بہت ناز سے آپ
اب یہ رفتار اُٹھا رکھیے قیامت کے لیے

آبرو ہے مجھے دینا تو بہاؤ آنسو
چادرِ اشک ہے کافی مری تربت کے لیے

رفتہ رفتہ یہ ملا دردِ محبت مین مزا
اب دعا بھی نہین کیجاتی ہی صحت کے لیے

دل مین آنکھون مین ہو تم جو ہی پردے کا خیال
ان سے بہتر نہ مکان پاؤ گے خلوت کے لیے

غیر سے جوشِ جنون سنکے مرا کہتے ہین
ہمنے دیوانہ بنا رکھا ہے شہرت کے لیے

زلفین کیونکر نہ بنائین وہ پےِ دولتِ حسن
سانپ لازم ہین خزانے کی حفاظت کے لیے

پڑ گئے نیل جو ہونٹون پہ تو جھنجلا کے کہا
ہاے بیدردی بوسے بھی کس آفت کے لیے

مختصر عرض کا دن ہے بہت اے داورِ حشر
سو زبانین تو ملین مجکو شکایت کے لیے

غزل [۱۳۴]

شکوہ کرنے کو تو آندھی ہو نہین لیکن اے جاہ
کہین موقع تو ملے مجکو شکایت کے لیے

شعر [۱۸]

ہمسری زلف سے کرتی ہی سیاہی تیری
کہین آجاے نہ اے بخت تباہی تیری

نیچی نظرون سے چھری چل گئی عشاق پہ آج
نیمجان کرکے پھری نیم نگاہی تیری

ہے قیامت کا سیہ نامۂ عصیان اے بخت — دُور تک پھیل کے پہونچی ہی سیاہی تیری

حشر مین پرسشِ خون تجھسے اگر ہوا ی تیغ — تیز ہو جاے زبان اور آہی تیری

جُرمِ اُلفت کا ہے در پردہ ادھر بھی اقبال — دل بھی دیتا ہے دمِ حشر گواہی تیری

آسرا چاہیے رحمت کا تجھے بھی زاہد — داخلِ جُرم ہے ناکردہ گناہی تیری

ہو جگہ چشمِ بُتان مین تری اے دودِ جگر — نکلے کاجل ہے آنکھون مین سیاہی تیری

اے بلاے شبِ فرقت کہین جا چُک للہ — پانون پھیلائیگی کیتک یہ سیاہی تیری

رہ نہ جائے کسی مشتاق کو حسرتِ قتل — آج کھنچکر نہ رُکے تیغ الٰہی تیری

کون کہتا ہے زمین دیتی ہی اے قبر فشار — دست و پا میرے دباتی ہی سیاہی تیری

لاکھ عُشاق نے سینے مین چھپایا دل کو — پھر بھی لے ہی گئی دزدیدہ نگاہی تیری

وصل مین تیرا بھی اے بخت ستارہ چمکے — چھین لین خال و خط و زلف سیاہی تیری

ناز و انداز و ادا اِس کے ہون خونریز جہان — کاٹے جو رنگ یہ تلوار تراہی تیری

زلف کا ذکر تھا خط مین نہ پریشانیِ دل — اے کبوتر نہ کھلی وجہِ تباہی تیری

نیند بھی لیتی ہے آنے کی اجازت تجھسے — پوچھنے کے لیے آتی ہے جماہی تیری

دیکھ تقدیر کہ ہے آبلۂ دل کا جو ذکر — پھوٹی جاتی ہے خطِ شوق سیاہی تیری

چشمِ عشاق مین اسطرح سما نا ای زلف — بنکے پتلی رہے آنکھون مین سیاہی تیری

غزل — کشورِ نظم پہ ہو تیغِ زبان کا قبضہ — جادہ اقلیمِ سخن مین ہے شاہی تیری — شعر

تیرگی سے ہجر کی خائف کواکب ہو گئے — رفتہ رفتہ چرخ پر انجم بھی غائب ہو گئے

جب نہ پائی دردِ فرقت کی کہین ہمنے دوا — تنگ آکر جان دینے پہ راغب ہو گئے

عاشق و معشوق کا انجام ہے الفت مین ایک — پہلے جو مطلوب تھے آخر مین طالب ہو گئے

خواب تھے اے آسمان شاید یہ ایامِ وصال — دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے غائب ہو گئے

رات دن پیشِ نظر رہتے ہین دل عشاق کے — اب یہ آئینے حسینون کے مصاحب ہو گئے

مجملاً ہمنے بیان اُنسے کیا تھا حالِ دل — اشک لیکن شارحِ متنِ مطالب ہو گئے

برشِ شمشیرِ ابرو کے جو لکھے خط مین صفت — یک قلم کٹ کٹ کے ٹکڑے کلکِ کاتب ہو گئے

حشر مین میرے گناہونکا ہوا پردہ فاش — دامنِ رحمت مین پوشیدہ معائب ہو گئے

تا درِ دلدار ہمکو لے گئی جب بیخودی — بڑھکے روکا ضعف نے دربان حاجب ہو گئے

جوش پر آئین اُمنگین ولولے بڑھنے لگے — فصلِ گل آئی تو ہم توبہ سے تائب ہو گئے

بڑھ گئی رخسار کی تابش سے افشان کی چمک — مہر پر ذرّے خدا کی شان غالب ہو گئے

کر دی آنکھونکو ترِی خنجر بکف چینِ جبین — خیر گذری دونون ابرو تیرے حاجب ہو گئے

دلمین تم رہتے ہو آنکھونسے نظر آتے نہین — کیون ضمیرِ مستتر کی طرح غائب ہو گئے

روزِ محشر بھی خدائی کی تم ہی نے ای بتو — سب اُسی کی سمت تھے تم جسکی جانب ہو گئے

کعبۂ قصرِ صنم مین جب کبھی رکھا قدم — بوسہ ہاے سنگِ در بھی ہم پہ واجب ہو گئے

نیش زن ہر موی تن ہے فرقتِ دلدار مین — غیر کی صورت اقارب بھی عقارب ہو گئے

غزل [۱۳۶]

جاہ کیا اہلِ سخن سے آج ہوں خواہانِ داد
قافیے کچھ ہم سے موزون نامناسب ہو گئے

شعر [۱۰]

رات بھر وصل میں اُس ماہ کی صورت دیکھی
شام سے صبح تک اللہ کی قدرت دیکھی

دن جدائی کا بلاے شبِ فرقت دیکھی
اری ان آنکھوں نے کیا کیا نہ قیامت دیکھی

داورِ حشر نے بخشا جو گنا ہوں کو مرے
شانِ رحمت نے پکارا کہ یہ حیرت دیکھی

پھائے داغوں سے چھڑا ڈالیں گے ہم سوختہ دل
کم اگر تابشِ خورشیدِ قیامت دیکھی

پھینک دو چیر کے تم سینے سے لکھا یہ جواب
میرے خط میں جو مرے دل کی شکایت دیکھی

ساتھ بلبل کے اُڑا جاتا ہے پھولوں کا بھی رنگ
باغبان تو نے یہ تاثیرِ محبت دیکھی

اِسی جھگڑے میں رہا قتل سے عاشق محروم
کبھی تلوار کو دیکھا کبھی صورت دیکھی

سی دیا زخم کو قاتل نے لگا کر خنجر
راہ روکی جو نکلتے مری حسرت دیکھی

کھل گیا ضعف کا اُن پر مری تصویر سے حال
اشک بھر آئے جو اُتری ہوئی صورت دیکھی

غزل ۱۳۱	میری فریاد وہ سُنتے ہین تو فرماتے ہین نالے کرنے کی بُری چاہ مین عادت دیکھی	شعر ۱۶

غم یہ غم کھاتا ہون بھرتی نہین نیت میری
اور اللہ زیادہ کرے ہمت میری

وصل کی شب بھی نہ نکلی کوئی حسرت میری
چشم جانان کی طرح پھر گئی قسمت میری

وہ بھی اب وقت ہین دیکھی ہو جو تربت میری
اشک کے ساتھ ٹپکتی ہے محبت میری

وہ دم نزع جو دیکھا کیے صورت میری
جان کے ساتھ نکلتی رہی حسرت میری

بیڑیان کاٹ دین حداد نے جاتی ہی بہار
گھٹتے ہی جوش جنون بڑھ گئی وقعت میری

چار آنکھین جو ہوئین یار سے بھولا شکوے
ہو گئی مُہر خموشی مجُھے حیرت میری

غیر کی یاد مین مجکو نہ بُھلاؤ دل سے
کسی کونے مین پڑی رہنے دو الفت میری

کسی تدبیر سے کٹتی نہین اللہ رے طول
حشر کے دن سے ہی بڑھکر شب فرقت میری

دل کے مانند جو بیٹھا تو پھر اُٹھا نہ گیا
کام آئی ترے کوچے مین نقاہت میری

ظلم پر ظلم جفاؤن پہ جفائین لاکھون
پھر یہ تاکید ہے کرنا نہ شکایت میری

تیغ کا کام زبان سے مین لیا کرتا ہون
قطع کرتی ہے سخن کو مری لکنت میری

اک نہ اک شکل ہوئی عشق مین پیدا دی کی
دل گیا ہاتھ سے آئی جو طبیعت میری

سیدھی ہو ہو کے جو ہر بار بدلجاتی ہے
کیا نظر ہے کسی معشوق کی قسمت میری

قبر مین بعد فنا دیکھ کے تاریکی قبر
مین یہ سمجھا کبھی ہے شب فرقت میری

تیرگی بخت کی مرنے پہ بھی زائل نہوئی
بجھ گئی شام سے شمع سر تربت میری

غزل ۱۳۵

شکوہ کرنے نہین دیتا انھین ہی چاہ حجاب
منھ تک آ آ کے پلٹتی ہے شکایت میری

شعر ۱۱

چھیڑ ادھر پریون سے حورون سے ادھر خشمک ہے
آپ ایسے ہی تو ہین نام خدا کیا تنک ہے

بعد میرے نہ رہے گی برش تیغ نگاہ
تیری تلوار مین جوہر یہ مرے دم تک ہے

تو وہ یوسف ہے کہ مرتا ہے زمانہ تجھپر
جان کو بیچ کے ہر شخص ترا گاہک ہے

جل گئے کیا کسی واعظ پہ پھبتی جھنڈے ساقی
آج کیسی ترے میخانے مین یہ بکبک ہے

کعبہ و بتکدہ دونون ہین برابر زاہد
کوئی مشرب ہے نہ اپنا نہ کوئی مسلک ہے

سچ ہے ہر شعر کے اصلاح سے مٹتے ہین عیوب
چشم استاد پے حرف غلط کز لک ہے

چار عنصر کی ہے تنویر زمانے بھر مین
اس سیہ خانے مین روشن یہی اک چمک ہے

پیر ہوتے ہی ہوئی منزلت اس درجہ رفیع
پہلے دانتون مین جو کھڑکی تھی وہ اب پھاٹک ہے

اہل حکمت دہن تنگ کو تیرے ای بت
نقطہ کہتے ہین تو نقطے مین بھی مجکو شک ہے

زلف پر پیچ کے مضمون بھی لکھے چوٹی کے
کہین بندش مین ہے الجھن نہ کہین گنجلک ہے

غزل ۱۳۹

کہنے سننے سے نہ تم ترک کرو مے ای جاہ
جانے کیا زاہد نا فہم ابھی کودک ہے

شعر ۱۱

نہ روؤ اسقدر صاحب دم رخصت گلے ملکے
کلیجے پر چھری چلتی ہے ٹکڑے ہوتے ہین دل کے

گران ہے انتظار دید لیلیٰ قلب مجنون پر
کہو مجنون کی آہون سے الٹ دین پردے محمل کے

تمہارا باغ سے جانا نہ تھا کچھ کم قیامت سے	صدا سے صور عاشق کو ہوئے نغمے عنادل کے
وطن مین رہ کے کوئی عیب فی اتی کھو نہین سکتا	جدا کب پشت ماہی سی ہوئے ہین بحر مین چھلکے
مرد ای صبر شب گذری اُٹھائی جاتی ہین شمعین	سحر طالع ہوئی رخصت وہ ہوتے ہین گلو دل کے
شکستہ دل وہ ہون بعد فنا بھی یہ اثر دیکھو	ہر اک مین بال ہین جتنے بنے ساغر مری گل کے
اسیر باغ پھر گلشن سے اُڑ کر کسطرح جائین	رگ برگ گل تر سے بندھے ہین پر عنادل کے
حفاظت سے ذرا لیجا کے دینا نامہ بر اسکو	کہ اس نامے مین ٹکڑے رکھدیے ہین مینے کچھ دل کے
فدا سے دست و بازو بخیہ گر بھی اشک بھر لایا	غضب کے زخم گہرے ہین تمہارے نیم بسمل کے
ہمارا سوز دل وقت شہادت گر رہا باقی	قیامت تک نہ چھالے جائینگے شمشیر قاتل کے

غزل[۱۸۱]	ہوا ہے دود آہ دل سمٹ کر جا بجا ظاہر رخ معشوق پر ای چارہ یہ نقطے نہین تل کے	شعر[۱۹]

اگر سیر انکھین ہون نظارۂ دندان دلبر سے	بجھالین پیاس اپنی مردم چشم آب گوہر سے

بتون کو قدر کیونکر ہو نہ میرے کعبۂ دل کی
اسی گھر سے ترقی ہے تنزل ہو اسی گھر سے

وہ ہون مے نوش خالی ہو گئے سب خم جو اے ساقی
صدائے العطش آنے لگی پیمانے ساغر سے

یقین ہے آپ اُڑ جائے کہ ہین مضمون بیتابی
مرا نامہ اگر لیجائے منقارِ کبوتر سے

بتون سے دل مقابل ہو کے سالم بچ نہین سکتا
شکستِ فاش کھا جاتا ہی شیشہ لڑ کے پتھر سے

فلک مین انقلابِ دہر کا اُسوقت قائل ہون
مری قسمت بدل جائے جو غیرونکے مقدر سے

حقیقت بام کی کیا عرش پر ہوتے تو خط جاتا
خطا میری ہی لکھا تھا مجھے جبریل کے پر سے

نکلنا قبر سے باہر بھلا کیونکر گوارا ہو
ملا ہے چین کچھ بڑھکر ہمین آغوشِ مادر سے

ترے قامت سے برپا ہے قیامت دونون عالم مین
یہ مصرع لڑ گیا ہے مصرعِ دیوانِ محشر سے

بنا ہون شوقِ پابوسی مین شکلِ نقشِ پا مین بھی
ابھی لیتا ہون آنکھون پر قدم نکلین تو وہ گھر سے

سمایا مجمعِ روزِ قیامت ایک گوشے مین
مرا دل بڑھ کے نکلا وسعتِ میدانِ محشر سے

بچانا واعظون سے جان کا کعبے مین مشکل ہے
اگر جیتے پھرے گویا پھرے اللہ کے گھر سے

پریشان دل نہ کیونکر ہو قیامت کا دن آیا ہے
سحر فرقت کی کیا کچھ کم ہے صبحِ روزِ محشر سے

تری فرقت میں آنکھوں سے نہ دم بھر بھی تھمے آنسو
بہت چھینٹے پڑے آ آکے بادل دیدۂ تر سے

قیامت میں نکل جائے نہ سقا کی میں نام انکا
ارادہ ہے چھپاؤں زخمِ تن دامانِ محشر سے

لگی دل کی شہیدوں کی بجھی اسوقت ای قاتل
پیا جب لے کے دو اک گھونٹ پانی تیری خنجر سے

ترے دیوانوں کی آمد سے مُردے چونک اٹھتے ہیں
صدا زنجیروں کی ملتی ہے شاید شورِ محشر سے

اگر دل بیٹھ جائے بارِ غم سے کیا تعجب ہے
سفینہ غرق ہو جاتا ہی اکثر اپنے لنگر سے

غزل ۱۵۱

خوشامد قاصدوں کی اور بتوں کی بندگی چھوڑو
ملا دینگے یہ کیا اسے جاہ اللہ و پیمبر سے

شعر

کوئی تدبیر بھی تیری نہ فلاطون چلتی
نبضِ بیمارِ محبت جو دگرگون چلتی

لیلی آتی تھی تو آہوں کا بھی بڑھتا تھا زور
پیشوائی کو ہوا یہ بھی تو مجنون چلتی

پوچھتا پھر نہ کسی سے نگہِ ناز کے لطف
یہ چھری تجھپہ بھی گر ای دلِ محزون چلتی

اب تو رونے مین بسر عمرِ رواں ہوتی ہے
رات دن ہے مری کشتی سرِ جیحون چلیتی

ہمسری یار سے اے سرو نہ کی خوب کیا
کچھ تری بات نہ پیشِ قدِ موزون چلیتی

ڈر سے تنہائی کے صحرا کا کیا فسخ جو عزم
بولی وحشت کہ ترے ساتھ تو مین ہون چلیتی

پھیر لی یار ہی نے چشمِ مروت ہم سے
ورنہ کچھ بھی نہ تری گردشِ گردون چلیتی

شعر

رگِ جان تیغ کو کس پیار سی لیتی لے جا ہ
خون پینے کو جو سوے دلِ پُر خون چلیتی

غزل ۱۴۲

یہ جو بل ہجر کی شب آہ کی تاثیر مین ہے
پیچ زلفون کا تمھاری مری تقدیر مین ہے

بے سبب ہاتھ سے نکلا نہین جاتا نامہ
ذکر بیتابی دل کا مری تحریر مین ہے

خامشی مین بھی نکل آتی ہین باتین لاکھون
یہ صفت آپ مین یا آپکی تصویر مین ہے

زندہ باتون نے کیا آنکھ نے مارا جسکو
سحر یہ آنکھ مین اعجاز وہ تقریر مین ہے

میری اور غیر کی رکھتے ہو برابر جو شبیہ
رنگ اُڑ جائیگا غیرت سی جو تصویر مین ہے

پلکین کاٹو گے تو پتہ نہین کرنے کی نگاہ
تیر بیکار ہے گر نقص پر تیر مین ہے

تیرے ابرو ہون کہ گفتار مین دونون قاتل
باڑھ تلوار مین جو ہے وہی تقریر مین ہے

گردشِ طالعِ واژون نہین جانیکی کبھی
چرخ دوار کا چکر مری تقدیر مین ہے

غزل ۱۴۳

مرنے والے جو حیاتِ ابدی پاتے ہین
جاہ کیا آبِ بقا یار کی شمشیر مین ہے

شعر ۱۴

اُنسے کچھ اُنکے تغافل کا نہ شکوا چاہیے
اپنی قسمت کو شبِ فرقت مین رونا چاہیے

حشر مین اِک حشر ہوگا گر چلے آئینگے آپ
جمع ہے ساری خدائی یان تجھے پردا چاہیے

زخم ہین تیغِ اداکے دیکھتے جائین حضور
آپکی تارِ نظر کا دل مین ٹانکا چاہیے

شرم آتی ہے گناہون کا مجھے دیتی حساب
میرے تیرے حشر مین تھوڑا سا پردا چاہیے

گھر سے وہ بن ٹھن کے نکلے ہین نکل آئی دل
دونون ہاتھون سے تڑپتے کو سنبھالا چاہیے

کیون نہ آنکھین آپکے در کی طرف میری رہین
چشمِ عاشق کا درِ دولت پہ پردا چاہیے

سینۂ خط میرے سینے سے ملا دو رکھکے منھ | مرہم زنگار داغِ دل پہ رکھنا چاہیے
نزع مین سنتا ہون مین اُنکی سواری ہی قریب | توسنِ عمر ِرواں کو اور رُوکا چاہیے
اُٹھتے جاتے ہین احبا میری حالت دیکھکر | دل بھی کہتا ہے کہ اب پہلو سے سرکا چاہیے
غم جدائی کا سہین کب تک ترے بیمارِ ہجر | صدمۂ فرقت اُٹھانے کو کلیجا چاہیے
فصلِ گل آئی ہے اب نکھرین عروسانِ چمن | گھانس کا ہر ایک کے سر پر دوپٹا چاہیے
دل مرا حاضر ہے جڑلین آپ انگوٹھی پر اسے | ایسے ہاتھون کے لیے ایسا نگینا چاہیے
وصل کی شب مختصر ہوتی ہے رونا ہی یہی | حسرتین دل کی نکلنے کو زمانا چاہیے

غزل ۱۴۴

کربلا کے جانیوالے سب چلے جاتے ہین جاہ
اِس سعادت کے لیے اچھا نصیبا چاہیے

شعر ۹

ظلم کی عادت بڑھے جور و جفا کی خو بڑھے | مشقِ سفاکی بڑھے جتنا ستمگر تو بڑھے
فصلِ گل آئے کہین جلدی چمن مین باغبان | شور یا ہو کا بڑھے ہنگامۂ کو کو بڑھے

دیکھیے سر پہ چڑھانے کا نتیجہ یہ ہوا
دوش پر اب آتے آتے تا کمر گیسو بڑھے

جب ہوئی صحرا مین تاریکی ہماری آہ سے
روشنی ہمکو دکھانے دشت مین جگنو بڑھے

اُس غزال چشم کا عاشق سمجھکر دشت مین
ہر طرف سے میرے لینے کے لیے آہو بڑھے

کر دیا مجکو سکندر وش اُسنے ایکہی ہاتھ مین
میرے قاتل کی الٰہی قوت بازو بڑھے

دیکھکر دل کو مری تانی جو مژگان نے سنان
تیغے کھینچے ہوئے اُس شوخ کے ابرو بڑھے

بال اپنے وہ جو کھولین پھر نہ نکلے آفتاب
حشر کی شب سے ملے اتنی شب گیسو بڑھے

غزل ۱۴۵

چاہ یاد یار جب آئی تو لینے کے لیے
دل سے کچھ آہین بڑھین آنکھوں سے کچھ آنسو بڑھے

شعر

بھلا دی سوزِ غم نالے بھی ہین منھ سی کہین نکلے
جلائے دل تپ فرقت تو آہ آتشین نکلے

چھُری پھیرو نہ عاشق پر خدا را ہو چکا غصہ
شب وصلت تو ارمان دل اندوہگین نکلے

مکان سی کیا غرض ہمکو مکین کے ہم تو طالب ہین
حرم ہو دَیر ہو پردی سی نکلے وہ کہین نکلے

پھری جبتک نہ میری حلق پر تیری چھری قاتل
نہ ابرو سے یہ بل نکلین نہ یہ چین جبین نکلے

دلِ مجنون کی آہ ہونکا اثر اُسوقت ہم جانین
گریبان پھاڑ کر جب لیلیِ محمل نشین نکلے

مری شعرون مین شوخی کا جو رنگ اسقدر یارب
کہ تصویرونکے بھی مُنہ سی صدائے آفرین نکلے

آئی پھر بہار آئی پڑھے وحشت مری دلکی
پھٹین دامن گریبان جیب نکلے آستین نکلے

فلک سے گر ترا عاشق کبھی خواہانِ فرحت ہو
ہلالِ عید بھی کھینچے ہوئی شمشیرِ کین نکلے

وہ وحشی ہون اگر کندہ ہو میرا نام خاتم پر
مری صورت گھر اپنا چھوڑ کر فوراً نگین نکلے

غزل ۱۴۶

بہل جاتا نہ کیون ای جاہ دل اپنا پسِ مردن
پرانے ہم آشنا اپنے بہت زیر زمین نکلے

شعر ۹

مجھسے خفا وہ ہو کے ملے ہین رقیب سے
قسمت لڑی ہے غیر کی میرے نصیب سے

چھوٹی حکایتِ گل و بلبل بیان نہ کر
بے پر کی باغبان نہ اڑا عندلیب سے

ہم آج اپنا خونِ جگر پی کے رہ گئے
سن کر مذمتِ مے گلگون خطیب سے

عشاق چاہتے ہین کہ نالون سے نکلے کام
اندھے ٹٹولا کرتے ہین رستہ جریب سے

بیماری فراق جو فورا سمجھ گیا
مضمون نے بڑھکے ہاتھ ملایا طبیب سے

ہنگام نظم شعر قلم ہاتھ مین ہے کب
ہم اس زمین کو ناپتے ہین جریب سے

ہے وصل مین بھی شرم انھین مانع کلام
ملتی نہین سخن کی اجازت ادیب سے

چھپتا نہین ذرا دل بیمار کا جو حال
مین جانتا ہون مل گئین نبضین طبیب سے

غزل

کیونکر نہ سمجھے یار شب وصل حال دل
اے جاہ درد چھپ نہین سکتا طبیب سے

شعر

کہین ایسا نہ ہو شکوی مین پہلو رنج کا نکلے
زیادہ منھ نہ کھلواؤ خدا جانے کہ کیا نکلے

حیات و موت عاشق کی ہے قبضے مین حسینون کے
خدا کی شان یہ بت بھی بنانے مین خدا نکلے

ہمارے لخت دل لخت جگر بھی ساتھ آئے ہین
جو نکلے آنکھ سے آنسو تو لیکر قافلا نکلے

جو اٹھتے وے ہمارے ہاتھ کو ضعف وحشت مین
برنگ خاطر صد چاک سو جا سے قبا نکلے

دلون نے چھٹ کی گیسو سے سزا پائی نہ محشر مین
اسیر زلف جانان قابل عفو خطا نکلے

بنائے اسنے دنیا ے لگا کر سرمہ آنکھون مین
ادا کے پردے مین دیکھو پر تیر قضا نکلے

نہ شرماؤ مرے آنے سے گر ہین غیر محفل مین
زبان کو کاٹ کر پھینکون جو منہ سے مدعا نکلے

چھری پھیرو گلا حاضر ہے آؤ امتحان کر لو
ہمارا کام ہو جائے تمہارا حوصلا نکلے

غزل ۱۴۳

سزاے جرم الفت چاہ کو دیتے ہو تم ناحق
اگر انصاف سے دیکھو تو دل ہی کی خطا نکلے

شعر ۱۴۳

جا نہیں سکتے ہین ہم مقتل کو سر کے بوجھ سے
آ نہین سکتے ہین وہ تیغ و سپر کے بوجھ سے

غیظ مین آ کر کڑے پن سے نہ دکھلائیے
شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا نظر کے بوجھ سے

کیا نزاکت ہے جو مینے غور سے دیکھا انہین
پڑ گئے رخ پر نشان تار نظر کے بوجھ سے

موتیا کے پھول سے بالون کو زینت دیجیے
گوش نازک مین نہوا یذا گہر کے بوجھ سے

اہل دولت سرنگون کیونکر تواضع سے نہون
جھکتی ہین شاخین درختونکی ثمر کے بوجھ سے

صدمۂ فرقت سے مجکو زندگانی بار تھی
جان کے جانے سے چھوٹا عمر بھر کی بوجھ سے

باغبان بلبل سے کہدی نخلِ گُل پر بیٹھ جاے
ٹوٹ جائے گی نہ شاخ اک مُشت پر کے بوجھ سے

اسقدر بھاری ہوا ہے لکھتے لکھتے خطِ شوق
پانون اُٹھ سکتے نہین ہین نامہ بر کے بوجھ سے

آپکے کوچے سے مجھسا ناتوان کیونکر اُٹھے
دب گیا ہے سایۂ دیوار و در کے بوجھ سے

تالحد بارِ عمل سے کس طرح جاتے غریب
مر کے منزل تک گئے زادِ سفر کے بوجھ سے

قصۂ بارِ غمِ فرقت نے یہ تاثیر کی
ثقل مخبر کی زبان مین ہی خبر کے بوجھ سے

بحرِ عالم مین مری ہستی بھی ہی مثلِ حباب
خود فنا ہوتا ہون اپنی چشمِ تر کے بوجھ سے

غزل ۱۴۹

جاہ دولت بھی بلا ہے بدہی انسانکی لیے
دھنس گیا قارون زمین مین سیم و زر کی بوجھ

شعر ۱

خزانمین بھی اگر مدِ نظر خوشبو ہو گلشن کی
مہک اُٹھین ابھی کلیان ہی گلرو کی دہن کی

دفورِ رشک پھانسی دیکھے تڑپتا ہی عاشق کو
تری زلفین بلا ئین بڑھکے لیتی ہین جو گردن کی

لحد پر فاتحہ پڑھنے جو وہ عیسی نفس آئے
یقین ہے آسمان پر اُڑ کے جائے خاک مدفن کی

عدم کے راہروِ بارِ تعلق قطع کر بیٹھے
مسافر پہونچے منزل پر تو جھاڑی گرد دامن کی

چراغِ زندگی جبتک تھا گُل سب تھے پروانہ
سرِ تربت کسی نے شمع بھی آکر نہ روشن کی

شبِ وصل انکی ٹھنڈی سانسین دیوانہ بناتی ہین
بڑھی وحشت مرے دلکی جہان کچھ بھی ہوا انکی

دلِ پر داغ سے ہر وقت آہِ سرد بھرتا ہون
ہوائے باغِ جنت ہی ہوا میرے بھی گلشن کی

عدم کے جانیوالے بھی نہایت بیوفا نکلے
نہ پھر آئے پلٹ کر جب اُٹھائی باگ توسن کی

خدارا اب تو آؤ ہجر کی راتین بہت گذرین
تمھاری بھی ہے بدنامی ہوئی عادت جو شیون کی

غزل

دلِ بیتاب دیوانہ نہ کر دے تمکو فرقت مین
خبر لو جلد تم اے جاہ اس پہلو کے دشمن کی

شعر

زمانے سے جدا ہون مین بتونکی آشنائی سے
کنارہ کر کے بیٹھا ہون شبِ فرقت خدائی سے

چمن مین بلبلین سمجھین کہ گل مین شاخ مرجان مین
جو تمنے پھول توڑے باغ مین دستِ حنائی سے

قفس مین جان دی ہمنے تو کیا صیاد روتا ہے
پھڑکتا ہے ہمارے طائر جان کی رہائی سے

مثال آئنہ تم منھ پہ کہتے ہو مکدر ہون
نہ توڑو شیشۂ دلکو ہمارے اس صفائی سے

نہ تم معشوق کہلاتے اگر عاشق نہین ہوتا
تمہارے حسن کا شہرہ ہے میری آشنائی سے

گئے تھے غیر کے گھر تم کہے دیتی ہے آرایش
ڈھلے ہین نورتن بازو کے دیکھو ہاتھاپائی سے

قفس مین جان اگر نکلے تو کچھ نام وفا ہو بھی
دم آخر ہے اے صیاد باز آیا رہائی سے

وہ کہتے ہین کہ سنبھلو سیدھے بیٹھو ہو چکی شوخی
کہین افشا نہو راز محبت ہاتھاپائی سے

اثر انکی حیا کا ہے نہین یہ چرخ پر بدلی
شب وصلت نے بھی ڈھانکا ہے منھ اپنا دلائی سے

غزل ۱۵۱

سخندان ہون تو اتنی شعر بھی پڑھنے کو کافی ہین
بس اب اے جاہ کیا حاصل طبیعت آزمائی سے

شعر ۱۵۱

شب ہجر کی مطلوب دل زار نہین ہے
کملی یہ گدا کو ترے درکار نہین ہے

کیون دل کو گرفتار بلا کرتے ہین گیسو
تعزیر کے قابل یہ گنہگار نہین ہے

اے ماہ مرے گھر مین وہ مہرو ہی نہ آیا
اب چاندنی بھی فرش کو درکار نہین ہے

ہم شیفتۂ چشم ہوئے کیا اجل آئی
اچھا ہے جو ان آنکھون کا بیمار نہین ہے

پہچان گئے ہم یہ لگاوٹ کی نگاہین
فرمایئے غیرون سے سروکار نہین ہے

بندہ نہین کہتا کہ اُلٹ دیجیے پردہ
موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار نہین ہے

احباب مری قبر مین رکھتے نہین روزن
سب جانتے ہین حسرتِ دیدار نہین ہے

دشمن کو بھی تو قہر ہی سے دیکھتے ہین ہم
کانٹا بھی نگاہون مین کوئی خار نہین ہے

تو خضر ہوا اے شوق تو دم بھر مین پہنچ جائین
کچھ دور بہت کوچۂ دلدار نہین ہے

قاصد وہ یہان آنے کو فرماتے ہون توبہ
باور ترا کہنا مجھے زنہار نہین ہے

اغیار سے تھی قطع محبت بہت آسان
منظور مگر آپ کو سرکار نہین ہے

للہ نکل جا مرے گھر سے شبِ فرقت
رہنا ترا عاشق کو سزاوار نہین ہے

اُس گُل کی شبِ وصل بھی جاتی نہین چھیڑین
اِک بار اگر ہان ہے تو اِک بار نہین ہے

شعر	بیان دمبدم اظہارِ تمنّا شبِ وصلت اے چاہ وہان نازسے ہر بار نہین ہے	غزل

آنکھ اُس شوخ سے لڑی کیا ہے — جانتے ہی نہین خوشی کیا ہے

عشق کچھ کھیل ہے ہنسی کیا ہے — دل لگانا بھی دل لگی کیا ہے

دل کی قیمت گران ہو پھیر دو تم — اِس مین تکرار ہی اجی کیا ہے

دیکھنا انتہاے سوزاے شمع — ابتدا ہے ابھی جلی کیا ہے

کھینچتے ہین عاشقونسی کیون معشوق — یہ بھی اندازِ دلبری کیا ہے

سامنے تیرے حسن کے اے ماہ — حور کیا چیز ہے پری کیا ہے

کیون نہ چھینٹون مین آئے رندون کے — زاہدِ پاک بھی ولی کیا ہے

کبھی پژمردہ ہے شگفتہ کبھی — دل مرا پھول کی کلی کیا ہے

وہ نہ دیکھینگے آنکھ اُٹھا کے کبھی — آرسی مُنہ کو دیکھتی کیا ہے

آئین وہ یا نہ آئین ہے یکسان
جان بسمل آئین اب رہی کیا ہے

کوئی مانگے تو جان بھی دیدین
دل کا دینا بات ہی کیا ہے

دل جو سینے مین ہو گیا مجروح
یہ ادا بھی تری چھری کیا ہے

کیون نہ بچپن مزاج یار مین ہو
سن ہی نام خدا ابھی کیا ہے

غزل ۱۵۳

عادت ظلم بڑھتی جائے گی
جاہ تم دیکھنا ابھی کیا ہے

شعر ۱۴۱

تیرے عاشق کو ہے درکار زمین تھوڑی سی
دے جگہ تو اسے کوچے مین کہین تھوڑی سی

دل مین ارمان ہین بہت ہو بھی چکی آرائش
رات باقی ہے ابھی ماہ جبین تھوڑی سی

آستان پر جو ہے تو نکلے ہے ہر اک سر بسجود
یان بھی کیا آگئی کعبے کی زمین تھوڑی سی

نام بھی اہل جہان لین نہ عدم جانے کا
پائین راحت جو تہ چرخ برین تھوڑی سی

بوسۂ خال پہ زیبا نہین آتا انکار
مان لے بات ہے ای ماہ جبین تھوڑی سی

شوخیان کچھ تو دکھاتو ہمین اے توسنِ فکر
خوش خرامی کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

وسعتِ فکر کا ہمسر پلۂ ٹھہرا کوئی
آسمان چھوٹا سا نکلا تو زمین تھوڑی سی

صبر کر اے دلِ بیتاب نہ بڑھجائے ملال
کم ہوئی ہے ابھی وہ چینِ جبین تھوڑی سی

دہنِ تنگ کی کھینچی نہ مرقع مین شبیہ
رکھ گیا بات یہ صورت گرِ چین تھوڑی سی

کیا عجب عرش پہ لیجائین فرشتے اُٹ کے
تیرے کوچے کی جو ملجائے زمین تھوڑی سی

بعدِ مُردن ترے دیدار کی حسرت نہ رہے
وا جو آنکھین ہون دمِ بازپسین تھوڑی سی

کیمیا نام ہے جسکا وہ اسی در کی ہے خاک
ہے جو اکسیرِ جہان مین تو وہ بین تھوڑی سی

ہاے انکار وہ میرا کہ پلاؤ نہ شراب
اور کہنا وہ کسی کا کہ نہین تھوڑی سی

غزل ۱۵۴ — شعر ۱۵

سیرِ گلہاے مضامین کی ہے عادت جو اسے
چاہیے قابلِ گلگشت زمین تھوڑی سی

چھوٹ جائیگی جو قمری بچہ صیاد سے
پانون نکلے گا نہ دامِ الفتِ شمشاد سے

خشک تھا جوشِ جنون میں جسم لاغر اس قدر
خون کا قطرہ نہ ٹپکا نشترِ فصّاد سے

آ گئے جب سے ہم جہان میں غم خوشی کو سا تھ تھا
موت کا پیغام پیدا تھا مبارکباد سے

لاغری نے شکلِ تصویرِ خیالی کر دیا
کھینچ سکا نقشہ نہ میرا مانی و بہزاد سے

صاف آتی ہے وہان زخمِ بسمل سے صدا
شکر خالق کا ہوئے ہم سُرخرو جلّاد سے

دیکھیے شوقِ اسیری آتے ہی فصلِ بہار
پانون پر گر گر کے لی ہین بیڑیان حدّاد سے

کیون بگولے کو پریشان کرتی ہے اے بادِ تند
کیا عداوت ہے تجھے اس خانہ برباد سے

دیدہ و دانستہ اُن آنکھون کو نرگس کیا کہون
ہے خطا تشبیہِ چشم کور مادر زاد سے

جانِ شیرین دون اگر تم امتحان چاہو مرا
سر کو پھوڑون مانگ کر تیشہ ابھی فرہاد سے

ہون وہ بلبل جان کی گاہک ہے کب پائی نجات
موت کے پنجے مین آیا پنجۂ صیّاد سے

تشنہ کامانِ شہادت تشنہ رہ سکتے نہین
پیاس بجھ جائے گی آبِ خنجرِ فولاد سے

واہ رے جوشِ محبت رنگ لایا میرا قتل
خون کا دھبّا نہ چھوٹا دامنِ جلّاد سے

پڑ سکے غمخواری کا چسکا چھوٹ سکتا ہی نہین
یہ پری مانوس ہو جاتی ہے آدم زاد سے

آ گیا مرنا جو ہنگامِ ولادت مجھکو یاد
دیر تک رویا کیا شورِ مبارکباد سے

غزل ۱۵۵

عرضِ حالِ دل تو کرتا ہون مگر ڈرتا ہون جلاد
داورِ محشر نہ گھبرائے مری رُوداد سے

شعر

وہ جو مقتل مین ہین شمشیرِ ہلالی باندھے
ہم بھی مرنے پہ ہین اب ہمتِ عالی باندھے

مثلِ عنقا ہے حسینون کی کمر بھی معدوم
ہان جو باندھے کوئی مضمونِ خیالی باندھے

نامِ سفاک کا ہمنے بھی کیا ہے تعویذ
ہم بھی بازو پہ ہین اسمِ جلالی باندھے

تیرے ہونٹون پہ ہو بوسون کا نشان کیا اے شوخ
رنگ اپنا ہے یہان پان کی لالی باندھے

نام سے وصل کے اُس گل کو یہ اب نفرت ہے
سرِ قلم ہو جو کوئی ڈالی سے ڈالی باندھے

بد زبانی مین بھی عاشق کو مزا ملتا ہے
غیر گر ہو تو گرہ مین تری گالی باندھے

ایک اک اِن مین سے ہی صاحبِ زر اے گلچین
مٹھیان باغ مین غنچے نہین خالی باندھے

دلمین ٹھہرا کمرِ یار کا مضمون نہ کوئی | ہمنے کیا کیا نہ پہ مرغِ حنائی باندھے
تب مزا ہے کوئی کشتہ ہو کوئی بسمل ہو | فائدہ پھرتے ہو تلوار جو خالی باندھے

غزل ۱۵۶

وہ زمانہ ہی نہین جا وہ کھلین جوہرِ تیغ
اب تو سب پھرتے ہین بندوق و قنالی باندھے

شعر ۹

اے گلِ شباب گر ترا جوبن اُبھار دے | فصلِ بہار اور زیادہ بہار دے
دُھوکے بتون کا حُسن اگر لاکھ بار دے | بھولے سے دل ندون جو خدا اختیار دے
نکلے گا ایک خون کا قطرہ نہ جسم سے | نشتر رگون مین خارِ بیابان ہزار دے
خواہان شبِ فراق بھی ہے روزِ ہجر بھی | کِسکو یہ ایک جان ترا جان نثار دے
ہم ہین اسیرِ کُنجِ قفس اے نسیمِ باغ | اورون کو جا کے مژدۂ فصلِ بہار دے
بیتابیون کی حد بھی ہے کچھ ہجرِ یار مین | اللہ تجکو صبر دلِ بے قرار دے
اے دل مقابلہ ہے بُرا حُسن و عشق کا | ڈرتا ہون مین کہ تو کہین ہمت نہ ہار دے

بعدِ فنا دکھائے جو بختِ سیہ اثر — تا حشر روشنی نہ چراغِ مزار دے

غزل

شعر

اے جاہ مے کے پینے کا اسوقت ہی مزا
انکار مین کرون وہ قسم بار بار دے

جفا ہی ہم پہ ہو گر غیر ہین وفا کے لیے — سزا ہی جرمِ محبت ہی دو خدا کے لیے

ارادہ کرتے ہین جب عرضِ مدعا کے لیے — حجاب کہتا ہی چپکے رہو خدا کے لیے

نہ میرے قتل سے بدنام ہو تو ای قاتل — بہانہ ڈھونڈھ لے کچھ ظلمِ ناروا کے لیے

کہان کی شرم کہان کا حجاب وصل کی رات — ذرا نکلنے دو ارمانِ دل خدا کے لیے

سحر کا وصل کی شب انتظار کیا ای موت — جو ہونی ہو ابھی ہو جانِ مبتلا کے لیے

بہت نہ ظلم کرو ابتدائے الفت مین — کوئی ستم تو اٹھا رکھو انتہا کے لیے

وہ ہم پہ عشق و محبت کا رکھتے ہین الزام — عجیب جرم یہ ثابت کیا جفا کے لیے

شبِ فراق کے صدمون کا شکوہ کیجے کیا — کہ خود یہ داغ کلیجے پہ دل لگا کے لیے

یہی تو دن ہے فقط عرضِ مدّعا کے لیے	کہون نہ حشر مین کیونکر مین حالِ دل اُنسے

شعر	حیات و موت کا دنیا مین ساتھ ہی اے جاہ فنا بقا کے لیے ہے بقا فنا کے لیے	غزل

رقم اُسوقت میخوارون سے ہو تعریف بوتل کی	سیاہی ہاتھ آجائی اگر اے جاہ بادل کی
گوارا تھی نہ پہلو سے جدائی تمکو اک پل کی	ستم ہے بھولے جاتے ہو ابھی ہی بات ہے کل کی
اُسکی ہو رہی جسنے لگایا اِسکو مُنھ ساقی	ان ہی باتون سے دختِ رز لگا ہو مین ہی ہلکی
مجھے شانے پر اپنے رکھکے سر ایجان رو زو دو	گلے مین بدھیان پہنو مرے اشکِ مسلسل کی
ہنڈولے کی طرح تربت ہلیگی دل اگر دھڑکا	مرے سینے پہ تختی کوئی رکھدے انکی ہیکل کی
خیال اچھون کو رہتا ہے نہ کوئی اپنا نشا کیجو	تفسیرین کان تک پہونچین تو اک دن خواب مخمل کی
بہارِ باغ جاتے ہی گئی گلشن سے شادابی	ہوئی ہے سوکھکر کانٹا زبان ہر ایک کونپل کی
چھپائے سے چھپا ہی خون ناحق بھی کہین قاتل	ہمارے بعد سن لینا زمین بولیگی مقتل کی

پھرے کیا ہم سے وہ سارا زمانہ پھر گیا ہم سے
پلٹنا تھا کہ کاکلین بھی لینے لگین بل کی

سیاہی زلفِ جاناں کی سمائی ہے یہ نظرون مین
کہ اب ہر آنکھ اپنی کوٹھری گویا ہے کاجل کی

حسینانِ جہان ہین زینتِ ظاہر سے مستغنی
ضرورت چشمِ نرگس کو ہوئی کس روز کاجل کی

ہوئی وہ چند زینت جب سے پہنی تمنے زنجیرین
بیاضِ صبحِ گردن تھی فقط محتاج جدول کی

شعاعون مین جھلک آئی ہے تیری جامہ زیبی سے
چرالی ہے کرن خورشید نے یہ تیرے آنچل کی

عناصر کی حقیقت سنکے یہ ظاہر ہوا ہمپر
عنانِ توسنِ عمرِ روان ہے چار انگل کی

گلستان مین ترے جانے کی بو جسدن کے پھوٹی
بچھا رکھی ہے سبزے نے بھی مسند سبز مخمل کی

مری دم تک ٹپکتا تھا لہو شمشیرِ قاتل سے
ہمیشہ خاک اڑائیگی زمین اب سے ہی مقتل کی

غنی ہین رہبرون سے سالکانِ وادیِ الفت
جنابِ خضر کو حاجت کہان ہے شمع و مشعل کی

جہان ابرِ سیہ دیکھا لنڈھا دی خم کی خم اُسنے
بسیج اٹھتا ہے دل ساقی کا گرمی پا کے بادل کی

مشامِ جان معطر ہے شمیمِ روح پرور سے
ہوائے دامنِ گل ہے ہوا اُس بت کے آنچل کی

غزل ۱۹۹	قدم گھر مین نہین ٹکتا رہو جاوہ وحشت کا جہان ابرِ سیہ دیکھا ہمین یاد آئی جنگل کی	شعر ۱۳

یون ناطقہ تھا بند نہ اغیار کے آگے — منہ سی کے نہ تم بیٹھتے تھے چار کی آگے

کیا حالِ دلِ زار کہون یار کے آگے — لے بیٹھے وہ نادان نہ کہین چار کی آگے

مرنے پہ بھی چھوٹے نہ محبت کا علاقہ — تربت بھی ہو اپنی درِ دلدار کے آگے

ممکن نہین آئے دہنِ زخم سے آواز — دم بند ہے قاتل تری تلوار کے آگے

تھا رنگ پر اپنا بھی کبھی باغِ جوانی — ہم بھی گُل تر تھے اِسی گلزار کے آگے

سائے کی طرح ٹھوکرین کھایا کیے عاشق — بستر جو لگایا تری دیوار کے آگے

اب گالیون کا تار بندھا ہے سرِ محفل — آتے تھے نہ یون منہ کبھی تم چار کی آگے

ملتا نہین اب تو نظرِ شوق کو رستہ — کب بند تھے روزن تری دیوار کی آگے

آنکھون مین سمائیگی نہ تربت کی سیاہی — پھیکی ہے شبِ گیسوِ دلدار کے آگے

ہر گام پہ اب ٹھوکرین کھاتی ہی قیامت
بڑھتا نہین فتنہ تری رفتار کے آگے

رخسارون پہ جاری یہ لہو کے نہین آنسو
پھولی ہے شفق دیدۂ خونبار کے آگے

آنکھون سے نکل کر یہ صدا دیتے ہین آنسو
نظرون سے گراؤ نہ ہمین چاہ کے آگے

غزل ۱۶۰

وہ جانتے ہین چاہ بناوٹ کی ہین باتین
اظہارِ محبت نہ کرو یار کے آگے

شعر ۵

مقتل مین وہ جو آئے ہین خنجر لیے ہوئے
جانباز ہین ہتھیلیون پہ سر لیے ہوئے

آغوش مین صدف نہین گوہر لیے ہوئے
ہے گود مین یتیم کو مادر لیے ہوئے

آمد ہے بوستان مین یہ کس بادہ نوش کی
لالے کے بھی درخت ہین ساغر لیے ہوئے

کرتے ہین قتل دیکھیے کس کو کہ دیر سے
ابرو پہ بل ہے بیٹھے ہین خنجر لیے ہوئے

حسنِ صبیحِ یار پہ شاید نظر پڑی
حیران ہے آئنہ جو سکندر لیے ہوئے

پرسش سے روزِ حشر سبکدوش ہین گدا
جاتے ہین سر پہ بار تونگر لیے ہوئے

اَبکی برس یہ فصلِ بہاری کا جوش ہے
کانٹے بھی ہین بغل مین گُلِ تر لیے ہوئے

ٹکرا رہے ہین بابِ اجابت سے ہجر مین
نالے ہمارے عرش ہین سر پر لیے ہوئے

شُہرہ ہمارے جوشِ جنون کا جو سُن لیا
صحرا مین خارِ راہ ہین نشتر لیے ہوئے

مژگان سے دل کو چھیدتی ہین مردمانِ چشم
آفت کی برچھیان ہین ستمگر لیے ہوئے

غنچے کی طرح تنگدلون مین نہین ہے فیض
ممسک ہین مٹھیون مین عبث زر لیے ہوئے

پائی جو سانس کچھ تنِ بسمل مین بعدِ ذبح
وہ دیر تک کھڑے رہے خنجر لیے ہوئے

پھولین غنی نہ دولتِ ناپائدار پہ
ہین چندروز صورتِ گُل زر لیے ہوئے

سیراب تشنہ کامِ شہادت ہو کس طرح
بے آب ہین وہ ہاتھ مین خنجر لیے ہوئے

غزل ۱۶۱

اے جاہ خوش ہو یار نے بھیجا ہے خط مجھین
آیا جوابِ نامہ کبوتر لیے ہوئے

شعر ۱۴

تم یہ عاشق ہین ہم دل و جان سے
بات یہ ہے جو پوچھو ایمان سے

تھا کسی پر عیان نہ گُل کا حُسن
بو یہ پھوٹی نسیم بُستان سے

اپنی نرمی ہے حفظ کا باعث
نہین کٹتی زبان دندان سے

جس کو کہتے ہین لوگ چھوٹی ہنسی
سیکھ لین ہم بھی زخمِ خندان سے

بس چلے کچھ اگر حریصون کا
چھین لین آب دُرِ غلطان سے

نامہ بر اُن کو رحم آجائے
حال کہنا کچھ ایسے عنوان سے

نہ ملی تیرے زار کی شہ رگ
تیغ پوچھا ہی کی گریبان سے

سر بھی گر ہو قلم مثالِ قلم
پاؤن سرکے نہ اپنا میدان سے

لین گے وحشت مین بھر بخیۂ زخم
اشک کے تار چشمِ گریان سے

غیر ہی کا نصیب اچھا ہے
رسم تمسے ہے راہ دربان سے

تھی یہ وحشت مین ضعف کو قوت
ہاتھ اُلجھا رہا گریبان سے

زخم بھر بیانِ لذتِ درد
مانگ لین گے زبانِ پیکان سے

نکل آئے کنوین سے یوسف بھی	دل نہ نکلا چہ زنخدان سے

غزل ۱۶۲	چاہ سے بے وفائیان نہ کرو تم پہ عاشق ہے وہ دل و جان سے	شعر ۱۲

چاہ فکر وصل کیون دن رات ہے	یہ تو ین آئے کی ساری بات ہے
کعبہ و دیر و حرم مین جائے کون	دور ہی سے سب کو تسلیمات ہے
چار فقرون مین لیا خط کا جواب	واہ اے قاصد تری کیا بات ہے
اب مجھے وہ روکھے دیتے ہین جواب	سوکھے ٹکڑون پر مری اوقات ہے
بے ملے اغیار کے آیا نہ چین	بندہ پرور واہ تسلیمات ہے
آہ عاشق سے ڈرو پچتاوگے	حق تعالے سامع الاصوات ہے
وصل مین رویا جو مین بولا وہ شوخ	واہ کیا بے فصل کی برسات ہے
دل دیا مین نے تو بولے پھیر کر	یہ بھی کیا تحفہ ہے کیا سوغات ہے

گالیوں سے یار کی بھرتا ہے پیٹ
عاشقوں کی بس یہی اوقات ہے

کی جو خاموشی بتون نے اختیار
مصلحت ہوا سمین بھی اک بات ہے

جس کو کہتا ہے شب یلدا جہان
وہ تمھارے گیسوؤن کی رات ہے

غزل ۱۶۳

ہجر کی شب جاہ حسبِ قولِ داغ
ایک مین ہون یا خدا کی ذات ہے

شعر ۱۶۴

کیا خنجرِ قاتل کی ہو تعریف کسی سے
اس پھل کے مزے کو کوئی پوچھے مری جی سے

وہ ٹالتے ہین وصل کا اقرار یہ کہکر
باندھو نہ گرہ مین جو کہین بات ہنسی سے

تم غیر سے ہنس ہنس کے زیادہ نہ جلاؤ
مین آپ جلا کرتا ہون اس دل کی لگی سے

دیکھو تو یہ شوخی کہ جفائین بھی ہین مجھپر
اور یہ بھی ہے دعوی کہ محبت ہے تجھی سے

میخوار وہ ہون سیکڑون خم ہو گئے خالی
گھبرا گیا ساقی بھی مری بادہ کشی سے

بیتابیِ دل پر انھین آجاتا ہے غصہ
سب کام بگڑتے ہین مری بےادبی سے

کوچے مین ترے کھینچ کے لاتی ہی محبت
مجبور ہون چلتی نہین کچھ دل کی لگی سے

کیا جانیے کیا دم پہ گذرتی ہے جو یارب
دل تھامے نکلتا ہے ہر اک اُسکی گلی سے

کوٹھے کو فلک سمجھے ہین دیکھو تو یہ بچپن
کہتے ہین ہمین ہو گئی معراج ابھی سے

آغاز مین ظاہر ہو جو انجامِ محبت
الفت نہ کرے کوئی زمانے مین کسی سے

رکھے تری رفتار نے کب ہوش ٹھکانے
پوچھے کوئی کیا حال قیامت کا کسی سے

نقارہ ہوا کوچ کا گلشن سے ہے رخصت
آتی ہے یہ آواز چٹکنے مین کلی سے

آسان ہین احسان ترے ہر اک کو اٹھانا
کیا ہجر کے صدمے ہین جو اٹھین نہ کسی سے

غزل ۱۶۴

اے جاہ غمِ ہجر مین گر جان بھی جائے
جانے دو کھو رازِ محبت نہ کسی سے

شعر ۲۰

کچھ حسرتین نکلنے نہ پائین ہزار کی
رخصت ہوئی برات عروسِ بہار کی

اک دن ہوئی نہ قدر گلون کو ہزار کی
بگڑی رہی ہوا چمنِ روزگار کی

تھامے رہی رکاب جو اُس شہسوار کی
پھولی ہوئی ہے سانس نسیمِ بہار کی

گردن ہے زیرِ تیغ جو مجھ دل فگار کی
باچھین کھلی ہین قبضۂ شمشیرِ یار کی

شبنم سے حُسنِ چہرۂ گُل کیا نمود ہو
یہ بھی ہے اِک نقاب عروسِ بہار کی

تشبیہ دون اگر دُرِ دندانِ یار سے
بڑھ جائے آبرو گہرِ آبدار کی

ایذا رسان ہین اپنے ہی اس باغِ دہر مین
خوشبوے گُل نے گُل کی قبا تار تار کی

مانندِ سرو ہم بھی ہین اس باغ دہر مین
کچھ غم خزان کا ہے نہ خوشی ہے بہار کی

شکرِ خدا کہ بن گئی تو وہ مِری لحد
مٹی ٹھکانے لگ گئی مُشتِ غبار کی

دنبالے چشمِ یار مین کاجل کی یہ نہین
باگین ہین دونون ابلقِ لیل و نہار کی

وہ زار ہون جو سیرِ چمن کو گیا کبھی
اُنگلی روش روش پہ اُٹھی خار خار کی

مجھ سخت جان سے سارا زمانہ خلاف ہے
مُنھ موڑتی ہے باڑھ بھی شمشیرِ یار کی

بادِ خزان نہ پائے الٰہی چمن مین دخل
یون ہی ہوا بندھی رہے بادِ بہار کی

کہتا ہے جام ہے مری تقدیر مین شکست
توبہ ہنوگا مین بھی کسی بادہ خوار کی

منقار مین بلبلون کی کسی دن تو کام آئین
کھولین گرہ نقاب عروسِ بہار کی

جب سے لگا ہے آپکے جوڑے مین سیں پھول
چوٹی ہے آسمان پہ عروسِ بہار کی

مفلس نہ اس یتیم کو تو جان اے صدف
مضبوط ہے گرہ گہرِ آبدار کی

کہتے ہین مہر و ماہ زمانے مین جنکو لوگ
ہین بھونریان یہ ابلقِ لیل و نہار کی

کنگھی طلب وہ کرتے ہین جوڑے کے واسطے
مٹھی کھلے گی نافۂ مشکِ تتار کی

غزل ۱۶۵

ٹوٹا نہ تار آنسوؤنکا ایک پل بھی جاہ
رقت ذرا نہ کم ہوئی شمعِ مزار کی

شعر ۱۱

دل مبتلائے گیسوئے خمدار ہی سہی
خیر اپنا بال بال سیہ کار ہی سہی

دعوے مری وفاؤن کا بیکار ہی سہی
تیری جفا جفا نہ سہی پیار ہی سہی

تلوار کھینچتے جو نہین ہو لگاؤ تیر
تر میرے خون سے لبِ سوفار ہی سہی

دو گھر ہین دیر و کعبہ کہین کا تو ہو رہے
تسبیح گر نہین ہے تو زنار ہی سہی

دشمن کے پاس بیٹھے میسر نہو جو دوست
پہلو مین گل نہ ہون نہ سہی خار ہی سہی

دو گز زمین کوچے مین دو قبر کے لیے
بعد فنا لحد پس دیوار ہی سہی

امید عفو جرم ہے رحمت کی شان سے
بندہ ترا سزا کا سزاوار ہی سہی

ہمنے کہا جو شام بلا کیا برا کہا
زلف سیاہ تیری شب تار ہی سہی

برہم نہو مثال اگر دی ہلال سے
ابرو ترے کھنچی ہوئی تلوار ہی سہی

کچھ تو زکوۃ حسن کی دینا ضرور ہے
بوسے سوا نہ دو ہمین دو چار ہی سہی

غزل ۱۶۶

گر حفظ وضع سے نہین ہوتا فغان کا ضبط
اے جاہ پاس خاطر دلدار ہی سہی

شعر ۱۱

خیال عارض گلگون مین گر شراب کھنچے
نیا ہو رنگ نیا گل کھلے گلاب کھنچے

ہزار بار جو وہ شوخ بے حجاب کھنچے
ہر اک ادا یہ دل خانہ خراب کھنچے

امیدِ فیض ہو کیا خاک کورِ باطن سے
محال ہے کسی اندھے کنوین سے آب کھنچے

جو مہرِ رخ کی شعاعین کمند بن جائین
زمین پہ چرخِ چہارم سے آفتاب کھنچے

غضب کا جذب ہے عشاق مین بھی ای قاتل
عجب نہین ہے جو خنجر کی تیر آب کھنچے

جو یادِ چہرۂ انور مین فال کھلواؤن
تو میرے زائچے مین شکلِ آفتاب کھنچے

حرم کو آئے ہین ہم بتکدے سے ای زاہد
کہین کے پھر نہ رہین گے اگر جناب کھنچے

شمارِ بوسہ پہ یون آ گئی جبین پہ شکن
کہ جیسے مدِ سرِ دفترِ حساب کھنچے

بہت اٹھایا ہے سر تو نے بحرِ عالم مین
نہ تیغِ موج کہین دیکھ ای حباب کھنچے

اجل بھی آئے تو نشے مین چور ہو جائے
جو میرے زخم کے انگور سے شراب کھنچے

غزل ۱۶۷

فشارِ قبر سے ای جاہ بچگئے بس مرگ
نہ اس شکنجے مین ہم صورتِ کتاب کھنچے

شعر ۱۱

خونریز ہو گئی ہے خونخوار ہو گئی ہے
اب تو نظر تمھاری تلوار ہو گئی ہے

فرقت میں دل پہ صدمے گذری ہیں ایسے
دو دن کی زندگی بھی دشوار ہوگئی ہے

محفل میں چار آنکھیں کرتے نہیں حیا سے
سب جانتے ہیں باہم تکرار ہوگئی ہے

روزِ فراق ای دل اُس بت کا ذکر کیا ہی
عاشق سے موت بھی تو بیزار ہوگئی ہے

سنتا ہوں جب سے نالی کوٹھے پہ اُنکے پہونچے
دو چار ہاتھ اونچی دیوار ہوگئی ہے

جب سامنا ہوا ہے اُس شوخِ جنگجو سے
لڑنے پہ آنکھ اپنی تیار ہوگئی ہے

عاشق جسے سمجھنا ہر دم اُسی سے کھنچنا
کچھ آپ کی یہ عادت سرکار ہوگئی ہے

مرتا ہے ایک عالم اس دورِ مے پہ ساقی
جس روز سے چلی ہے تلوار ہوگئی ہے

مانع وصال سے ہی دونوں طرف کدورت
گردِ ملال جسم کر دیوار ہوگئی ہے

کیا جانے کور باطن دل کا ہمارے عالم
اس آئینے کی ٹٹی دیوار ہوگئی ہے

غزل ۱۶۸

ای جاہ عشقِ گیسو تڑپا رہا ہے ہمکو
یہ رات کاٹنی اب دشوار ہوگئی ہے

شعر ۱۱

صور پھک جائے قیامت کی گھڑی آئی ابھی | جا کے نالہ جو مرا عرش سے ٹکرائے ابھی

اتنا عاشق کو کہاں صبر کہ قاصد کو ہو دیر | دل تو یہ چاہتا ہے جائے ابھی آئے ابھی

میری آہیں بھی جو سنتے ہیں نہیں آتی ہیں | چاہتے ہیں دلِ مجروح ہوا کھائے ابھی

ہجر میں ایک گھڑی شاق ہے جینا مجکو | کل گذرنی ہو جو مجھپر وہ گذر جائے ابھی

لاکھ پوچھوں میں بتاتے نہیں صحبت والے | لے گیا کون مرے سینے سے دل ہائے ابھی

وصل میں شرم کا شکوہ نہ کر اُس سے اے دل | پہلی ہی رات ہے کیونکر نہ وہ شرمائے ابھی

دل تو ہے مجھسے سوا تابعِ فرمانِ حضور | آپ ارشاد جو فرمائیں بجا لائے ابھی

دیکھو گر تم نگہِ ناز سے عاشق کی طرف | دل میں جو پھانس چُبھی ہے وہ نکل جائے ابھی

پوچھوں کیا اُس سے کہ عُشاق میں ہے سچا کون | خود وہ نادان ہے کیا اُسکی بھلا رائے ابھی

دیکھے نامہ مجھے کس طرح نہ ٹھہرے قاصد | کیا ترا دل ہے کہ آتے ہی پلٹ جائے ابھی

بدگمان آپ ہوں غیر کے بھڑکانے سے

غزل ۱۶۹	حیا وہ ہے جسکی قسم لین وہ قسم کھائے ابھی	شعر ۱۴

دل مرا پھیر دو مجکو تمھین دو بھر بھی ہے — مصلحت اب ہو اسی مین یہی بہتر بھی ہے

ناوک ناز کی حسرت مین ہین دونون بیتاب — دل پہ یہ داغ اگر ہے تو جگر پر بھی ہے

حلق پر چل کے ٹھہر جاتا ہے دم لینے کو — نازنین تو ہے تو نازک ترا خنجر بھی ہے

پوچھتا پھرتا ہے کانٹون سے ترا سودائی — دشت مین پاس کسی کے کوئی نشتر بھی ہے

اہل میخانہ ہین ناخوش مری مینوشی سے — خم بھرے بیٹھے ہین دل مین لیے ساغر بھی ہے

مطلع

مصرع سرو ہو کیا مصرع قد سے — رکن کم ہین کہین اُس قد کے برابر بھی ہے

دشت کی گرد ہے میری تن عریان کا لباس — یہی غربت مین قبا ہے یہی چادر بھی ہے

مین جو آتا ہون بگڑ جاتا ہی ساقی کا مزاج — جام کے ساتھ ہی گردش مین مقدر بھی ہے

آپ بیکار خفا ہوتے ہین مجھپر دم ذبح — سخت جان مین ہون تو کند آپکا خنجر بھی ہے

چھیڑ دو آج محبت کا فسانہ للہ — ہم بھی ہین تم بھی ہو اور داور محشر بھی ہے

شوق سے دل مین ہین آپ ترددنگرین	اِس سے بہتر کہین عالم مین کوئی گھر بھی ہے
تم جو پہلو مین ہو آرام کے پہلو ہین نصیب	آج قابو مین ہمارا دلِ مضطر بھی ہے
بیٹھا پھیر نہ گردن پہ چھُری لے قاتل	کیا ستم کرتا ہے اللہ کا کچھ ڈر بھی ہے

غزل

خانۂ یار کا جویا ہے جو قاصد اے جاہ
صبح سے آج تباہی مین کبوتر بھی ہے

شعر

ٹل جائیگی آئی ہوئی فرقت مین بلا بھی	تم جسکو نہ پوچھوگے نہ پوچھیگی قضا بھی
اچھا نہین محبوب کا اِک حال پہ رہنا	معشوق وہ ہی جسمین وفا بھی ہو جفا بھی
چٹکی نہ رُکے کس آج نمک پاشِ جراحت	زخمون کا بڑھے درد تو کچھ آئے مزا بھی
پوچھا نہ اسیرانِ محبت کو کسی نے	بو زلف کی لیکر کبھی آئے نہ ہوا بھی
دیکھو تو یہ تقدیر کہ اشکون نے مٹایا	اُس شوخ کو ہمنے جو خطِ شوق لکھا بھی
انکھین ہی فقط کب ہین مریجان کی دشمن	ہے مجھپہ چھُری تیز کیے انکی ادا بھی

دل پھیر کے میرا کفِ افسوس نہ ملیے
ہے اُنکے ہمارے بھی نئی طرح کی رنجش
مین نے جو کہا ہے لیے بوسے نہ ٹلونگا
گھر غیر کے جاتے ہو تو یون چھپکے ہی ادھر
جاتا رہے ہاتھونسے نہ یہ رنگِ حنا بھی
وہ ہمکو مناتے بھی ہین ہمسے ہین خفا بھی
مُنھ پھیر کے فرمایا کہ چل دور ہو جا بھی
رستے سے مٹاتے چلو نقشِ کفِ پا بھی

غزل

بیٹھے تو ہو مسجد مین تصور ہے بتون کا
افسوس تمھین جا نہین خوفِ خدا بھی

شعر

کیا جلد آنکھ پھر گئی اُس رشکِ ماہ کی
گُل بار بار ہوتی ہے قندیل ماہ کی
ہر سُو ہے دھوم گردشِ چشمِ سیاہ کی
کچھ راستہ ملے جو اشارے کرین حضور
سُرمہ لگا کے آپنے دیکھا جو سوئے غیر
گردش یہ دیکھیے مرے بختِ سیاہ کی
اندھیر کر رہی ہے ہوا میری آہ کی
باندھے ہوئے ہے دھاک سرو نگاہ کی
تیغِ نظر چلے تو چھٹے بھیڑ راہ کی
عشاق کی نگاہ مین دنیا سیاہ کی

پھرتا ہے چشمِ قیس مین اُڑتا غبار کا
آنکھون مین ہے سمائی ہوئی گرد راہ کی

عشاق کے ذرا دلِ مجروح دیکھیے
زخمون کو احتیاج ہے تارِ نگاہ کی

پوچھے تو کوئی کاتبِ اعمال سے کہ مرے
یہ کون لکھنے واسطے تھے فردِ گناہ کی

کی مشق ہمنے نقشِ محبت کی اِسطرح
لکھ لکھ کے نام یار کا وصلی سیاہ کی

وحشی سے تیرے خاک نے کین سربلندیان
اُٹھ اُٹھ کے آسمان بنی گرد راہ کی

وہ لاکھ میرا خون چھپائین کہینگی تیغ
ہون مطمئن کہ تیغ زبان ہے گواہ کی

مجھ خانمان خراب کا مدفن جہان بنا
مٹی وہین کی آکے ہوا نے تباہ کی

نکلا نہ آفتابِ قیامت بھی خوف سے
محشر مین کام آئی سیاہی گناہ کی

چارون طرف وہ دیکھتے ہین بار بار آج
گرتی ہے کوند کوند کے بجلی نگاہ کی

سائے مین اِسکے دلکو بڑی راحتین ملین
یارب دراز عمر ہو زلفِ سیاہ کی

کانٹون کی طرح پھول کھٹکتے ہین آنکھ مین
بے تیرے مجکو زہر ہے سبزی گیاہ کی

غزل ۱۶۲	اے جاہ ہوگا طائر دل کس طرح شکار پھر ہمکو اُسنے دیکھ کے ترچھی نگاہ کی	شعر ۱۶

نقدِ دل پہلو مین ہے اک شوخ پرفن کیلیے
ڈال یہ ہمنے لگا رکھا ہے دشمن کیلیے

گوشۂ ابرو ہے زیبا اُسکے مسکن کیلیے
شاخ آہو مرغ دل تاکے نشیمن کیلیے

شامیانے کی فقیر ونکو ترے کیا احتیاج
گنبدِ گردون فقط کافی ہے مدفن کیلیے

وصل کی شب بھی نہ لذت پائی دستِ شوق نے
کچھ لیے بھی تو مزے محرم نے جوبن کیلیے

جو قلم سے شعر نکلا دلمین حاسد کے چبھا
نیزۂ خطی مرا خامہ ہے دشمن کیلیے

پردۂ غفلت پئے عمرِ روان درکار تھا
تھی اندھیری بھی کوئی درکار توسن کیلیے

تیرہ بختی وصل کی شب گر دکھائی کچھ اثر
حلقۂ گیسو ہون پھانسی میری گردن کیلیے

رکھدیے ہیں کے آگے بازوؤنسے کھول کر
لائے کیا اچھے کنول وہ میرے مدفن کیلیے

خط نکلنے سے بہارِ حسن دونی ہوگئی
سبزہ ایسا ہی تھا زیبا ایسے گلشن کیلیے

خاک مین وحشی ترا گر مل گیا اچھا ہوا
چاہیے تھا دشت کو پیوند دامن کیلیے

وہ جو سرگرمِ سخن ہوتے ہین کہتی ہے ادا
کوئی جا دورہ نہ جائے چشمِ بر فن کیلیے

قیس کو جب دیکھ چکا مٹی بیابان کا غبار
ہر طرف اٹھے بگولے طوفِ مدفن کیلیے

ان بتون کی بندگی سے سر اٹھائی کسطرح
ہے چھری کھینچے ہوئے قشقہ برہمن کیلیے

پھیل کر ہر نخل کے سائے نے دکھلائی بہار
بن گیا فرشِ مشجر صحنِ گلشن کیلیے

ایک اک دھجی کا وحشت مین ہوا مجھسے حساب
جا ترے کانٹون نے میری جیب و دامن کیلیے

شعر

وہ نگاہین ہستیِ عاشق کی دشمن ہی رہین
بجلیان تڑپا ہی کین ای جاہ خرمن کیلیے

غزل

بڑھ گئی وصل کی شب وصل یہ حجت کیسی
بنکے بگڑی صفتِ زلف یہ قسمت کیسی

وصل مین ای دلِ نادان نکر اُسسے شکوہ
دو گھڑی لطف کی باتین ہین شکایت کیسی

روح جب تن سے نکلتی ہی تو دیتی ہی صدا
کاٹ دی قید کی ہمنے بھی یہ مدت کیسی

کون آیا ہے یہان فتنۂ محشر یارب
آگئی اور قیامت مین قیامت کیسی

تیرے بیمار مسیحا کا نہ لین گے احسان
وہ یہی بھول گئے ہوتی ہے صحت کیسی

درد دل مین نہین ہوتا ہی تو گھبراتا ہون
اپنے مہمان سے مجھے ہوگئی الفت کیسی

داورِ حشر سے کرتا ہون جو تیرا شکوہ
منھ سے رک رک کے نکلتی ہے شکایت کیسی

اسکو آتا نہین بے میرے کہین اور قرار
مجھسے مانوس ہوئی ہے شبِ فرقت کیسی

مردے جی اٹھتے ہین چلتے ہو اگر ناز سے تم
بس یہی حشر ہے اب اور قیامت کیسی

وصل سے کرتے ہین انکار زبان دیکر
کروٹین لیتی ہے ایدل تری قسمت کیسی

سنکے شکوے وہ شبِ وصل مین فرماتے ہین
گلۂ بخت کرو میری شکایت کیسی

آنسوؤن سے کوئی چھڑکاؤ نہین کرتا ہے
خاک اڑائی ہے ہوائے سرِ تربت کیسی

حشر پر وعدۂ دیدار نہ رکھیے للہ
بس نکل آئیے پردے سے قیامت کیسی

بیکسی مرقدِ عاشق پہ جو دیکھی ای جاہ

غزل — رات بھر روئی ہے شمع سرِ تربت کیسی — شعر

کام اتنا تو بھلا آہ جگر سے نکلے
دل کو تھامے ہوئے وہ شوخ بھی گھر سے نکلے

ڈھونڈھنے کے لیے ہم اُس مہِ تابان کا نشان
پھاڑ کر اپنا گریبان سحر سے نکلے

راہ لون دیر کی یا کعبے کا رستہ یارب
نہین معلوم وہ بُت ہو کے کدھر سے نکلے

زلفین مشّاطہ بناتی ہے ستم کرتی ہے
کہین یارب یہ بلا یار کے گھر سے نکلے

سیرِ عالم کی رہی خانہ نشینی مین نصیب
ہم بھی آئینے کے مانند نہ گھر سے نکلے

لاغری نے ہمین مشہور کیا شکلِ ہلال
اُنگلیان اُٹھنے لگین ہم بھی جدھر سے نکلے

آبرو پر تری پھر جائیگا پانی اے دل
چار آنسو بھی اگر دیدۂ تر سے نکلے

بہکی بہکی ہوئی ڈالین جو وہ مستانہ نگاہ
موج تا حشر نہ پھر بادۂ نظر سے نکلے

اپنے جانبازون کو کیا دیکھ رہا ہے قاتل
سر ہتھیلی پہ ہین خنجر تو کمر سے نکلے

ساتھ سودائیون کا چھوڑ نہ اے وحشتِ دل
تو نے جب انکو نکالا تو یہ گھر سے نکلے

روزنِ در ہوئے مسدود کہ پہونچے نہ نگاہ
ہائے اب حسرتِ دیدار کدھر سے نکلے

سر بھی پھیر نہ رہے سیدھی ہوا گر انکی نگاہ
پہلے یہ بل تو کہین تیغِ نظر سے نکلے

رہکے کعبے مین یہ بت اور قیامت ڈھاتے
ہو گئی خیر کہ اللہ کے گھر سے نکلے

کھینچے نقاش جو میرے تنِ لاغر کی شبیہ
بال بھر فرق نہ اُس موی کمر سے نکلے

میرے مرنیکی خبر سُنکے ہے دربان کو حکم
کوئی لاشہ نہ خبردار ادھر سے نکلے

نالۂ بلبلِ شیدا جو دکھائے تاثیر
پیرہن پھاڑکے خوشبوئے گلِ تر سے نکلے

غزل ۱۷۵

لذتِ تیرِ نگہ چھوٹتی کیونکر اے جاہ
نہ تو یہ دل ہی سے نکلے نہ جگر سے نکلے

شعر

کیا تاب کوئی دیکھے تجلّی شراب کی
اس آفتاب مین ہے چمک آفتاب کی

کھلتی نہین ہے وجہ جو شرم وحجاب کی
یہ بھی گرہ ہے کیا ترے بندِ نقاب کی

دیکھو تعلّیان مری چشمِ پُر آب کی
گرداب بن گئی ہے سپر آفتاب کی

حالت بیان ہو کیا دلِ پُر اضطراب کی
بجلی کی ہے تڑپ تو چمک آفتاب کی

جسکو بہار کہتے ہین سب ساکنانِ باغ
یہ بھی ہے ایک فصل گلستان کے باب کی

شوخی بتون مین ہے نہ اشارے نہ گفتگو
تصویر بنگئے ہین تمھارے حجاب کی

بچپن کی ہٹ تو دیکھیے کہتے ہین تارے
ٹانکین گے آنچلون مین کرن آفتاب کی

آیا جو میکدے مین تو زاہد کے ہوش اُڑے
بے پر کے اُڑتی دیکھلے بوتل شراب کی

لاتی ہے صبح و شام شفق کس لیے حنا
حاجت نہین ہے پیرِ فلک کو خضاب کی

خلقت گری ہی لوٹ کے جب چشمِ مست پر
کیا کیا جلی ہے رشک سے بھٹی شراب کی

دیکھا نگاہِ بد سے جو اُس بحرِ حسن کو
موجون نے آکے پھوڑ دین آنکھین حباب کی

محشر مین برہمن سے کہے گی زمین بھی
ناحق بناکے بُت مری مٹی خراب کی

بلبل خزان مین خاک خوش الحانیان کرے
پتی لگی ہوئی ہے گلے مین گلاب کی

اے بحرِ حسن پاسِ نزاکت بھی تھا ضرور
انگیا مین چاہیے تھی کٹوری حباب کی

دامن جو تر ہے آنکھ سے کرتا ہون بازپرس
دریا سے پوچھتا ہون حقیقت سحاب کی

شبنم نے کیا بڑھائی ہے گلشن کی آبرو
بھر دی ہے موتیون سی کٹوری گلاب کی

آہون کے ساتھ نکلے ہین سینے سی لختِ دل
دامن مین ہین نسیم کے کلیان گلاب کی

تم بے نقاب ہو تو بر آئے مری اُمید
محتاج ہے یہ صبح فقط آفتاب کی

اعمال اپنے تول رہا ہون نگاہ مین
آنکھین مری بنی ہین ترازو حساب کی

غزل ۱۴۶

ای جاہ شش جہت مین نہ کیون ہو سخن کی دھوم
اصلاح ہے امیر سے عالی جناب کی

شعر ۱۱

دیکھو یہ شوخیان کسی چشمِ کحیل کی
پل بھر مین راہ کرتی ہی طے ایک میل کی

قاصد سے یار نے نہ ہمارا سُنا پیام
کام آئی کچھ وہان نہ وکالت وکیل کی

عیسےٰ سے چھپ سکیگا نہ آزار عشق کا
کہدیگی حال نبض تمہارے علیل کی

عصیان ہزار ہون مجھے کیا خوف واعظو
رحمت وسیع ہے مرے ربِّ جلیل کی

گلچین تباہیِ زرِ گل کا نہ رنج کر
ہوتی ہے رائگان کہین ہی دولت بخیل کی

ثابت سکوت سے ہے تو تنکا نہین دہن
اب جای گفتگو ہے نہ حاجت دلیل کی

آتا ہے وہ مسیح عیادت کو جب کبھی
بڑھتی ہین پیشوائی کو نبضین علیل کی

دیکھو تو ان کو منھ سے نکلتی نہین ہے بات
گویا دہانِ تنگ ہے ہمت بخیل کی

آبی دوپٹہ چُن کے جو اوڑھا ہے یار نے
ہے جو شکن وہ موج ہے دریای نیل کی

داغون سے دل بھی رشکِ چمن ہی فراق مین
دیکھو بہار آکے ریاضِ خلیل کی

غزل

اِک تل کی بھی جگہہ نہین آنکھون مین اب تو جاہ
تشکلین سمائی ہین یہ بتانِ جمیل کی

شعر

آنکھ سونے کی شبِ وصل پڑی رہتی ہے
سامنے آنکھون کے سونیکی گھڑی رہتی ہے

قیدیِ زلف کو تکلیف بڑی رہتی ہے
رات دن پاؤن مین زنجیر پڑی رہتی ہے

نیل جو سونکے بنا دیتے ہین سوسن اسکو
لبِ گلرنگ پہ مسّی کی دھڑی رہتی ہے

نیچی نظرین کیے رہتے ہین وہ اللہ ری حجاب
دل سے جاتا ہی نہین ہے تری مژگان کا خیال
تیرے در پر تری عشاق کی صورت ای مہر
چشم بیمار مین دنبالہ نہین کاجل کا
دیکھنے کے لیے ای گل تری گلگشت کی سیر

چلمن اُن آنکھون پہ مژگان کی پڑی رہتی ہے
یہ سنان وہ ہے جو سینے مین گڑی رہتی ہے
دھوپ بھی ٹھوکرین کھاتی کو پڑی رہتی ہے
ہاتھ مین مردمِ دیدہ کے چھڑی رہتی ہے
صبح تک اُوس گلستان مین پڑی رہتی ہے

غزل ۱۶۷

کوچۂ یار مین مشکل سے ملیگا رستہ
جا کہ سُنتے ہین وہان بھیڑ بڑی رہتی ہے

شعر ۱۵

شبِ وصلت گئی آمادہ گھر جانے پہ دلبر ہے
نہ چھیڑو دیکھو کہتے ہین نہ پوچھو غم کا افسانہ
خدا جانے یہ بُت کیونکر ہر اک کو قتل کرتا ہین
شبِ وصلت سحر ہونی نہین باقی کہ پچھلی ہے

اُٹھائی جاتی ہین شمعین طلوعِ صبحِ محشر ہے
قیامت تک نہوگا ختم اک دفتر کا دفتر ہے
کوئی تلوار رکھتے ہین نہ انکے پاس خنجر ہے
جدھر دیکھو بلند آوازۂ اللہ اکبر ہے

اڑائے کیا صبا نے ہوش لا کر نکہت گیسو
پریشان آج کیون گلزار مین بوے گل ترہے

الٹ ہوتا ہے ہر اک شعر اپنا سبکے شعرون سے
ہمارا طائر مضمون بھی صیدی کا کبوتر ہے

سنا کر عاشقون کو کہتے ہین ہنگام آرایش
مرے حلقہ بگوشون مین اگر کچھ ہے تو گوہر ہے

ہمیشہ صورت پرکار گردش ہوتی ہے مجکو
کہ ہے اک پانون میرا گھر مین اور اک گھر کی باہر ہے

خیال آیا ہے صحرا مین کس کی تشنہ کامی کا
ہمارے پانون کے ہر آبلے کی آنکھ کیون تر ہے

مثال مہر و مہ انکے مکان کے گرد پھرتا ہون
مجھے بھی ساتھ تیرے اے فلک دن رات چکر ہے

وہ کہتے ہین کسی کو کب ہے پروا کیا خیال ایسا
ہمارا عکس بھی جب دیکھو آئینے کے اندر ہے

الٰہی کون رند بادہ کش اٹھا ہے دنیا سے
کہ شیشے کا بھر آتا ہے دل تر چشم ساغر ہے

جہان چاہین اٹھین بیٹھین جہان چاہین چلے جائین
وہ خود مختار ہین انکو کسی کا خوف ہے، ڈر ہے

خدا جانے زمانہ کیون بدل جاتا ہے ہم سے پھر کر
مزاج یار ہے یا عاشقون کا یہ مقدر ہے

دہان گور سے اے جاہ آتی ہے صدا پیہم

شعر ۱۳	جسے سب جان دیکر مول لیتے ہین وہ گھر ہے	غزل ۱۷۹

ستم کے رنج دیے امتحان غضب کے لیے
ہمارے دل سے عوض آئینے کب کے لیے

شرر سے آہون کے چمکی ہوئی ہی ہجر کی رات
یہی ستارے ہین نیبار داغ شب کے لیے

دہن پہ مہر قناعت کی ہے فقیری مین
خدا نے دی نہین مجکو زبان طلب کے لیے

بتون کی زلف نے چھوڑا نہین جہان مین سواد
سیاہی آئی الٰہی کہان سے شب کے لیے

دہانِ یار کا نقشہ کھنچا جو روزِ ازل
ہزارون خامۂ قدرت نے بوسے لب کے لیے

مجال کیا جو کوئی ہم کلام ہو اُن سے
بنا ہے قفل دہن رعبِ حُسن سب کے لیے

قلق بُرون کا بھی روشن ضمیر کرتے ہین
ہوا ہے چاک گریبان صبح شب کے لیے

خدا ہی ہے جو بچے جان عشقِ گیسو مین
یہ رات بھاری ہی بیمار جان بلب کے لیے

نہ ہم گئے نہ وہ آئے وفورِ باران سے
یہ امتحان تری رحمت نے بھی غضب کے لیے

سوادِ خط کا ہے قبضہ کسی کے گالون پر
سپاہ شام نے دو ملک ہین حلب کے لیے

بری ہے حسنِ خداداد زیب و زینت سے	کب احتیاج ہو شانے کی زلفِ شب کے لیے
دعا بھی ہمنے جو مانگی تو دل ہی مین مانگی	ہمارے ہاتھ نہ اُٹھے کبھی طلب کے لیے

غزل	نجات غم سے ہو کیا جاہ حسبِ قولِ ظفر تعب ہے میرے لیے اور مین تعب کے لیے	شعر

ہم یار سے اظہارِ تمنا نہ کرین گے	دردِ دلِ شیدا کا مداوا نکرینگے
دل بھی جو لبون پہ ہو تو نالا نکرینگے	ہم بھی یہ علاجِ دلِ دیوانا کرینگے
رخسار وہ کیا قبر پہ رکھا نہ کرین گے	دو پھول بھی تربت پہ چڑھایا نکرینگے
دیکھا جو مجھے ڈال لیا چہرے پہ آنچل	کس منہ سے یہ کہتے تھے کہ پردا نکرینگے
نالے مرے پہونچینگے نہ کوٹھے پہ تمھارے	کیا قصد سوِ عالمِ بالا نہ کرین گے
کھائینگے جو زاہد ترے کوچے کی ہوائین	پھر خواہش جنت کبھی اصلا نکرینگے
سمجھے ہوئے ہین دیر کی جو کچھ ہے حقیقت	قبلہ بھی اُدھر ہوگا تو سجدا نکرینگے

ہوتی ہے طلب ہاتھ نہین پھر ملنے کو منہدی
وہ خون تو پھر آج کسی کا نکرینگے

نالے نہین کرنیکے اگر دم بھی نکلجاے
مرجائین گے پر یار کو رسوا نکرینگے

وہ ناز سے چلتے ہین تو کہتی ہی قیامت
برپا کوئی اب اور تو فتنا نکرینگے

طے ہوگا کسی طرح نہ پھر وادی وحشت
یہ پاؤن جو پیمائش صحرا نکرینگے

پلٹی ہوئی ہمکو نظر آتی ہین نگاہین
چھلنی یہ ترے تیر کلیجا نکرینگے

کب جلوہ گہ دوست یہ دل ہوگا الٰہی
آباد وہ کس روز یہ ویرانا کرینگے

کل کی تھی یہ توبہ کہ پئین گے نکبھی مے
اب توبہ یہ کرتے ہین کہ توبا نکرینگے

کیون قتل مین عشاق کے ہی دیر لگائی
آباد وہ کیا دوسری دنیا نکرینگے

دل پھیر دین سرکار یہ حجت نہین اچھی
کھالی ہے قسم آپ سے سودا نکرینگے

وہ دیکھ لین آکر دل بیمار کو ورنہ
اب بھی جو نہ آئین گے تو اچھا نکرینگے

اے جاہ ذرا دیکھتا جا ظلم بتون کے

شعر ۸	کیا کیا نہ کیا ہے ابھی کیا کیا نہ کرینگے	غزل ۱۵۱

لگا دینا چاہیے داغ جگر شرر کے لیے
کوئی چراغ تو ہو اس اندھیرے گھر کے لیے

جو تو نے چشم عنایت مری طرف پھیری
نگاہِ شوق نے بوسے تری نظر کے لیے

نکل ہی جائے کہیں جان ہجر میں ورنہ
لگا رہیگا بکھیڑا یہ عمر بھر کے لیے

خیالِ قبر دمِ نزع مجھکو آیا ہے
تڑپ رہا ہوں میں غربت میں اپنے گھر کے لیے

ہزاروں پڑتے ہیں بل بارِ زلف پیچاں سے
ہوئی ہے خلق نزاکت تری کمر کے لیے

نہ ڈوبا بحرِ محبت ہوں عشقِ دنداں میں
ہزاروں کھائے ہیں غوطے اسی گہر کے لیے

ہمارے دیکھنے کو اسنے بھیجے غیر کے خط
یہ بچا ہے ہمکو ملے سوزشِ جگر کے لیے

کبھی تو یار کمر باندھ قتلِ عاشق پر
کبھی تو تیز ہو خنجر ہمارے سر کے لیے

شعر ۱	بیانِ درد کو اتنا نہ طول دو اے جاہ یہ قصہ رہنے دو اب تم شبِ دگر کے لیے	غزل ۱۵۲

سینہ میرا ہو ہدف تیرِ ادا سے پہلے
کوئی کہدے کہ چلے آئیں قضا سے پہلے

چور منہدی کا چرالے نہ کہیں ہاتھوں کو
لے لیں اقرار ذرا آپ حنا سے پہلے

ضبط ہوگا نہ کبھی وصل میں لینگے بوسے
ہم مقر اپنی خطا کے ہیں خطا سے پہلے

یا خدا جذبۂ محبت میں ہو اتنا تو اثر
وہ چلے آئیں مری آہ رسا سے پہلے

ہو جو وہ بُت بھی طلب ہے شکایت کا مزا
حشر میں عرض کرونگا یہ خدا سے پہلے

قتل کر لیں مجھے پھر آپ لگائیں منہدی
خون سے لال کریں ہاتھ حنا سے پہلے

دل کی ہیں وضعِ حنا سے بھی کرونگا تحقیق
پوچھ لینے دے مگر زلفِ دوتا سے پہلے

رحم نے تم کو سکھایا یہ تسلی دینا
دینے آتے تھے نہ اس طرح دلاسے پہلے

اب سبب کیا ہے یہ کیا سوچ کے چھیڑیں باتیں
بیٹھے تھے آپ تو محفل میں خفا سے پہلے

غزل ۱۵۳

اب تو بے دیکھے انھیں چارہ گر آتا نہیں چین
تھے نہ یوں شربتِ دیدار کے پیاسے پہلے

شعر ۹

نہ پوچھو کہ وہ زلف کیون بھا گئی
طبیعت ہی تو ہے جدھر آ گئی

تمھین جان عاشق کی پروا ہی کیا
تمھاری بلا سے رہی یا گئی

جو راضی ہوئے بھی وہ کچھ وصل پر
درانداز ظالم حیا آ گئی

جگر اور دل دونون رخصت ہوئے
طبیعت مری ہاتھ سے کیا گئی

بڑھا سوز فرقت جو کی ہمنے آہ
ہوا اور بھی آگ بھڑکا گئی

کہا ہاتھ سینے پہ رکھکر مرے
کہ اب تو جلن دل کی تبلا گئی

خدا دکھا نزاکت سے چوٹی کا بوجھ
لچک کر کمر اُن کی بل کھا گئی

پھڑکنے لگا اُنکے ہنسنے پہ دل
یہ بجلی سے مجھے اور تڑپا گئی

شعر

کہے دیتی ہی چاہ دل کی تڑپ
کسی پر طبیعت تری آ گئی

چھپائے سے کہین چھپتی بھی ہے حالت دل کی
وہ پوچھیں کیا کہ صورت خود کہے دیتی ہے سائل کی

گواہی حشر مین لاؤن دل سے جو قاتل کی ‏ سنا ہے رد نہین ہوتی شہادت ہو جو عادل کی

تڑپ دو ہی جگر تا کون کہ کون پہلے خبر دل کی ‏ بھٹکتی پھرتی ہی دیکھو نظر بھی میرے قاتل کی

تھکی ہی اسقدر مجھ بخت جان کی ذبح کر دین ‏ کہ دم لے لیکے چلتی ہی سروہی میرے قاتل کی

نظر آتا ہے سناٹا مجھے ہر سمت فرقت مین ‏ اداسی چھا گئی ہی ساری عالم پر مرے دل کی

الٰہی سنکے وہ نالے شب فرقت چلے آئین ‏ صدا باب اجابت تک کبھی تو پہونچے سائل کی

مرے سینے پہ رکھکر ہاتھ کہتے ہین کہو کیا گذری ‏ وہ میرے دل سے حالت پوچھتے ہین اب مرے دل کی

ہوئے محو جمال ایسے کہ سب سکتے مین بیٹھے ہین ‏ وہ جب سے آئے ہین کچھ اور ہی صورت ہی محفل کی

تہ شمشیر یارب روز ہو دو چار کی گردن ‏ رہے آباد کشتون سے سدا سرکار قاتل کی

زبان حال سے خود شمع پروانون سے کہتی ہے ‏ خدا پر خوب روشن ہی جو ہی حالت مرے دل کی

ملے کیا لذت بخیہ مجھے اے سوزن عیسیٰ ‏ مرے زخمون نے چوسی ہی زبان شمشیر قاتل کی

تعلی کی جو لیتی ہے تڑپنے پر تو زیبا ہی ‏ ابھی دیکھی نہین ہی بیقراری قیس کے دل کی

انکھین منتظر ہین میرا امتحان ہو جکا دیکھا ہین آنکہ گا
کہو ذرا کسطرح تڑپون نکلے حسرت کسطرح دل کی

تماشا ہین ادھر ہے اودھر ہے ہاتھ اپنا تیرے ہاتھ
مثال زخم انکھین پھٹ گئی ہین تیرے بسمل کی

[illegible]
نشین ہم جا دی محشر کو کھینچ دست مقتول کی

تباقی ہے جلانا عاشقون کا اس نگار کو
دلون کو پھونکے دیتی ہے شرارت شمع محفل کی

غزل ۱۸۵

کہو اشعار دے کر زور کچھ اپنی طبیعت پر
فقط ہر شعر میں ہو جاہ بان ہر ایک کامل کی

شعر ۱۴

کسی سے حل ہو کیا مشکل ہماری عقدون کی
گرہ محتاج ہے یہ ناخن شمشیر قاتل کی

قد آدم تو یارب جا بجا ہو چادر خون بسمل کی
اسی دریا مین پیرین مچھلیان بازوی قاتل کی

وفور غیظ سے ہین لال آنکھین آج قاتل کی
کہ چادر مردم دیدہ نے اوڑھی خون بسمل کی

یہ ہنگام شہادت دیکھیے دریا دلی دل کی
کٹوری حوض خون ہی قبضہ شمشیر قاتل کی

تحمل کسطرح ہو بار احسان کا ترے قاتل
نظر تک ضعف سے جب اٹھ نہین سکتی ہے بسمل کی

ان ہی ہاتھوں سے تقاضا [illegible] | [illegible] حسرت [illegible]

کوئی کہہ دے خرابی [illegible] | [illegible]

ہماری سخت جانی سے ندامت یہ ہوئی حاصل | کہ قاتل کھینچ ہی [illegible] تیغ قاتل کی

جو بھیجا ہم نے نامہ اُس ستمگر کو تو یوں بھیجا | کہیں لکھی شکایت بختِ واژون کی کہیں دل کی

سوالِ وصل سے یا رب شگفتہ ہو مزاج اُن کا | نہالِ حسن میں پتّی لگے آوازِ سائل کی

مرقع سارے عالم کا نظر آجائے گھر بیٹھے | جو خسخانے میں ٹٹی ہو مرے آئینۂ دل کی

پسند آیا ہے سونا چاندنی میں بام پر اُن کو | ستارہ خوب چمکا ہے چاندی ماہِ کامل کی

لکھا کرتا ہوں خطوں میں اہلِ وطن کو حال غربت کا | خطوں میں صرف ہوتی ہے سیاہی شامِ منزل کی

غزل ۱۸۶

جما ہے خون قبضے تک شہیدانِ محبت کا
نیامِ سُرخ میں اے جاں ہے شمشیر قاتل کی

شعر ۱۴

یاس و ارمان سے قیامت کی کشاکش دل میں ہے | دم نکل سکتا نہیں ہے جان کس مشکل میں ہے

نجد میں آوارہ کیوں ہے دھیان کیوں محمل میں ہے
قیس جس پر ہے لیلی کا مجنوں ہے وہ لیلی دل میں ہے

متصل آنسو رواں ہیں سوزِ داغِ عشق ہے
شمع بھی پروانہ تجھ سے پردۂ محفل میں ہے

ملتے ہی گردن سے تسمہ بھی چھوڑا وقتِ ذبح
کس نزاکت کی روانی خنجرِ قاتل میں ہے

عاشقوں کو خونِ ناحق کا یہ دکھ پھل ملا
آج تک چھالا زبانِ خنجرِ قاتل میں ہے

کوئی مشکل پھر نہیں راحت لحد میں گر ملے
ہر مسافر کو صعوبت پہلی ہی منزل میں ہے

جان کے انجان بنتے ہو کہوں کیا مدعا
جو مجھے کہنا ہے تم سے وہ تمہارے دل میں ہے

ناز میری گھات میں انداز میری تاک میں
جان کا میری ہی خواہاں جو تری محفل میں ہے

رنگ لائیگا قیامت میں خدا کے سامنے
خون کا میرے جو دھبا دامنِ قاتل میں ہے

آج آئے ہیں جو دریا پر نہانے کے لیے
گوہرِ مقصود اپنا دامنِ ساحل میں ہے

نجد میں کہتا تھا لیلی سے یہ اکثر ساربان
تیرے دیوانے کا مسکن بھی اسی منزل میں ہے

پیتے ہی جامِ شہادت ملتی ہے عمرِ ابد
چشمۂ آبِ بقا کیا خنجرِ قاتل میں ہے

شمع و پروانہ پہ کیا موقوف ہی اے شعلہ رو | عشق مین جلتا ہے تیری جو تری محفل مین ہے

غزل ۱۲۷

وصل کی شب پوچھتے کیا ہو تمناؤن کو تم
کیا کہے اپنی زبان سے جو جو کیا کیا دل مین ہے

شعر ۱۲۷

گھر بنا کر اپنا جب صیاد گلشن مین ہے | چین سے بلبل بسلا کیونکر نشیمن مین ہے
ہون وہ بلبل دی مجھے پھولون نے پہلو مین جگہ | خار کھاتی ہی رہے کانٹے جو گلشن مین ہے
سخت جان ہون دم چرانا تو نہ اے شمشیر یار | جب مین جانون آج تسمہ بھی نہ گردن مین ہے
جو ہین اچھے وقت بد مین کام آتے ہین وہی | صرۂ خاک شفا تا حشر مدفن مین ہے
آسمان کی بار خاطر خاک تک اپنی ہوئی | سرمہ ہو کر بھی کھٹکتے چشم دشمن مین ہے
چار آنکھین بھی نہ کین آئے جو تربت مین تلک | ہم کفن سے منہ لپیٹے اپنا مدفن مین ہے
نالہ و فریاد سے فرصت نہ پائی عمر بھر | صورت ناقوس ہم بھی شغل شیون مین ہے
سوز الفت کچھ نہو جس مین وہ انسان ہی نہین | دل وہی ہے جو خیال روی روشن مین ہے

دیکھیے تقدیر پہنایا گیا مجنون کو طوق
ہار پھولون کا وہان لیلی کی گردن مین ہے

فصل گل آئی کہی دیتا ہون اے دست جنون
تار تک سالم نہ کوئی میرے دامن مین ہے

ہون وہ بلبل باغ عالم مین فرا پایا نہ چین
بدلے پھولونکے یہان کانٹے نشیمن مین ہے

ہم یہ تو دنیا مین آئین آفتون پر آفتین
کچھ وہی اچھے رہے جو لوگ مدفن مین ہے

ہائے کیا دن تھے نہ واقف تھا نیاز عشق سے
طوق جبتک نتھون سکے میری گردن مین ہے

غزل

جاہ ہمنے دشمنی ظاہر نہونے دی کبھی
دوست بنکر شکل دل پہلوی دشمن مین ہے

شعر ۱۵

قربان انکے غیظ کی حدت کے ملال کے
باتین مجھے سنائین رقیبون نے ڈھال کے

کیا ان سے وصف کیجیے چشم غزال کے
رکھدینگے بات بات مین نتھنے نکال کے

نقطے نہین ہین اس رخ روشن پہ خال کے
رکھے ہین آئنے پہ یہ نافے غزال کے

سینہ صدف کا رنج سے کیونکر رہے نہ چاک
غواص لے گیا ہے کلیجا نکال کے

شمشیرِ غم سے دل ہی ہمارا نہین دو نیم
پر کٹ گئے ہین طائرِ وہم و خیال کے

اہلِ حسد پہ تیرِ ملامت پڑین نہ کیون
تودہ بنے ہین آپ یہ گردِ ملال کے

زندان مین آئے ہین جو تمھارے اسیرِ زلف
لپٹا ہے طوق ہاتھون کو گردن ٹپاک کے

حیرت نے روزِ وصل بھی رکھا ہمین خموش
تصویر کی طرح نہ کھلے لب سوال کے

پژمردہ اہلِ جو رہے باغِ دہر مین
سرسبز ایک دن نہ ہوئے پھول ڈھال کے

ہفت آسمان نہ مانے مین کہتے ہین جنکو لوگ
ساتون یہ زینے ہین ترے بامِ وصال کے

پھرتی ہے یہ جو خاک اڑاتی ہوئی ہوا
خاکے اڑاتی ہے مری وحشت کی چال کے

اس بت کے گھر مین لے ہی گئی بیخودی مجھے
روزن تھے جتنے رہ گئے آنکھین نکال کے

ممسک ہے ہو امیدِ تمتع جہان مین خاک
مٹھی کبھی نہ کھولین گے نافِ غزال کے

کب چھوڑتے ہین اپنی جگہہ مستقل مزاج
اٹھتے نہین اٹھائین بھی نقطے جو خال کے

دولت کا اپنی لطف اٹھائین کچھ اہلِ بخل
بیٹھین نہ سانپ بنکے خزانے پہ مال کے

ہوتا نہین مجاز و حقیقت کا ایک رنگ
بلبل کبھی نہ خوش ہوئی بوٹون سے شال کے

خورشید سے چمک مین ہین وہ چند انکے دانت
رشکِ شعاعِ مہر ہین تنکے خلال کے

غزل ۱۰۹

روشن ہین وصفِ ابروی جانان اک جاہ
استاد سب جلی ہین دعائے ہلال کے

شعر ۹

جی سے جاتے ہین تو جایا کرین جانیوالے
تم سلامت رہو قابو مین نہ آنے والے

پاؤن پھیلا کے بس اب سوئیے آرام سے آپ
مر گئے رات کو نالون سے جگانے والے

تیری تصویرین بھی کیا آفتِ جان ہین اے بت
چوم لون ہاتھ جو مل جائین بنانیوالے

چھوٹتے ہی نہین کیا ملکِ عدم کے قیدی
پھر کے دنیا مین جو آتے نہین جانیوالے

ہو گیا حکم نہ آئے درِ دولت پہ کوئی
بیٹھین اب سر خطِ تقدیر مٹانیوالے

رکھکے سر ہاتھ پہ اغیار کے وہ سوتے ہین
جھوٹے قرآن اٹھاتے ہین اٹھانیوالے

آنکھ اٹھا کر بھی نہ انکو کبھی دیکھا اسنے
منھ ہی دیکھا کیے آئینہ دکھانیوالے

وہ بھی آئے نہ گئے تھے جو بلانے اُنکو
خود بھی روٹھے مرے روٹھے کے منانیوالے

غزل ۱۹۰

دیکھو ہر ایک سے اُلفت نہ بڑھاؤ اے جاہ
بے مروّت ہین بہت اب کے زمانیوالے

شعر ۱۲

یہی ہے دل کی تمنّا وہ رشکِ ماہ ملے
ہمین جہان مین نہ دولت ملے نہ جاہ ملے

گدا سے بھی نظرِ لطفِ پادشاہ ملے
ہمین بھی اب کوئی بوسہ خدا کی راہ ملے

یہ انقلابِ زمانہ سے کچھ بعید نہین
تلاش کو وہ اگر ہو تو برگِ کاہ ملے

پسِ فنا یہ اثر دیکھو تیرہ بختی کا
ملے تو نامۂ اعمال بھی سیاہ ملے

خدا کے واسطے اب کھینچ لو ذرا تلوار
چھٹے جو بھیڑ تو آنے کی ہمکو راہ ملے

مزاج پاؤن تو کچھ دردِ دل کہون اُنسے
دکھاؤن زخمِ جگر بھی اگر نگاہ ملے

فرشتے پا گئے ہین مجکو اسطرح پسِ مرگ
لگا ہوا کوئی جیسے میان راہ ملے

حرم سے دیر کو کیا جانے کون کون گیا
خدا کے سیکڑون بندے میانِ راہ ملے

کریم عفو بھی کر عاصیون کی تقصیرین
اب انکو ذائقہ بخشش گناہ سے ملے

مزا ہے آنکھون پہ پٹی نہو جو قتل کے وقت
چھری گلے سے ملے یار سے نگاہ ملے

دل و جگر بھی ہین محشر مین آپ ہی کیطرف
حضور کو بہت اچھے یہ دو گواہ ملے

غزل ۱۹۱

فراق شاق ہے اہل عدم کا دل پر جاہ
غضب کے داغ ہمین بھی خدا گواہ ملے

شعر ۱۷

ہم بغل پیر سے اس طرح جوان ہوتا ہے
تیر جس طرح ہم آغوش کمان ہوتا ہے

کب چھپانے سے بھلا عشق نہان ہوتا ہے
رنگ رخ تنکے یہ چہرے سے عیان ہوتا ہے

کبھی ملتا نہین پہلو مین مرا دل مجکو
یہ بھی ہوتا ہے وہین یار جہان ہوتا ہے

ہاے کہنا وہ کسی شوخ کا مجھسے شب وصل
ہجر کی رات بتا درد کہان ہوتا ہے

سنتے ہی رشک سے جل جاتی ہین شمعین بزم
گرمی حسن کا تیری جو بیان ہوتا ہے

مرگ عاشق کی خبر سنکے وہ فرماتے ہین
اور کچھ ذکر کرو اب خفقان ہوتا ہے

نوجوانی مین ترے حسن کی لٹتی ہے بہار
فصلِ گل مین یہ چمن صرفِ خزان ہوتا ہے

حسرت و یاس لیے جاتی ہین عاشق ہمراہ
قافلہ ساتھ جنازے کے روان ہوتا ہے

نازکی یار کے رخسارون کی ہے لائق دید
نگہ شوق کے بوسون سے نشان ہوتا ہے

یہ مثل سچ ہے کہ صورت ہے فقیرون کی سوال
دل مین عاشق کے جو ہو رخ سے عیان ہوتا ہے

حورین حیرت سے سوے قصرِ جنان دیکھتی ہین
سب کو رہ رہ کے ترے گھر کا گمان ہوتا ہے

وصل کا بار نزاکت سے اُٹھیگا کیونکر
جسکو بوسون کا تصور بھی گران ہوتا ہے

عشق مین اور کسی سے ہو بھلا کیا امید
غیر تو غیر ہے دل دشمنِ جان ہوتا ہے

قصہ زلف سناتے ہین ترے وحشی کو
واہ کیا خوب علاجِ خفقان ہوتا ہے

وائے ناکامی تقدیر جو ہون طالبِ دید
سات پردون مین وہ خورشید حشم نہان ہوتا ہے

یادِ رخ ہے سببِ رونقِ کاشانۂ دل
شمع روشن ہو تو پرنور مکان ہوتا ہے

لوٹ لو خوب ہی جی بھر کے جوانی کے مزے

کون پھر از سرِ نو جوان ہوتا ہے

رباعیات

ہر اک کو ہے جستجو تیری ہر سُو
بیتاب ہین سب کہ اب نظر آئے تو
گردن کو پھرا پھرا کے چارون جانب
چلاتی ہین قمریان بھی کوکو کوکو

ایضاً

ہر شئے سے عیان ہوتی ہی صنعت تیری
ظاہر ہے ہر اِک چیز سے قدرت تیری
بے شبہہ و شک کوئی نہین تیرا شریک
شاہد ہے مِرے قول پہ وحدت تیری

ایضاً

پژمردہ ہے وہ گُل نہو خوشبو جس مین
آئینہ ہے کب ہو نہ عیان رُو جس مین
آباد نہین دل جو نہ ہو تیری یاد
ویران ہے وہ کاشانہ نہو تو جس مین

ایضاً

اُس شوخ کی یاد مجھکو تڑپاتی ہے / روتا ہون مین عید بھی اگر آتی ہے
اللہ رے دل مین یاس و حرمان کا ہجوم / آتے ہوئے اب خوشی بھی گھبراتی ہے

ایضاً

یان عید بھی ہن کے غم کی شب آتی ہے / روتا ہون گھڑی خوشی کی جب آتی ہے
بہتے ہین سرشکِ چشم وقتِ خندہ / رونے کے لیے ہنسی بھی اب آتی ہے

ایضاً

بھولے گا نہ عمر بھر فسانا تیرا / کیا جلد گذر گیا زمانا تیرا
اے عہدِ شباب کب گیا کب آیا / آنا ہی کھلا نہ ہم پہ جانا تیرا

ایضاً

ہر طرح مین شعر ہین جو تھوڑے تھوڑے / کچھ ہمنے بھی دل کے ہین پھپھولے پھوڑے
دکھلایئے زورِ طبیعِ عالی کیونکر / اے جاہ مراق بھی تو پیچھا چھوڑے

ایضاً

وان جانے کا جب نہو سہارا ہمکو | پھر جان ہی دینا ہے گوارا ہمکو
اُس بُت کی گلی مین آجاہ کیونکر جائین | دیتا نہین راہ استخارا ہمکو

مخمّس

بر غزل چکیدۂ خامۂ مشکین ختامۂ خاقانی زمان قاآنی دوران عمدۃ الکملاً زبدۃ الشعراء اُستادی جناب منشی مفتی امیر احمد صاحب امیر مینائی زادت افاداتکم العالی

ہر طرف شور ہوا حشر کی ساعت آئی | فتنے برپا ہوئے عالم مین مصیبت آئی
مُردے گھبرائے کہ یہ کون سی آفت آئی | خوش خرامی پہ جو اُس بُت کی طبیعت آئی

چال اُڑانے کو دبے پانون قیامت آئی

دل جو آیا تو نئی روز مصیبت آئی | جان آفت مین پڑی جب سے طبیعت آئی

شکلِ راحت نہ نظر پھر کسی صورت آئی
اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی

شبِ فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

خیر جس طرح کٹا کٹ گیا دن فرقت کا
کاٹنا ہجر کی شب کا نہین ممکن اصلا

بیقراری پہ مری رحم کر اب بہرِ خدا
اے اجل باندھ کمر وقت ترا آپہونچا

دن ڈھلا دیکھ وہ شامِ شبِ فرقت آئی

بیخود و والہ و سرشار ہین کیا ہمکو خبر
جانین وہ لوگ جو ہشیار ہین کیا ہمکو خبر

مرتے ہین جان سے بیزار ہین کیا ہمکو خبر
ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہمکو خبر

کب پھنکا صور کب ای یار قیامت آئی

تجھپہ مرتے ہین دل و جان سی فدا ہین تجھپر
تیری الفت کا بھرا کرتے ہین دم آٹھ پہر

حشر کہتے ہین کسے نام ہے کسکا محشر
ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہمکو خبر

کب پھنکا صور کب اے یار قیامت آئی

شاعری کا کسی صحبت میں ہوا جب چرچا
جو پڑھا جسنے سُنی نعرۂ تحسین کی صدا

مگر آئی مری باری تو بندھا رنگ نیا
دلِ پُر سوز کا نوحہ جو میں پڑھنے بیٹھا

داد دینے کے لیے بزم میں رقت آئی

بعد مدت مری قسمت تھی لڑی وائے نصیب
لیجیے اور مصیبت یہ پڑی وائے نصیب

ٹل گئی ہائے شہادت کی گھڑی وائے نصیب
تیغِ قاتل سے تھی امید بڑی وائے نصیب

وہ بھی مُنھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

بعد مدت کے تو مقتل میں مجھے لائے نصیب
دل کی دل ہی میں تمنائیں رہیں وائے نصیب

یا خدا نکلے کسی کا نہ بگڑ جائے نصیب
تیغِ قاتل سے تھی امید بڑی وائے نصیب

وہ بھی مُنھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

پایا مائل جو مجھے نرگسِ جادو کی طرف
تیر مژگاں نے لگائے مری پہلو کی طرف

تیوریاں چڑھ گئیں دیکھا اگر ابرو کی طرف
ہاتھ میں نے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف

بولے وہ دیکھیے پھر آپکی شامت آئی

دے نہ آزارِ غمِ عشق کسیکو بھی خدا — چارہ گر تھک گئے ممکن نہوئی اُسکو شفا

ہاتھ ملتے رہے بالین پہ جنابِ عیسیٰ — حال بیمارِ محبت کا یہ آخر کو ہوا

ملک الموت کو بھی دیکھکے رقت آئی

حرفِ رخصت جو سُنا تن سے چلی جان اُدھر — بڑھ گئی اور بھی بیتابیِ قلبِ مضطر

یون تو پہلو مین مرے چبھتے تھے نشتر اکثر — تھی تو کچھ دل مین کھٹک درد کی پہلے سے مگر

پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

سامنے آنکھون کے تسنیم کی لہرا گئی موج — حُسن اپنا دلِ مشتاق کو دکھلا گئی موج

آتشِ شوقِ جنان اور بھی بھڑکا گئی موج — اُلفتِ ساقیِ کوثر کی اگر آ گئی موج

سمجھے ہم ہاتھ کلیدِ درِ جنت آئی

میرے قابو مین نہ آیا دلِ مضطر میرا — زانوِ فکر سے اُٹھا نہ کبھی سر میرا

جی نہ گھبرایا ترے ہجر مین دم بھر میرا | میہمان سے کبھی خالی نہوا گھر میرا

یاس رخصت جو ہوئی دل سی تو حسرت آئی

جلوۂ حُسن سے پُرنور ہوا سارا گھر | پانی سونے کا پھرا قصر کی دیوارون پر
بعد مدت مری تقدیر کا چمکا اختر | ذرّے عکس رخِ روشن سے بنے زرّہ زر

خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

فوجِ غم کا نہ ہوا معرکۂ عشق مین قمع | رہے اسباب پریشانی خاطر ہی کر جمع
دولتِ وصلِ حسینان کی مٹی دل سی طمع | ذرّۂ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع

جس جگہ دیکھ لیا حُسن طبیعت آئی

رہی برگشتہ سدا عشق مین اپنی تقدیر | وصل ممکن نہ ہوا کچھ نہین آئی تدبیر
چاہ کی طرح ہوئی ہجر ہی مین عمر اخیر | ہون وہ مایوس کہ دنیا سی جو اُٹھا مین آمیر

گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

قطعاتِ تاریخ طبع دیوانِ ہذا

قطعہ تاریخ از افادات کلک گہر سلک علامی فہامی صائب عصر انوری دہر جناب استادی منشی مفتی امیر احمد صاحب آسیر مینائی زادت افادا تہم

کیا کلام درد آمیز و نشاط انگیز ہے
کچھ مضامین آہ کے ہین کچھ مضامین واہ کے

کیا فصاحت کا ہی عالم کیا بلاغت کا ہی رنگ
لفظ و معنی سب ہین جلوے قدرت اللہ کے

صاف بندش سی ہین اشعار اسقدر چمکے ہوئے
آنکھ کہتی ہے کہ آئینے ہین مہر و ماہ کے

طرفہ عینک ہے بیاضِ جدولِ ہین السطور
راستے دکھلاتی ہے طورِ تجلی گاہ کے

خوب ہی جوہر کھلے تیغِ بیان کے واہ واہ
لختہاے دل گرے کٹ کٹ کے ہر ہر خواہ کے

مصرعِ تاریخ دیوانِ معلّے ہے امیر
کیسے عالی ہین یہ مضمون جاہ و والاجاہ کے

۱۳ ہجری ۱۳

از رشحات قلم اعجاز رقم استاد السلطان مقرب الخاقان بلبل ہندوستان فصیح الملک جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی ابر الدولہ ناظم یار جنگ بہادر

چھپا حضرتِ جاہ کا خوب دیوان
سراسر ہے جس مین لطافت بلاغت

جو دیکھے وہ جانے جو سمجھے وہ بوجھے
مصنف ہے کس رتبے کا ذی لیاقت

وہ بندش مین چستی وہ لفظون کی شوخی
پھر اسپر وہ معنی کا حُسنِ نزاکت

کہا داغ نے مصرعِ سال اسکا
یہ کانِ فصاحت ہے جانِ فصاحت
۱۳ ہجری ۱۳

قطعۂ تاریخ بطرزِ مثنوی از نتایجِ افکار گہر بارِ یکہ تازِ عرصۂ فصاحت شہسوارِ میدانِ بلاغت جنابِ منشی سیّد غضنفر علیخان صاحب از سرکارِ شاہ اودھ مخاطب بہ حمت الدولہ بہادر الملک سیّد محمد غضنفر علیخان بہادر صولت جنگ متخلص حکیم ابن ملک الشعرا تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سیّد مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ المتخلص آسیر طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ در صنعتیکہ از یک قطعۂ تاریخ پنج سنہ برمی آید و در مصاریعِ اشعار یہ آن رفتہ

زہے کلام کہ عالم ہی فیضیاب اس سے
ہی ہر سخن کی زمین آسمان جناب اس سے

فروغ بخش سیاہی سے ہے براے چشم
ہے اسکی دید سے افزون کہین ضیاے چشم

رہے ثنا مین نہ کیون ہر گھڑی زبانِ بشر
برائے جسمِ بشر ہے یہ مثلِ جانِ بشر

قریب اور بعید ایک دھوم کا عالم
جو عقل ہو تو کہین معجزہ اسے بھی ہم

ثبوتِ قوتِ فن مین ہے فکر و غور عبث
سخن ہی اسکو ہے کافی ہوئی سعی اور عبث

نہین کلام مین دیکھا کہین یہ لطفِ بیان
قلم سے مدح ہے دشوار گو ہے وہ دو زبان

نہ کس طرح سے ہو اہلِ زبان کو اسپہ ناز
محال مثل ہے سب سحر ہین تو اعجاز

بلند اس سے نہ کیونکر سخن کا ہو پایا
قلم اسی کا تو ایمان ازل سے ہے لایا

جہان مین رنگ تھے جتنے جو ہونگے کل جو ہین آج
زہے کلام سب اسمین ہین سخن کا یہ تاج

کمال اسکے مصنف کا ہے عیان اس سے
نہین ہے بڑھکے کہین خوبیِ زبان اس سے

فلک سے تا بہ زمین اور زمین سے تا بہ فلک
صدا آفرین کی صدا ہے میانِ انس و ملک

رقم حسین ہو بنیاد و خان کے بیچ مین گر
معائنہ کرین نامِ مصنف اہلِ نظر

دکھائی ایک مین تاریخین پانچ قطعۂ سال
یقین شمار سے کرین تمام اہلِ کمال

ہون حرفِ اوّل صدر آخر عروض جمع صرف
تو سالِ ہجری و فصلی کے ایک ایک ہون ظرف

اگر ہون اوّلِ الفاظ ابتدا اک جا
تو اہلِ علم کو ہو دم مین علم سمت کا

و فورِ شوق مین ضرب ہون سب لین جو آخرِ حرف
معائنہ کرین پھر فصلی سال عالی ظرف

ہے عیسوی کے لیے یہ حکیم مصرع سال
خدا کی شان ہے دیوان تھی معجز کمال

سنہ ۱۳۱۳ھ — سنہ ۱۳۰۲ فصلی — تیبت ۱۹۵۲ — سنہ ۱۸۹۵ء — سنہ ۱۳۰۴ فصلی

ولہ ایضاً

یہ دیوان تحریر اوّل ہوا ہے
ہر اک صفحۂ دل پہ کاغذ پہ آخر

اگر لوحِ محفوظ کو بھی گنین ہم
تو اوّل ہوا وسط زمانہ ہے ماہر

مصنّف ہے معجز نما حق تو یہ ہے
ہے قول اُسکا باطل جو کہتا ہے ساحر

عبارت سے یون رنگِ مضمون ہے پیدا
مئے سُرخ جس طرح شیشے سے ظاہر

ہے رشتیِ الفاظ بھی حسن امین
بخس مے ہے دنیا مین جنت مین طاہر

حکیم اس طرح سال اس طبع کا لکھ
ہے مخزنِ دوا وین یہ دیوان نادر

۱۳ — ہجری — ۱۳

این مصرع سال به تہجّی موزون شدہ است کہ در صورتِ تقدّم و تاخر الفاظ مصاریع با معنی کہ اوزانِ عروض صحت دارند بچند صورت می آیند بعض ازان برای اظہارِ خوبی مع وزنِ عروض و نام بحر مرقوم میشوند و از مصاریع و اشعار بالائی آن احتراز کردہ شد کہ از اطناب ممل چہ حاصل

۱	ہے فخرِ دوادین یہ دیوان نادر	۱۳۱۳ھ	بحر مثمن متقارب سالم فعولن چار بار
۲	یہ دیوان نادر ہے فخر دوادین	۱۳۱۳ھ	ایضاً
۳	ہے نادر یہ دیوان فخرِ دوادین	۱۳۱۳ھ	ایضاً
۴	یہ فخرِ دوادین ہے دیوان نادر	۱۳۱۳ھ	ایضاً
۵	یہ نادر ہے دیوان فخرِ دوادین	۱۳۱۳ھ	ایضاً
۶	فخرِ دوادین ہے یہ نادر دیوان	۱۳۱۳ھ	بحر سریع موقوف مستفعلن مستفعلن مفعولان
۷	فخرِ دوادین ہے یہ دیوان نادر	۱۳۱۳ھ	ایضاً ادنی تغیر

قس علیٰ ہذا

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع دُربار فارس مضمار سخن واقف نکات ہر علم و فن جناب فضل الدولہ مظفر الملک سید فضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب تہور الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ آسیر نور اللہ مرقدہ

دیوان یہ وہ چھپا ہے جو ہی لاجواب دہر
ہر شعر پڑھکے کیوں نہ زبان پر ہو واہ واہ

اوجِ سخن سے صفحہ ہر اک آسمان ہے
بین السطور فرق ہے یا کہکشان کی راہ

کہتے ہیں اسکو خوبی بندش نشہ ہیں کیا
بندش کا عقلِ کل کو نہیں اسپہ اشتباہ

دیکھے تو فیضِ رنگِ سخن کوئی وقتِ سیر
ہمرنگِ برگِ گل ہے ہر اک دامنِ نگاہ

تاج سر حروف ہے جب افتخار سے
ہر دائرہ اُچھالے نہ کس طرح سے کلاہ

گوہر کی آب و تاب سخن سے ہی آب آب
اسیر صفائی بندشِ ہر شعر ہے گواہ

کیونکر نہ یہ کلام ملوک الکلام ہو
قائل ہیں اسکے وہ جو ہیں اہل سخن کے شاہ

جنیا وادر حسین سے آخر ملے جو خان
واقف ہوا سِم پاک سے ہر بندۂ الٰہ

تخصیص کیون نہ بہر تخلص ہو جاہ کو
روز ازل سے جاہ کو تھی بس اسی کی چاہ

شاگردیِ امیر کرین کیون نہ اختیار
آبا صفت امیر ہین اور عرش بارگاہ

کیا ذکر فارسی کا ہے اُردو مین وہ کلام
جس سے خجل زبانِ عجم شام و پگاہ

ہے ان مناسبات سے افضل یہ سالِ طبع
مقبول ہند امیر سخن ہے کلام جاہ
۱۳ ہجری

از طبع وقاد و ذہن نقاد عالم المعی فاضل لوذعی جناب مولوی سید علی صاحب

الشہیر بہ مولوی علی میان صاحب متخلص بہ کامل

ہے یہ دیوان نسخہ کلک جواہر سلک جاہ
کون کر سکتا ہے غیر از عقل کل اسکی ثنا

رنگ حسن و عشق مین ڈوبی ہوئی اک اک غزل
تازگی مین ہر ورق رشک بہشت جان فزا

کیا خدا کی شان ہی جو بیت ہے جو سطر ہے
حسن خوبان پری وش کی طرح ہی دلربا

کس زبان سے ہو معانی کی تری اک اک بیان
پردۂ الفاظ مین ہین شاہدانِ مہ لقا

طبع کی تاریخ اس مصرع سی کامل ہے عیان
گوہر درج شرف ہے یہ کلام باصفا
۱۳ ہجری ۱۳

ولہ ایضاً

کیون نہ ہو مثلِ نظمِ جاہ آصف منزلت
ہر غزل سے نام ایزد ہی نمایان شانِ جاہ

نوعروسِ حجلۂ خوبی ہر اک بیتِ فصیح
شمعِ بزم افروز ہر مصرع پئے ایوانِ جاہ

غیرتِ پروین ضیا مین لوحِ دیوان کے نقوش
خطِ جدول سقفِ رفعت کے لیے ارکانِ جاہ

جب مصنف ہو محیطِ اعظمِ عز و شرف
کیون نہ تصنیفِ جواہر خیز ہو عمانِ جاہ

عیسوی تاریخ کامل نے رقم کی بہرِ طبع
عطرِ گلہائے بلاغت ہے زہے دیوانِ جاہ
۹۵ عیسوی ۱۸

ولہ ایضاً

حضرتِ جاہ کے دیوان کی ثنا ہو نہ رقم
سالہا سال اگر لکھین خواص اور عوام

مطلعِ نور ہے ایک ایک ورق دیوان کا
کہکشان ہین کششین دائرے ہین ماہِ تمام

حرف یا صحنِ گلستان مین ہین بکھرے ہوئے پھول
لفظ یا بادۂ معنی سے لبالب ہین جام

استعارات دلاویز مضامین نازک
وہ اگر آئینۂ نور تو یہ عطرِ مشام

صاف کہتی ہے یہ ہر مصرعِ رنگین کی ادا | باغ مین سیر کو آتے ہین بتانِ گلفام
حسنِ اسلوب وہ دلکش کہ گہر جسپہ نثار | پختگی ایسی کہ قربان کیا نقرۂ خام
وہ روانی کہ اگر دیکھے رضوانِ بہشت | لے نہ بھولے سے کبھی کوثر و تسنیم کا نام
یہ کو دیکھ کے دیکھا جو یہ دیوانِ لطیف | صاف ظاہر ہوئی یہ بات کہ ناقص ہے تمام
کلک نے طبع کی تاریخ رقم کی کامل | بحرِ مواج فصاحت ہے بلاشک یہ کلام

۱۳ ہجری ۱۳

ایضاً فی الفارسیة

حبذا دیوانِ جاہِ باکمال | شاعرِ صائب مکان عرفی مقام
سالِ طبعش عیسوی کردم رقم | خوش نگارے ہست کامل این کلام

۱۸۹۰ء

ایضاً فی العربیة

دِیْوَانُ جَاہٍ یُضَاھِی الشَّمْسَ فِی شَرَفٍ | یَزْھُو عَلٰی نُوْرِھَا مِنْ رِفْعَةِ الرُّتَبِ
اَرِّخْتُ لِلطَّبْعِ وَالْاَمْرَاضُ مُحْدِقَةٌ | ھٰذَا کَلَامٌ کَرِیْمٌ بَاھِرُ الْاَدَبِ

از نتائج خامۂ شاعر شیرین زبان نظیری دوران جناب حکیم سید ضامن علی صاحب المتخلص بہ جلال

یارب این نظم خوش آئین و کلام رنگین
تا ابد دلکش و مطبوع سخن سنجان باد

ستۂ طبع جلال سخن آرا بنوشت
کہ چہ دیوان بے مثل و فصاحت بنیاد
۱۳ ہجری ۱۳

نتیجۂ ذہن نقاد رشک حسان و کلیم جناب سید مصطفی صاحب المعروف بہ مولوی لڈن صاحب المتخلص بہ خورشید

جناب جاہ کا دیوان چھپا ہے
تعجب کیا اگر جانِ جہان ہو

سراپا عیب سے خوبی سراپا
نہیں ممکن کہ وصف اسکا بیان ہو

ہوئی تاریخ کی جب فکر مجھکو
تو ہاتف نے کہا اٹھ شادمان ہو

بتا دوں مادہ ایسا میں تجھکو
بھی خواہی تری جس سے عیان ہو

سن اسکے طبع کے اے کلک خورشید
دعائیہ یہ لکھ مرغوب جان ہو
۱۳ ۱۳ھ

گہرباری خامۂ عنبرین قوائم جناب قیصر مرزا صاحب متخلص قیصر مترجم مطلع حیدری

نواب لکھنؤ کے جو ہین کان پور مین	آئینا دے حسین کی سب باپکی عز و جاہ
آل رسول شاعر و ذی علم و انتخاب	بیشک جوان صالح و ابرار و زہد خواہ
ان کا کلام کیون نہ ملوک الکلام ہو	اعدا دب جنکے ملت اسلام کے پناہ
مطبوع تھا جہان کو چھپتا نہ کس طرح	کرتا ہے واہ واہ کوئی کوئی آہ آہ
ہجری سخنور قیصر مداح نے کہے	دیوان جاہ کا بھی چھپا بے نظیر واہ

۱۳ ہجری ۱۲

چکیدۂ قلم مشکین رقم شاعر بیمثال سخنور نازک خیال جناب نواب سید بہادر حسین خان انجم لکھنوی شاگرد حضرت آسیر مغفور

جناب جاہ کا دیوان جو طبع ہوتا ہے	مورّخ اسکے ہین اکثر سخنور کامل
ہے حکم حضرت سالم سے مجھکو بھی یہ فکر	وگرنہ صاف ہے ظاہر کہ ہون مین کس قابل
نہ منطقی ہون نہ نحوی نہ فلسفی نہ فقیہ	ہر ایک علم مین جاہل ہون جہل مین فاضل

وہ ہون نہین مکتبِ علمِ سخن مین ناخواندہ
کہ روبروے معلّم پڑھون عِلل کو عَلل

سخنورون کا ہے کیا ذکر ہون وہ گنگ زبان
کہ ریشخند کرین میری بات پر بالفعل

مجھے بحور و قوافی ہی مین وقوف نہین
ہے اسپہ صنعتِ تاریخ اور بھی معضل

مثالِ کلک جھکائے ہون سر دمِ تحریر
یہ جانتا ہون کہ ہونا ہے شاعرونمین خجل

غرض یہ مصرعِ تاریخ طبع سے ہے مری
کہ کل حروف سے ہو سالِ عیسوی حاصل

اگر وہ حرف لیے جائین جو کہ ہین منقوط
شمار سال مین ہجری کے بھی نہو مشکل

یہ ہے ہدیۂ انجم و مصرعِ تاریخ
کلامِ حضرتِ جاہِ عقیل واسع دل

سنہ ۱۳۱۲ھ — سنہ ۱۸۹۵ع

ایضاً

چھپتا ہے آج کل جو کلامِ جناب جاہ
آیا ہوا ہر ایک سخنور ہے پیچ مین

سب کے ورق الٹ دیے رنگِ کلام نے
دنیا کے حسن و عشق کا دفتر ہے پیچ مین

ممکن نہین کہ پائے وہ شیرینیِ سخن
موجِ حسد سے شیرۂ شکر ہے پیچ مین

ہر بزم مین ہے ہوش رُبا اب اُسی کا ذکر
گردش مین پڑ گیا ہے یہ ساغر ہی پیچ مین

رندون سے بحث ٹھہری ہی مقدارِ علم پر
تتمہ کسی کا آج مقرر ہے پیچ مین

اندھیر کر دیا ہے مضامینِ زلف نے
حورِ جنان کی زلف سراسر ہی پیچ مین

آنبیا گیا ہے رُخ کے مضامین کی سامنے
جل کر ہے چرخ کھا رہا نگار ہے پیچ مین

اسکی خبر کے آگے ہین خبرین جہان کی بند
اخبار کا ہر ایک ایڈیٹر ہے پیچ مین

سحرِ بیان نے پیچ فتیلہ بھلائے سب
خود آ گیا ہر ایک فسونگر ہے پیچ مین

اِس نقش لوحِ دل کا لکھا انجم بیالِ طبع
شوقِ کلامِ جاہ سے پتھر ہے پیچ مین

۱۳ ہ ۱۳

ایضاً وله

حضرتِ جاہ کا چھپا دیوان
شاد اہلِ نظر ہین خاطر خواہ

کیون نہ ہون شاد ایسے دیوان سے
جس کا ہر شعر ہے بہشت نگاہ

جسکے نقطون مین وہ سیاہی ہے
کہ خجل حور کے ہین خالِ سیاہ

زیبِ کرسی صفحہ میں یوں حرف | جس طرح تخت سلطنت پہ ہو شاہ
اسکی تاریخ یہ لکھو انجم | نظمِ جاہِ فصیح و عالی جاہ

۱۳ ۱۳ ۱۳

ولہ ایضاً فی الفارسیہ

یارب باشد جناب نوّاب | بنیاد حسین خان بعشرت
استادِ جہان بدانش و علم | شاگردِ امیرِ باکرامت
جاہ است بجا تخلصِ او | صدرست بخانۂ وزارت
خوش کرد بسا سخنوران را | از طبع کلامِ خود بصحبت
سالِ طبعش نوشت انجم | بنیاد کرامت و فصاحت

۱۳ ہجری ۱۳

نتیجۂ فکر نبیل شاعر عدیم المثیل جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل تلمیذِ رشید

حضرت منشی امیر احمد صاحب امیر ادامہم اللہ القدیر

یہ دیوان ہے جاہِ ذی جاہ کا | ہے اعجاز جنکے قلم کی صریر

کہی اسکی تاریخ مین نے جلیل | رہے کھیے فیض جناب امیر ۱۲۹۷ ہجری

از رشحات خامۂ عنبر بیز و گہر ریز جناب محمد حسین صاحب قدر

ترتیب نو و تازہ دیوان | نواب کہ خلق راست معدن
بنیاد حسین خان ذی شان | باشد نامش چو مہر روشن
چون جاہ تخلصش نباشد | داد است وقار رتبۂ ز دوامن
باشد نظمش کہ دستہ گل | دل دادہ او ہزار چون من
صد شکر کہ حالیا بحکمش | مطبوع شد آن بطرز احسن
گفتم اے قدر سال طبعش | دیوان کہ بود شگفتہ گلشن ۱۲۹۷ ہجری

ایضاً ولہ

دیوان جاہ چھپنے سے دل باغ باغ ہے | دیکھا وہ گل لگا نہیں جس مین خار کا
بیتین مین یا گندھی ہوئی پھولون کی ہین لڑیان | لفظون مین ہے بناؤ دلھن کے سنگھار کا

اس نظمِ بےمثال کی تعریف کیا کرون | کب ہے بھلا یہ کام مرے اختیار کا
تاریخِ طبع لکھنے پہ مائل ہوئی جو طبع | کیفِ سرور بن گیا عالم خمار کا
دل نے کہا کہ قدر نہ کر فکر لکھ یہ سال | چربہ ہے یہ جنانِ سخن کی بہار کا
۱۳ ہجری ۱۳

قطعۂ تاریخ از طبع آسمان فرسائے جناب مہدی حسن خان صاحب

رفعت من تلمیذ جناب جلال لکھنوی

رئیس شاعرِ شیرین بیان تخلص جاہ | ہر ایک دیکھ لے دیوان مآلِ طبع یہ ہے
ہوئی جو فکر تو دل نے کہا کہ اے رفعت | وقارِ نظم ہوا آج سالِ طبع یہ ہے
۱۳

از فکر فلک پیمائے جناب میر نثار حسین صاحب صبا از ارشد

تلامذۂ حکیم مسیحا مرحوم

کلامِ جاہ چون مطبوع گردید | بگفتم ایمن از حسّاد بادا
پئے تاریخِ طبعش گفت صبا بہ | بعیش و خرمی بنیاد بادا
۱۳ ہجری ۱۳

قطعۂ تاریخ طبعزاد شاعرِ نازک خیال خوشنویس بےمثال منشی بالکرام صاحب ضیا کاتب دیوان ہذا شاگرد رشید جناب منشی خیراتی لال صاحب شگفتہ لکھنوی

وہ نادر جادۂ والا جاہ نے دیوان لکھا ہے
بھری ہے جسمیں چستی یکقلم شستی خیالی ہے

مضامین میں ہے جدت روزمرّے میں صفائی ہے
فصاحت کیطرف مائل نہایت طبع عالی ہے

نہوں کیونکر سخندان محو مثلِ بلبل و قمری
گلِ گلزارِ ندرت سروِ باغِ بےمثالی ہے

کہا خوش ہوکے بہرِ سال اپنا بلبلِ خاطر
چہک اٹھا - گلِ گلدستۂ نازک خیالی ہے

۱۳ ہجری ۱۳

اطلاع

افسوس ہے کہ حالتِ علالت میں باصرارِ احباب تہذیب و ترتیبِ دیوان ہوئی اور بسبب شکایات امراض کے تعمق و امعان نظر سے نہ تصرفات کی نوبت آئی نہ ترتیبِ تواریخ بحسنِ عنوان ہوئی نہ غلطنامہ درست ہوا نہ مقابلہ اصل دیوان سے کاپی و پروف کا کرسکا نہ فہرستِ متروکات سے مقابلہ دیوان کا

کیا نہ تواردات کی تحقیق و تنقیح کی محض اہل مطبع کے حسن سعی پر موقوف ہے یہ
دیوان کیا چھپوایا ہے بار سر و دوش پھینکا ہے اگر معائب و نقائص
سے ممتلی ہو تو عجب نہیں ہے فقط

اعلان

برائے جمیع اہل مطابع وغیرہ اجازت دادہ می شود کہ دیوانِ ہذا ہر کس ہر جا
ہر قدر کہ خواہد چاپ نماید لاکن تصحیحش مقدم داند فقط

الراقم
سید بنیاد حسین جاہ عفی عنہ
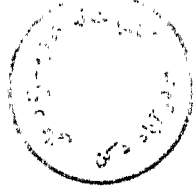
خاتمۃ الطبع - الحمد للہ کہ دیوان ہذا دوم ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ روز جمعہ کو میر احمد علی صاحب و
مرزا عطا حسین صاحب کارپردازان سرکار عالیجاہ نواب سید بنیاد حسین خانصاحب بہادر کی سعی سے
باہتمام محمد عبد الواحد انتظامی پریس کانپور میں چھپکر منظور نظر شائقین ہوا -

غلط نامہ دیوان جاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	حاشیہ نقطہ	نقطہ	نقطہ
۶	۹	بہت استعمال ہو گیا ہے	بہت ہے
۱۴	۹	شعر نمبر	شعر ۱۴
۱۶	۵	کبھی کھولتین کھلین	کھلین کھولین کبھی
۱۷	۴	جیسے ہے	جب سے ہے
۳۶	۲	خان و مان علی المشہور غلط ہے لغۃً	خانمان علی المشہور
۴۸	۱۰	آرزو	آبرو
۵۸	۱۰	بارِ احسان مسیحا	بار احسان مسیحا
۶۵	۱	زبانِ عندلیب	دہانِ عندلیب
۶۸	۱۰	ملنا تو	ملنا بھی
۷۲	۱۰	بنائی گئی گھر	بنائی مری گھر
۹۹	۴	خان و مان علی المشہور لغۃً	خانمان علی المشہور
۱۰۰	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۱۰۸	۷	دونونکو	دونو کو
۱۰۹	۳	ڈھونڈھتی	ڈھونڈھنے
۱۲۰	۱۱	جلوہ حق کو جو	عشق مین گر حق کو
۱۳۴	۱	اُسکی جگہ	جسکی جگہ
۱۴۹	۴	رسوا ہون	رسوا ہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۹	۳	جو کرین	جو کرے
۱۵۰	۱۱	وصل مین	وصل پہ
۱۵۳	۱۰	ور	اور
۱۵۷	۴	اوسپہ	جسپہ
ایضاً	ایضاً	اُسمین	جسمین
۱۶۰	۲	گھیرے	گھری
ایضاً	۷	دیر حرم	دیر و حرم
ایضاً	۱۱	غضب آ	غضب آیا
۱۶۵	۹	دلپہ	دل مین
۱۶۹	۷	کوئی نکلے راہ	کوئی تو رہبر ہو
۱۷۰	۷	حبیب ہو	نصیب ہو
۱۷۲	۶	لگائے	لگائیے
۱۷۹	۵	اسیر باغ پھر	اسیر باغ ہین
۲۲۱	۱۱	خان و مان علی المشہور لغۃً	خانمان علی المشہور
۲۳۹	۵	آئی	آئے
۲۷۲	۴	بے	بیے

تمت